حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائشِ مولیٰ کی دُھوم
مثلِ فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

پیدائشِ مولیٰ کی دُھوم ﷺ

جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سید محمد عاقل ہمدانی قادری

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائشِ مولیٰ کی دھوم
مثلِ فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

ابوالعادل سید محمد عاقل ہمدانی قادری

نام کتاب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پیدائشِ مولیٰ ﷺ کی دُھوم

مرتب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عبدالمصطفیٰ سید محمد عاقل ہمدآنی قادری

کمپیوٹررائز۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایضاً

مطبوعہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔غیر مطبوعہ

تاریخ ابتداء۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔24ربیع الاخریٰ1431ھ/10اپریل2010ء

تاریخ اختتام۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔رجب المرجب1431ھ/19جون2010ء

نظرثانی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔13 شعبان المعظم 1439ھ/30اپریل2018ء

ای میل۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔aaqilh866@gmail.com

فہرس

حرف ابتداء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ ربِّ الۡعَالَمِیۡن وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡاَنۡبِیَآءِ وَالۡمُرۡسَلِیۡن،شَفِیۡعَ الۡمُذۡ نَبِیۡن، رِحۡمَۃِ اللعَالَمِین مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ وَآلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَ ذُرِّیَتِہٖ وَاَھۡلِ بِیۡتِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ۔

رہے گا یونہی اُن کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

اللہ تبارک و تعالیٰ کے محبوب اکرم شاہ بنی آدم، سیاح لامکاں، دوعالم کے سردار، ختم رسل، شفیع المذنبین، بیکسوں کے مددگار،اُمت کے رکھوالے،اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو دنیا جہاں میں تقسیم فرمانے،آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جب

میلاد شریف کا مبارک مہینہ ربیع النور تشریف لاتا ہے اور مسلمانوں میں جگہ جگہ آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے تذکرے، شان وعظمت اور اوصاف بیان کئے جاتے ہیں تو مسلمان اہلسنت اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ان شانوں اور اوصاف کو سن کر مسرور و شاداں ہوتے ہیں وہیں شیطان کی ذریت کے دل سیاہ ہو جاتے ہیں اور میلاد شریف کے متعلق اپنے دل کی کدورتوں اور خباثتوں کا اظہار کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

اہل سنت و جماعت میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد منانا صدیوں سے رائج و مروج ہے اور میلاد منانا اہلسنت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے جب کہ بدعقیدہ لوگ چاہے وہ وہابی ہوں یا دیوبندی، مودودی ہوں یا اہلحدیث یا غیر مقلد وغیرہ، ان لوگوں نے یہ دیکھا کہ اہلسنت عوام ان کے کہنے سے عید میلاد النبی ﷺ سے باز نہیں آتے اور انہیں پہچان کر ان کی باتوں (شکوک وشبہات) کو دھیان میں نہیں لاتے، کوئی انہیں لفٹ ہی نہیں کراتا تو انھوں نے کافی غور وفکر کے بعد سوچا کہ اب ایسا پروپیگنڈا کرنا چاہیے جس سے عوام الناس ان کے جال میں پھنس سکیں تو اُنھوں نے قلابازی کھائی اور اہلسنت کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کو بہکانا شروع کر دیا۔ جس بدعقیدہ جماعت کو دیکھو اپنے آپ کو اہلسنت اور عوام کا ہمدرد بن کر پیش کر رہا ہے۔ حالانکہ یہ سب عقائد میں یکساں ہیں اور اہل سنت والجماعت کے عقائد و نظریات اور معاملات کے بالکل برخلاف ہیں۔

یہ بات ذہن نشین کر لیجئے کہ بکرا اگر شیر کی کھال پہن کر مجمع میں آکر کہنے لگے کہ میں شیر ہوں میں شیر ہوں کیا اُس کی اصلیت تبدل ہو جائے گی؟ کیا وہ بکرے سے شیر بن جائے گا؟ سب جانتے ہیں کہ بکرا آخر بکرا ہی رہے گا چاہے وہ شیر کی کھال ہی کیوں نہ پہن لے اور شور مچاتا پھرے۔ ایسا ہی حال ان بدعقیدہ لوگوں کا ہے کہ عوام

الناس کو بہکانے اور ورغلانے کی خاطر کتنا ہی شور مچاتے رہیں، چیختے چلاتے رہیں اور اہلسنت کی گردان کرتے رہیں مگر عوام الناس ان لوگوں کی چلاکیوں اور ہیرا پھیریوں کو پہچانتے ہیں کہ ان لوگوں کا اہلسنت کے عقائد و نظریات سے کوئی علاقہ (تعلق) نہیں۔ بس یوں سمجھ لو کہ بیچارے سادہ لوح مسلمانوں کو شربت کی بوتل میں زہر ہلاہل دینا چاہتے ہیں۔

ان لوگوں کا طریقہ کار یہ ہے کہ توحید کی آڑ لے کر.بڑے خوشمنا جال تیار کرتے ہیں اور عوام الناس کو جھانسا دے کر ان کے دین وایمان پر ڈاکہ زنی کرتے ہیں۔شیطان بھی تو توحید کا اقراری تھا اور ہے مگر آدم علیہ السلام کی شان میں بے ادبی کے الفاظ بول کر راندہ درگارہ ہوگیا اُس کی عبادات جن پر اُس کو نازو گھمنڈ تھا اُس کے منہ پر ماردی گئیں۔کیا وجہ تھی کہ اُس کی نمازیں، سجدے سجود اُس کے کام نہ آسکیں؟ بات صاف ظاہر ہے کہ اُس کے دل میں نبی کی محبت نہیں تھی۔اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوبوں کی تعظیم و تکریم بڑی پیاری ہے اگر کوئی کتنی ہی عبادتوں کے ڈھیر لگادے اگر نبی کی دل میں اُلفت و محبت نہیں تو یہ سب عبادتیں اُس کے منہ پر ماردی جاتی ہیں۔

آج نام نہاد بد عقیدہ لوگ جو اپنے آپ کو اہلسنت کہتے ہیں.بڑے خیر خواہ بن کر اور الفاظوں کا چکر دے کر مسلمانوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کراتے ہیں کہ میلاد شریف اور معمولات اہلسنت کو بند کر دیا جائے گا اور.بڑے گستاخانہ و بے باکانہ انداز سے میلاد شریف کے متعلق ہرزہ سرائی کرتے ہیں۔ان کے دماغ کا پینڈولم صرف ایک جگہ پر آکر جم گیا کہ یہ شرک و بدعت ہے ،یہ ناجائز وحرام ہے، شیطان نے ان کے قلب و ذہن پر ایسا غلبہ جمایا کہ اس سے آگے نکل کر سوچ ہی نہیں سکتے۔جب ان سے کہا جائے کہ اپنی ان حرکتوں سے باز آجاؤ تو کہتے ہیں کہ ہم تو اصلاح کر رہے ہیں نیکی کی دعوت دے رہے

برائی سے بچا رہے ہیں۔ یعنی شیطانی مشن کو تقویت دینے کے لئے مصلح وریفارمر کا لیبل سجا لیا ہے۔

ایک واقعہ عرض کرتا ہوں جس کو میں اپنے الفاظ میں بیان کر رہا ہوں۔

ایک دفعہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تہجد کی نماز قضا ہوگئی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس غم میں اللہ تعالیٰ کے حضور بہت گڑگڑائے اور اس غم میں بہت آنسو بہائے۔ کچھ عرصہ کے بعد پھر نماز قضا ہوتی کہ شیطان نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جگا دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے جگانے والے تو کون ہے؟ کہنے لگا کہ شیطان ہوں۔ فرمایا کہ تیرا کام تو نماز قضا کرانا ہے نہ کہ ادا پڑھوانا۔ یہ سن کر شیطان کہنے لگا کہ بات دراصل یہ ہے کہ ایک دفعہ آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی نماز قضا ہوگئی تھی آپ بہت روئے تھے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ادا نماز سے بھی زیادہ ثواب عطا فرمایا تھا اگر آج میں پھر آپ کو نہ جگاتا اور آپ کی نماز قضا ہو جاتی تو آپ اس غم میں پھر اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑاتے، روتے اور پھر کئی گناہ ثواب کے مستحق ہو جاتے تو یہی سوچ کر جگا دیا کہ کم از کم زیادہ ثواب تو نہ ملے۔

نوٹ:۔ یہ واقعہ دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے ملفوظات جدید، صفحہ 326 پر بھی درج کیا ہے

دیکھئے شیطان جو انسان کا ازلی دشمن ہے اس نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تہجد کی نماز قضا ہونے سے بچا کر ادا نماز پڑھوائی، بظاہر دیکھا جائے تو یہ اچھی بات تھی، مگر اس میں بھی اس کی بدنیتی کا عنصر موجود تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس دفعہ بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیادہ ثواب کے مستحق نہ بن جائیں۔ ایسے ہی یہ بدعقیدہ لوگ سنی عوام الناس کو شراب کی بوتل پر شربت کا لیبل لگا

کر زہر ہلاہل دینے کی کوشش کرتے ہیں اور بد عقیدگی کی گندگی نجاست کی بوتل کو خوشنما لیبل سے ڈھانپ کر بد عقیدگی کے جراثیم جسم میں اُتارنا چاہتے ہیں یہ کہہ کر کہ ہم تو تمہارے بہت ہی خیر خواہ ہیں تمہارے چاہنے والے ہیں۔ اسی خیر خواہی میں اپنی بد عقیدگی کا شربت پلانا چاہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کے مکروہ وفریب سے محفوظ فرمائے آمین۔

اللہ رب العزت جل شانہ قرآن کریم میں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شان و عظمت ، فضائل و مناقب بیان فرمانے کے بعد آپ ﷺ کے دشمنوں کے عیب گنواتا ہے۔ارشاد فرماتا ہے۔

نٓ وَالۡقَلَمِ وَمَا یَسۡطُرُوۡنَ ۔ مَاۤ اَنۡتَ بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ بِمَجۡنُوۡنٍ ۔ وَاِنَّ لَكَ لَاَجۡرًا غَیۡرَ مَمۡنُوۡنٍ ۔ وَاِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ ۔ فَسَتُبۡصِرُ وَیُبۡصِرُوۡنَ ۔ بِاَیِّكُمُ الۡمَفۡتُوۡنُ ۔ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعۡلَمُ بِمَنۡ ضَلَّ عَنۡ سَبِیۡلِهٖ وَ هُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُهۡتَدِیۡنَ ۔ فَلَا تُطِعِ الۡمُكَذِّبِیۡنَ ۔ وَدُّوۡا لَوۡ تُدۡهِنُ فَیُدۡهِنُوۡنَ ۔

ترجمہ :۔ قلم اور ان کے لکھے کی قسم تم اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں اور ضرور تمہارے لئے بے انتہا ثواب ہے اور بے شک تمہاری خو بو بڑی شان کی ہے تو اب کوئی دم جاتا ہے کہ تم بھی دیکھ لوگے اور وہ بھی دیکھ لیں گے کہ تم میں کون مجنون تھا بے شک تمہارا رب خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بہکے اور وہ خوب جانتا ہے جو راہ پر ہے تو جھٹلانے والوں کی بات نہ سننا وہ تو اس آرزو میں ہیں کہ کسی طرح تم نرمی کرو تو وہ بھی نرم پڑ جائیں۔

اس کے بعد اللہ رب العزت ہرزہ سرائی کرنے والے کے عیب بیان فرماتا ہے ملاحظہ فرمایئے۔

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ۔ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيْمٍ ۔ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۔ عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ۔

(پ29،القلم،آیت نمبر1تا13)

ترجمہ:۔اور ہر ایسے کی بات نہ سننا جو بڑا قسمیں کھانے والا ذلیل بہت طعنے دینے والا بہت اِدھر کی اُدھر لگاتا پھرنے والا بھلائی سے بڑا روکنے والا حد سے بڑھنے والا گنہگار درشت خو اس سب پر طُرّہ یہ کہ اس کی اصل میں خطا۔

معلوم ہوا کہ جو لوگ آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان و عظمت سے جلتے ہیں، آپ کے خداداد اختیارات و کمالات پر شک و شبہ کا اظہار کرتے ہیں،آپ ﷺ کے علم غیب پر طعنہ زنی کرتے ہیں اور آپ ﷺ کے میلاد مبارک کو روکنا چاہتے ہیں وغیرہ وغیرہ، ان آیات مبارکہ کی روشنی میں اپنے کرتوں کا جائزہ لیں اور عقیدہ حق اہلسنت کے سامنے سر تسلیم خم کریں جو کہ سلف صالحین کے عقیدے پر مشتمل ہے۔

میلاد شریف کیا ہے؟ یہ آپ سب جانتے ہیں کہ میلاد شریف آقائے کائنات رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل و مناقب، شان و کمالات کے بیان کرنے کا نام میلاد شریف ہے، میلاد شریف میں آقائے دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش شریف کے قبل و بعد کے واقعات کا بیان، نورانیت کا بیان، شان و عظمت کا بیان، تعظیم و توقیر کا بیان، معجزات کا بیان، تعریف و توصیف کا بیان کیا جاتا ہے۔ ان بیانوں کے تذکرے سن کر اہل ایمان کے ایمان کو جِلا، روح مسرور، قلب میں محبت رسول ﷺ موجزن ہوتی ہے۔

علامہ ابو محمد محمد عبدالرشید قادری مدظلہ العالی فرماتے ہیں۔

وہابی دیوبندی (مودودی، نجدی وغیرہ وغیرہ) میلاد نہیں مناتے ، اس کی وجہ ہے کہ اگر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت بیان کی تو حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش سے ہزاروں سال پہلے آپ کی تخلیق اور نبوت ثابت ہو گی۔ انسانوں کا سلسلہ تو حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شروع ہوا، اُس وقت نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو محض نور ماننا پڑے گا اور اگر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نور مان لیا پھر تو وہابی عقیدہ کی جڑ اُکھڑ جائے گی۔ وہابی اس لیے میلاد مناتے ہی نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نور ماننا پڑے۔

(رشد الایمان، صفحہ 29)

اس سلسلے میں جو مجھے چند کتابچے دستیاب ہوئے ہیں جو ہمارے پیش نظر ہیں۔ جن میں عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ان سیاہ رو چہروں کی خباثت ان کتابچوں سے ظاہر ہے۔ان کتابچوں اور کتب کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

1۔ عید میلاد النبی کی شرعی حیثیت، عبدالعزیز بن باز و محمد بن صالح العثیمین، ترجمہ مشتاق احمد کریمی، مطبوعہ، بہار

2۔ جشنِ عید میلاد النبی ﷺ کی تاریخی و شرعی حیثیت، عطاء الرحمٰن ضیاء اللہ، مطبوعہ سعودی عرب

3۔ عید میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت ، محمد اشفاق حسین، مراجعہ شفیق الرحمٰن ضیاء اللہ مدنی، مطبوعہ / ناشر اسلام ہاؤس ڈاٹ کام

4۔ جشنِ میلاد النبی جیسی بدعات کو اچھا سمجھنے والے کا رد، محمد صالح المنجد، مراجعہ شفیق الرحمٰن ضیاء اللہ مدنی مطبوعہ / ناشر اسلام ہاؤس ڈاٹ کام

5۔ صحیح تاریخ ولادت مصطفیٰ ﷺ، ابو عدنان محمد منیر قمر نواب الدین، مطبوعہ بنگلور

6۔عید محبت اور کافروں کی دیگر عیدوں سے متعلق اہل علم کے فتوے، ترتیب ابو کلیم مقصود الحسن فیضی، مراجعہ شفیق الرحمٰن ضیاء اللہ مدنی مطبوعہ سعودی عرب

7۔مسئلہ عید میلاد اسلام کی نظر میں،ابی بکر جابر الجزائری ، ترجمہ، محمد غیاث الدین مظاہری، مراجعہ شفیق الرحمٰن ضیاء اللہ مدنی مطبوعہ سعودی عرب

8۔سیرت النبی ﷺ کے جلسے اور جلوس، تقی عثمانی، مطبوعہ/ناشر ناظم ڈاٹ کام

9۔میلاد النبی کی مٹھائی خریدنے کا حکم؟، محمد صالح المنجد، مراجعہ شفیق الرحمٰن ضیاء اللہ مدنی مطبوعہ/ناشر اسلام ہاؤس ڈاٹ کام

10۔عید میلاد النبی کے موقع پر تقسیم کردہ کھانے کا حکم، محمد صالح المنجد، مراجعہ شفیق الرحمٰن ضیاء اللہ مدنی مطبوعہ/ناشر اسلام ہاؤس ڈاٹ کام

11۔دین میں بدعت اور عید میلاد النبی ﷺ ، عبدالعزیز بن سالم العمر ترجمہ شفیق الرحمٰن ضیاء اللہ مدنی مطبوعہ/ناشر اسلام ہاؤس ڈاٹ کام

12۔کیا صلوٰۃ وسلام اور محفل میلاد بدعت ہے؟، نعمان محمد امین، مطبوعہ کراچی

13۔جشن ربیع الاول محبت کے آئینہ میں، مفتی رشید احمد، مطبوعہ کراچی

14۔فتاویٰ میلاد شریف مع طریقہ میلاد شریف،احمد علی سہارنپوری،رشید احمد گنگوہی، اشرف علی تھانوی مطبوعہ ،لاہور

15۔عید میلاد النبی ﷺ اور ہم،عادل سہیل ظفر، مطبوعہ/ناشر ٹرواونر ڈاٹ نیٹ

16۔فتاویٰ رشیدیہ،رشید احمد گنگوہی، مطبوعہ کراچی

لہٰذا اپنے دیرینہ دوست فقیر محمد کی حسب فرمائش پر اس سلسلے میں کچھ عرض کرنے کی ہمت بندھی اور سلسلہ شروع کیا۔اس کتاب میں ہماری بحث صرف میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے تک رہے گی ،اور جہاں جہاں ان لوگوں نے میلاد النبی

ﷺ کی آڑ میں مزید مختلف مسائل پر حرف زنی کی ہے ہم اُس سے صرف نظر کریں گے اگر ضمنی طور پر کہیں تذکرۃ ہوا تو مختصر طور پر ہوگا۔

ہماری یہ کوشش رہی کہ علمائے کرام نے منکرین میلاد کے اعتراضات میں جو جوابات سپرد قلم کئے ہیں اور وہ مختلف کتابوں کی زینت بنے ہوئے ہیں، اُن سے استفادہ کیا جائے تاکہ عوام الناس کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے علمائے کرام ان لوگوں کے گمراہ اعتراضوں کے آگے پہلے ہی بند باندھ چکے ہیں۔ بتانا مقصود یہ ہے کہ دین کے نام پر نئے نئے فتنوں سے بچیں اور اپنے آقا و مولیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان و عظمت کے ترانے اور تعریف و توصیف کے نغمات پڑھتے رہیں کہ اسی میں ہم سب کی بھلائی اور دنیاوی واُخروی نجات ہے۔

ہاں ہم نے تاریخ دن سن کے حوالوں میں یہ ادنیٰ سا تصرف کیا ہے کہ جو الفاظ اردو ہندسوں میں لکھی گئی دن تاریخ سن (جیسے ۲، ۴، ۸، ۹) تھیں اُن کو تبدیل کرکے انگلش ہندسوں جو کہ عام روزمرہ کے استعمال میں ہیں تبدیل کر دیا (جیسے 2، 4، 9،، 8)۔

اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں اس کام کو پورا کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔اور میری اس کوشش کو قبول فرمائے۔اور مجھ اس کتاب کی تیاری میں کسی بھی قسم کی غلطی و کوتاہی سہواً یا خطاً ہو گئی ہو تو معاف فرمائے اور قیامت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت عظمیٰ سے ہم سب کو بہرہ مند فرمائے۔آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

نیاز مند

عبدالمصطفیٰ سید محمد عاقل ہمدانی قادری

نثار تیری چہل پہل پر ہزاروں عیدیں ربیع الاوّل
سوائے ابلیس کے جہاں سبھی خوشیاں منا رہے ہیں

خاک ہوجائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جب تک دم ہے ذکر انہیں کا سناتے جائیں گے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نسخہ کیمیا

مفتی محمد خان قادری فرماتے ہیں۔

اس ضمن میں ایک اصول اور نسخہ کیمیا ہے جسے ہر شخص اپنے ایمان کی پہچان کے لئے بروئے کار لا سکتا ہے وہ یہ ہے کہ ہادیٔ برحق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر جمیل سے اس کا ظاہر و باطن کیا اثر قبول کرتا ہے۔

اگر آپ کے سراپا مبارک، حسن و جمال اور شمائل و فضائل کے ذکر سے کوئی انسان اپنے دل کے اندر راحت و فرحت محسوس کرے تو سمجھ لینا چاہیے کہ اس کے دل کی زمین بحمداللہ ایمان سے شاداب و آباد ہے۔ کیونکہ دل کی زمین کی صفائی اور نظافت و پاکیزگی آپ کی ذات و صفات سے محبت ہی سے ممکن ہے۔ اسی سے ایمان کا پودا نمو پا کر شجر سایہ دار کی صورت اختیار کر سکتا ہے۔

اس کے برعکس اگر ذکرِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم سے دل لذّت و حلاوت کی بجائے اکتاہٹ، بے رغبتی اور بیزاری محسوس کرے، حلیہ مبارک اور شمائل نبوی کے بیان سے طبیعت کو فرحت و راحت اور سرور و انبساط کی بجائے وحشت و تکدّر ہو تو یہ اس

بات کی علامت ہے کہ اس کا خانۂ دل آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت والفت سے خالی ہے۔

(شاہکار ربوبیت، صفحہ 51)

سب سے پہلے کیا شے پیدا ہوئی؟

اللہ رب العزت جل جلالہ نے اس دنیائے جلوہ گاہ کو سجانا چاہا تو سب سے پہلے کائنات میں اپنے محبوب مکرم، شاہ بنی آدم، سیاح لامکاں، فخر موجودات، ختم رسل، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی پیدائش کا حال یوں بیان فرماتے ہیں۔ ملاحظہ کیجئے۔

عبدالرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھ کو خبر دیجئے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کون سی چیز پیدا کی۔ آپ نے فرمایا اے جابر اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے (نہ بایں معنیٰ کہ نور الٰہی اس کا مادہ تھا بلکہ اپنے نور کے فیض سے) پیدا کیا۔ پھر وہ نور قدرت الٰہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا سیر کرتا رہا اور اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا اور نہ بہشت تھی اور نہ دوزخ تھا اور نہ فرشتہ تھا اور نہ آسمان تھا اور نہ زمین تھی اور نہ سورج تھا اور نہ چاند تھا اور نہ جن تھا اور نہ انسان تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کئے اور ایک حصے سے قلم پیدا کیا اور دوسرے سے لوح اور تیسرے سے عرش، آگے طویل حدیث ہے۔

(نشر الطیب، صفحہ 6-7)

اس حدیث مبارکہ کو دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کی کتاب سے پیش کیا ہے تاکہ منکرین کو انکار کی جرأت نہ ہو سکے۔ مزید جن حضرات نے اس روایت کو اپنی کتب میں درج کیا ملاحظہ کیجئے۔

اس حدیث پاک کو حضرت علامہ زرقانی نے شرح مواہب لدنیہ جلد اول، صفحہ 41 میں، امام قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں، علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی نے انوار محمدیہ، صفحہ 13 میں اور جواہر البحار جلد ثالث ، صفحہ 292، اور صفحہ 294، اور صفحہ 354 اور صفحہ 491 میں، شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوت میں، علامہ فہامہ علی بن برہان الدین حلبی شافعی نے سیرت حلبی، صفحہ 37 میں، اور علامہ عمر بن احمد خرپوتی نے شرح قصیدہ بردہ، صفحہ 73 اور صفحہ 100 میں، اور امام ہمام محی الدین محمد بن مصطفیٰ المعروف شیخ زادہ نے شرح قصیدہ بردہ، صفحہ 98 میں اور امام محمد مہدی بن احمد فاسی نے مطالع المسرات، صفحہ 210، اور فاضل اجل ملا معین کاشفی نے معارج النبوت رکن اول، صفحہ 187 میں، اور خاتم المحدثین شیخ احمد شہاب الدین بن حجر ھیتمی مکی علیہ الرحمۃ نے فتاویٰ حدیثیہ، صفحہ 51 میں درج فرمایا۔

(نورانی مواعظ، جلد 1 صفحہ 26)

محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب شریف، حمل و ولادت اور آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعت کے بارے میں ہونا چاہیے کہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا نور مبارک ہی اللہ تعالیٰ کی سب سے پہلی مخلوق ہے چنانچہ صحیح

حدیث میں وارد ہے کہ اول ما خلق اللہ نوری اور تمام علوی و سفلی کون و مکاں اسی نور سے پیدا شدہ ہیں۔الخ

(مدارج النبوت، جلد 2 صفحہ 1)

ایک اور حدیث ملاحظہ کیجئے اس کو دیوبندی حکیم الامت تھانوی صاحب نے اپنی کتاب میں پانچویں روایت کے تحت درج کیا ہے۔

حضرت علی بن الحسین (یعنی امام زین العابدین) سے روایت ہے وہ اپنے باپ حضرت امام حسین اور وہ ان کے جدامجد یعنی حضرت علی[ی] سے نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے پرودگار کے حضور میں میں ایک نور تھا۔

(نشر الطیب، صفحہ 8-9)　　　(ی) رضی اللہ تعالیٰ عنہما

(نوٹ۔ معترضین کی کتب میں "ؐ"۔"ؑ"۔"ؓ"۔"ؒ" لکھا ہوا ہے، ہم نے صرف نقل کیا ہے ہم ایسا لکھنے سے اللہ و رسول عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پناہ چاہتے ہیں۔

احادیث مبارکہ کی تائید اس آیت کریمہ سے بھی ہوتی ہے کہ اوّل پیدائش حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نور ہے۔اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے۔

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظّٰهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔

(پ 27، سورۃ الحدید، آیت نمبر 3)

ترجمہ:۔وہی اوّل وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن اور وہی سب کچھ جانتا ہے۔

محقق الاطلاق شیخ الحدیث عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اس کے ضمن میں اپنی شہرہ آفاق تصنیفِ لطیف کے دیباچہ میں فرماتے ہیں:۔

یہ کلمات اعجاز اللہ تعالیٰ سبحانہٗ کی حمد و ثنا پر مشتمل ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کتاب مجید میں اپنی کبریائی کا خطبہ ان کلمات میں ارشاد فرمایا اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت اور وصف کا مضمون اس میں شامل ہے کیونکہ اللہ سبحانہٗ نے اسماء و صفات سے ان کی توصیف فرمائی اور یہ اسماء اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ نے وحی متلو (قرآن مجید) وغیر متلو (جس کی تلاوت نہ کی جائے مثلاً القاء، خواب، کلام الٰہی بلاواسطہ وغیرہ) میں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو ان ناموں سے موسوم فرما کر آپ (ﷺ) کے حلیہ مبارک جمال و حسن اور آپ (ﷺ) کے کمال و خصائل کو ظاہر فرمایا باجود اس امر کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء حسنیٰ سے متخلق اور متصف ہیں ان میں سے بعض تو خصوصیت کے ساتھ نامزد اور مشہور ہو چکے ہیں۔ مثلاً نورؔ، حقؔ، علیمؔ، حکیمؔ، مومنؔ، مہیمنؔ، ولیؔ، ہادیؔ، رؤفؔ، رحیم وغیرہ اور یہ چاروں اسم اوّل، آخر، ظاہر، باطن بھی اسی قبیل سے ہیں۔

(دیباچہ، مدارج النبوت اردو، جلد 1 صفحہ 1)

اللہ رب العزت جل شانہ نے جب اپنے حبیب مکرم احمد مجتبیٰ محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دُنیا میں بھیجنا چاہا تو آپ ﷺ کی دُنیا میں جلوہ گری سے پہلے ہی بڑے تزک و احتشام سے کائنات کو سجایا۔ زمین کو پیدا فرمایا اور زمین کو نت نئے رنگوں سے سجایا پھر اُس کے اوپر آسمان کا شامیانہ بنایا پھر شامیانے میں طرح طرح کے قمقمے سجائے، سورج سجایا، چاند منور کیا، ستاروں کے جھرمٹ کے جھرمٹ آسمان کے شامیانے پر سجائے۔ اس لئے کہ محبوب کی آمد آمد ہے۔ پھر اپنے پیارے پیارے عظیم المرتبت انبیاء کرام علیہم السلام کو بھیجا اور اُن پر آسمانی کتاب و صحیفے نازل فرما کر محبوب کے دنیا میں جلوہ گر ہونے کے میلاد کے چرچے شروع کر دیئے۔ تاکہ کائنات عالم کی ہر

چیز کو پتہ لگ جائے کہ اس دنیا میں ایک ایسی عظیم ہستی پیدا ہونے والی ہے جس کے لئے یہ کائنات سجائی گئی ہے۔تو لوگ اللہ تعالیٰ کی اس عظیم نعمت کی قدر کریں اور اس نعمت الٰہی کے ملنے پر خوشیاں منائیں۔جب اللہ عزوجل کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تو سبھی نے خوشیاں منائیں۔ ہاں اگر کوئی اس ساری جشن بہاراں کو دیکھ کر مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آمد پر پریشان وغمزدہ تھا تو وہ شیطان لعین تھا اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں، چیخ رہا تھا چلا رہا تھا آہ وفغاں کر رہا تھا، ملاحظہ فرمایئے۔

میلاد مصطفےٰ ﷺ پر کس کو پریشانی لاحق ہوتی ہے؟

شرح شیخ زادہ میں منقول ہے استقرار حمل کی صبح کو شیطان لعین کا تخت اوندھا پڑھا تھا اور شیطان لعین اس غم میں چالیس دن دریاؤں میں غوطہ لگاتا رہا، پھر بھاگ کر ابو قیس پہاڑ پر آیا اور ایک ایسی چیخ ماری کہ اس کی تمام ذریت جمع ہو گئی تو ان سے شیطان لعین نے کہا:۔

ویلکم هلکتم هذه المرة هلاکا لم تهلکوا مثله قد قالوا وما القصة فقال محمد بن عبدالله بن عبدالمطلب المبعوث، بالسیف القاطع الذی لاحیلة بعده یبطل عبادة اللت و لعزی وسائر الاصنام ولایاتی موضعا الا وجدنا ذکر الوحدانیة علانیة وهذه الامة هی التی لعنتی ربی من اجلها وجعلنی شیطانا رجیما وسیاتی من هذا النبی ما یحزن قلبی ویستخن عینی۔

(قصیدہ بردہ، ملازادہ، صفحہ 110، بحوالہ نورانی مواعظ)

ترجمہ :۔افسوس و ہلاکت ہے تم پر اس دفعہ تم ایسے ہلاک ہو رہے ہو کہ ایسی ہلاکت اس سے پہلے تم پر کبھی نہیں۔ ذریت شیطان نے کہا کہ کیا قصہ ہے؟ شیطان نے کہا کہ عنقریب محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب تشریف لا رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث بالسیف قاطع ہیں ان کی آمد کے بعد کوئی حیلہ نہ چل سکے گا۔ لات و عزیٰ تمام بتوں کی پرستش کو باطل کر دیں گے اور کہیں تشریف نہ لائیں گے مگر ہم وہاں توحید الٰہی کا ذکر پائیں گے علانیہ طور پر اور یہ وہ امت ہے جس کی وجہ سے میرے رب نے مجھے لعنتی اور شیطان رجیم بنایا، اور اس نبی سے ایسی باتیں صادر ہوں گی کہ جن سے میرا دل غمزدہ اور میری آنکھیں پتھرا جائیں گی۔

(نورانی مواعظ، جلد1، صفحہ 159۔160)

امام القراء حافظ الحدیث شیخ ابن الجزری (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں۔

محفلِ میلاد شیطانی قوتوں کے لئے موت اور اہلِ ایمان کی زندگی ہے اور جب عیسائی دُنیا اپنے نبی کے یومِ میلاد کو بڑی عید قرار دیتے ہیں تو اہلِ اسلام تو اپنے نبی کے یومِ میلاد کی تکریم کرنے کے زیادہ حقدار ہیں۔

(المورد الدوی، صفحہ 29۔30)

علامہ ابوالقاسم سہیلی (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) لکھتے ہیں۔

ان ابلیس لعنہ اللہ رن اربع رنات۔ رنۃ حین لعن۔ رنۃ حین اھبط و رنۃ حین ولد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و رنۃ حین انزلت فاتحۃ الکتب قال والرنین والنخار من عمل الشیطان۔

(روض الانف ج1 ص181)

ابلیس ملعون زندگی میں چار مرتبہ چیخ مار کر رویا۔ پہلی مرتبہ جب اس کو ملعون قرار دیا گیا، دوسری مرتبہ جب اسے بلندی سے پستی کی طرف دھکیلا گیا، تیسری مرتبہ جب سرکار دو عالم (ﷺ) کی ولادت با سعادت ہوئی، چوتھی مرتبہ جب سورۃ فاتحہ نازل ہوئی۔

علامہ ابن کثیر نے بھی علامہ سہیلی کی اس عبارت کو السیرۃ النبویہ، صفحہ 212 جلد 1 میں جوں کا توں نقل کیا ہے۔ اور ابن سیدالناس نے "عیون الاثر" صفحہ 27 جلد 1 میں بھی اس روایت کو بعینہٖ درج کیا ہے۔

(ضیاء النبی ﷺ، جلد 2 صفحہ 56)

علامہ احمد زینی دحلان رقمطراز ہیں۔

وعن عکرمة ان ابلیس لما ولد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم ورأی تساقط النجوم قال لجنودہ قد ولد اللیة ولد یفسد امرنا ۔ فقال له جنودہ لو ذھبت فخبلته فلما دنا من رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم بعث اللہ جبرئیل فرکضه برجله رکضة وقع بعدن۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ جس روز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تو ابلیس نے دیکھا کہ آسمان سے تارے گر رہے ہیں۔ اس نے اپنے لشکریوں کو کہا رات وہ پیدا ہوا ہے جو ہمارے نظام کو درہم برہم کردے گا۔ اس کے لشکریوں نے اسے کہا کہ تم اس کے نزدیک جاؤ اور اسے چھو کر جنون میں مبتلاء کردو۔ جب وہ اس نیت سے حضور (ﷺ) کے قریب جانے لگا تو حضرت جبریل (علیہ السلام) نے اسے پاؤں کی ٹھوکر لگائی اور اسے دور عدن میں پھینک دیا۔

(السیرۃ النبویہ، جلد 1 صفحہ 47-48) بحوالہ (ضیاء النبی ﷺ، جلد 2 صفحہ 56-57)

معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت پر غم کا اظہار کرنا شیطانی وطیرہ ہے۔ مسلمان مومن کا یہ خاصہ نہیں کہ ولادت کی خوشی میں شرکت کرنے کے بجائے اُلٹا نقائص نکالنا شروع کردے۔

نثار تیری چہل پہل پر ہزاروں عیدیں ربیع الاوّل
سوائے ابلیس کے جہاں سبھی خوشیاں منا رہے ہیں

اب ہم قرآن و حدیث، علماء کے اقوال اور مخالفین کے اقوال سے میلاد مصطفےٰ ﷺ کا ثبوت دیتے ہیں پھر اعتراض کرنے والوں کے اعتراضات پر جو کتب و کتابچوں میں درج ہیں اور ہمارے پیش نظر ہیں تبصرہ فرمائیں گے۔ان شاء اللہ تعالیٰ وباللہ التوفیق۔

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے

نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

قرآن کریم سے میلاد النبی ﷺ کا ثبوت

کائنات کی اشیاء جن کا شمار کرنا کسی کے بس کی بات نہیں اس کا علم جان سکے سوائے اُن مقدس حضرات کے جن کو اللہ تعالیٰ نے یہ علم ودیعت کیا یعنی اللہ تعالیٰ کے محبوب و مکرم بندے ،ان بے شمار اشیاء کے متعلق جو اللہ تعالیٰ نے نعمتوں کے طور پر انسانوں کو عطا فرمائی قلیل فرمایا، قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے۔

دنیا کی چیزیں کو قلیل فرمایا

قُلۡ مَتَاعُ الدُّنۡیَا قَلِیۡلٌ۔

(پ5، سورۃ النساء، آیت نمبر77)

ترجمہ کنزالایمان:۔ تم فرمادو کہ دنیا کا برتنا تھوڑا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کے بارے میں فرمایا کہ اُس کی نعمتیں اتنی بے شمار ہیں کہ اگر تم ان نعمتوں کا شمار کرنا بھی چاہو تو نہ کر سکو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قلیل نعمتوں کا شمار بھی انسان کے بس کی بات نہیں

وَاِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَتَ اللّٰہِ لَا تُحۡصُوۡھَا ۔

(پ13، سورۃ ابرٰہیم، آیت نمبر34)

ترجمہ کنزالایمان:۔اور اگر اللہ کی نعمتیں گِنو تو شمار نہ کر سکو گے۔

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَۃَ اللّٰہِ لَا تُحۡصُوۡھَا ۔

(پ14، سورۃ النحل، آیت نمبر18)

ترجمہ کنزالایمان:۔اور اگر اللہ کی نعمتیں گِنو تو انہیں شمار نہ کر سکو گے۔

اللہ تعالیٰ نے دُنیا کی متاع کو قلیل فرمایا۔یعنی عالم کائنات میں بسنے والے اللہ تعالیٰ کی عطاکردہ نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں یہ سب اشیاء شمار میں تھوڑی ہیں مگر دُنیا میں ایک ذات بابرکات ایسی مقدس ترین ہے جو عظیم سے عظیم ترہے اور وہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا خلق۔

یہ بات ذہن نشین رہے کہ ہم نے یہاں ذات کا لفظ استعمال کیا ہے اور خُلق کا بعد میں، اس لئے کہ خُلق جبھی ہوگا جب ذات ہوگی جب ذات نہیں تو خُلق کیسے پیدا ہو جائے گا۔ تو یہ معلوم ہوا جس کے خُلق اتنے عظیم ہوں کہ انسانی فہم ودانش سے وراء ہوں تو وہ ذات کتنی عظیم تر ہوگی۔ یقیناً ہمارے حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارکہ بے مثل واعلیٰ وافضل ترہے جہاں کسی بندہ بشر وملائک کے علم ودانش کی رسائی ممکن نہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل وکمالات کو شمار کر کے بیان کر سکے۔

بہر کیف کہنا یہ ہے کہ جو چیز قلیل فرمائی وہ تو شمار سے باہر ہے تو جس ذات بابرکات کے خُلق کو رب تعالیٰ عظیم فرمائے تو اُس ذات بابرکات کی خوبیوں، مناقب وفضائل کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔

رب نے جس شے کو عظیم فرمایا وہ خلق رسول ﷺ ہے

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خُلق کے بارے میں قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۔

(پ29،آیت القلم،آیت نمبر4)

ترجمہ کنزالایمان:۔اور بے شک تمہاری خوبو بڑی شان کی ہے۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا میں کوئی نعمت، شے سب سے قدرو منزلت والی اور عظیم تر ہے تو وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات ہے۔ قارئین کرام! آپ پورا قرآن کریم پڑھ ڈالیے اور غور و تفکر کیجئے کہ اللہ تعالیٰ پورے قرآن میں جہاں جہاں اپنی نعمتوں کا ذکر کیا ہے اُن پر احسان نہیں جتایا۔ بلکہ ان نعمتوں پر شکرادا کرنے، خوشیاں منانے کا، چرچا کرنے اور احسان ماننے کا حکم دیا ہے۔مثلاًارشاد باری تعالیٰ ہے۔

نعمت الٰہی کے ملنے پر شکر واجب ہے

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔

(پ17، سورۃالحج،آیت نمبر36)

ترجمہ کنزالایمان :۔اور قربانی کے ڈیل دار جانور اونٹ اور گائے ہم نے تمہارے لئے اللہ کی نشانیوں سے کئے تمہارے لئے ان میں بھلائی ہے تو ان پر اللہ کا نام لوایک پاؤں بندھے تین پاؤں سے کھڑے پھر جب ان کی کروٹیں گر جائیں تو ان میں سے خود کھاؤاور صبر سے بیٹھنے والے اور بھیک مانگنے والے کو کھلاؤ ہم نے یونہی ان کو تمہارے بس میں دے دیا کہ تم احسان مانو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۔

(پ2،سورۃالبقرۃ،آیت نمبر172)

ترجمہ کنزالایمان :۔اے ایمان والو کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں اور اللہ کا احسان مانو اگر تم اسی کو پوجتے ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَ اللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّ جَعَلَ لَكُمْ سَرَابِیْلَ تَقِیْكُمُ الْحَرَّ وَ سَرَابِیْلَ تَقِیْكُمْ بَاْسَكُمْ كَذٰلِكَ یُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ۔

(پ14،سورۃالنحل،آیت نمبر81)

ترجمہ کنزالایمان :۔اور اللہ نے تمہیں اپنی بنائی ہوئی چیزوں سے سائے دیئے اور تمہارے لئے پہاڑوں میں چھپنے کی جگہ بنائی اور تمہارے لئے کچھ پہناوے بنائے کہ تمہیں گرمی سے بچائیں اور کچھ پہناوے کہ لڑائی میں تمہاری حفاظت کریں یونہی اپنی نعمت تم پر پوری کرتا ہے کہ تم فرمان مانو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِیْ وَاثَقَكُمْ بِهٖۤ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۔

(پ6، سورۃ المائدۃ، آیت نمبر 7)

ترجمہ کنزالایمان :۔اور یاد کرو اللہ کا احسان اپنے اوپر اور وہ عہد جو اس نے تم سے لیا جب کہ تم نے کہا ہم نے سنا اور مانا اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ دلوں کی بات جانتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا ۔

(پ21، سورۃ الاحزاب، آیت نمبر 9)

ترجمہ کنزالایمان :۔اے ایمان والو اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب تم پر کچھ لشکر آئے تو ہم نے ان پر آندھی اور وہ لشکر بھیجے جو تمہیں نظر نہ آئے اور اللہ تمہارے کام دیکھتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَهُوَ الَّذِیْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِیًّا وَّ تَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْیَةً تَلْبَسُوْنَهَا وَ تَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِیْهِ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔

(پ14، سورۃ النحل، آیت نمبر 14)

ترجمہ کنزالایمان:۔اور وہی ہے جس نے تمہارے لئے دریا مسخّر کیا کہ اس میں سے تازہ گوشت کھاتے ہو اور اس میں سے گہنا نکالتے ہو جسے پہنتے ہو اور تو اس میں کَشتیاں دیکھے کہ پانی چیر کر چلتی ہیں اور اس لئے کہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور کہیں احسان مانو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَ اللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَیْـًٔاۙ وَّ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔

(پ14، سورۃالنحل، آیت نمبر78)

ترجمہ کنزالایمان:۔اور اللہ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹ سے پیدا کیا کہ کچھ نہ جانتے تھے اور تمہیں کان اور آنکھ اور دل دیئے کہ تم احسان مانو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰیٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔

(پ7، سورۃالمائدۃ، آیت نمبر89)

ترجمہ کنزالایمان:۔اسی طرح اللہ تم سے اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں تم احسان مانو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ وَ اَنِّیْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ۔

(پ1، سورۃالبقرۃ، آیت نمبر47)

ترجمہ کنزالایمان:۔اے اولادِ یعقوب یاد کرو میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا اور یہ کہ اس سارے زمانہ پر تمہیں بڑائی دی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اَسۡبَغَ عَلَيۡكُمۡ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ۔

(پ21، سورۃ لقمن، آیت نمبر20)

ترجمہ کنزالایمان :۔اور تمہیں بھرپور دیں اپنی نعمتیں ظاہر اور چھپی۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اللہ رب العزت جل جلالہ نے دنیا کی متاع کو قلیل یعنی تھوڑا فرمایا مگر اس کے باوجود دنیا کی نعمتیں تھوڑی ہونے کے اتنی کثیر ولا تعداد ہیں جن تک کسی جن وانسان کی رسائی ممکن نہیں۔اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ جب تم میری کسی بھی نعمت کو پاؤ تو اس نعمت کی خوشی کا اظہار کر کے اس کا چرچا کرو۔

نعمت الٰہی پر خوشی منانے اور چرچا کرنے کا حکم

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ ۔

(پ30، سورۃ الضحیٰ، آیت نمبر11)

ترجمہ کنزالایمان :۔اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قُلۡ بِفَضۡلِ اللّٰهِ وَبِرَحۡمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلۡيَفۡرَحُوۡا هُوَ خَيۡرٌ مِّمَّا يَجۡمَعُوۡنَ ۔

(پ11، سورۃ یونس، آیت نمبر58)

ترجمہ ترجمہ :۔تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہئے کہ خوشی کریں وہ ان کے سب دھن دولت سے بہتر ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّ اشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ۔

(پ14، سورۃ النحل، آیت نمبر114)

ترجمہ کنزالایمان:۔تو اللہ کی دی ہوئی روزی حلال پاکیزہ کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو اگر تم اسے پوجتے ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

(پ4، سورۃ ال عمران، آیت نمبر171)

ترجمہ کنزالایمان:۔خوشیاں مناتے ہیں اللہ کی نعمت اور فضل کی اور یہ کہ اللہ ضائع نہیں کرتا اجر مسلمانوں کا۔

معلوم ہوا کہ مومنوں کی عادت ہے کہ جب اُن کو اللہ تعالیٰ کی کوئی نعمت میسر ہوتی ہے تو اُس پر خوشیاں مناتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے طلب گار رہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے بے شمار نعمت دینے کے بعد بھی احسان نہیں جتلایا مگر ایک نعمت ایسی عطا کی جس کا اللہ تعالیٰ نے احسان جتلایا۔جس سے اس نعمت کی اہمیت کے ساتھ اس عظیم نعمت کے مقام و مرتبہ اور شان و عظمت کا پتہ لگتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی سب سے عظیم نعمت

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔

(پ4، سورۃ آل عمران، آیت نمبر164)

ترجمہ کنزالایمان :۔بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انھیں پاک کرتا ہے اور انھیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلے گمراہی میں تھے۔

معلوم ہوا کہ اللہ رب العزت جل جلالہ کی وہ عظیم نعمت آقائے دوجہاں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی قدر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرما کر مسلمانوں پر احسان عظیم کیا۔اور یہ نعمت ولادتِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صورت میں مسلمانوں کو ملی اس پر جتنا رب تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے کم ہے، شکر کا طریقہ یہی بتایا کہ جب کوئی نعمت ملے تو اس پر خوشیاں مناؤ اور اس نعمت کا چرچا کرو۔

اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری کرنے والے لوگ

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ کُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ۔

(پ13، سورۃ ابراہیم، آیت نمبر28)

ترجمہ کنزالایمان :۔کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت ناشکری سے بدل دی اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر لا اتارا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ یَکْفُرُوْنَ۔

(پ14، سورۃ النحل، آیت نمبر72)

ترجمہ کنزالایمان :۔اور اللہ کے فضل سے منکِر ہوتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰہِ ثُمَّ یُنْکِرُوْنَہَا وَ اَکْثَرُہُمُ الْکٰفِرُوْنَ ۔

(پ14، سورۃ النحل، آیت نمبر 83)

ترجمہ کنزالایمان :۔اللہ کی نعمت پہچانتے ہیں پھر اس سے منکِر ہوتے ہیں اور ان میں اکثر کافر ہیں۔

صدرالافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

یعنی جو نعمتیں کہ ذکر کی گئیں ان سب کو پہچانتے ہیں اور جانتے ہیں کہ یہ سب اللہ (عزوجل) کی طرف سے ہیں پھر بھی اس کا شکر بجا نہیں لاتے۔ سدی کا قول ہے کہ اللہ (عزوجل) کی نعمت سے سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہیں، اس تقدیر پر معنٰی یہ ہیں کہ وہ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو پہچانتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا وجود اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے۔

(تفسیر خزائن العرفان، صفحہ 497، مطبوعہ ضیاء القرآن)

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ثُمَّ تَوَلَّیْتُم مِّنۢ بَعْدِ ذٰلِکَ فَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُہ لَکُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ۔

(پ1، سورۃ البقرہ، آیت نمبر 64)

ترجمہ کنزالایمان :۔پھر اس کے بعد تم پھر گئے تو اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم ٹوٹے والوں میں ہو جاتے۔

یہاں فضل و رحمت سے یا توفیق توبہ مراد ہے یا تاخیر عذاب (مدارک وغیرہ) ایک قول یہ ہے کہ فضل الٰہی اور رحمت حق سے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی ذات پاک مراد ہے معنی یہ ہیں کہ اگر تمہیں خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود کی دولت نہ ملتی اور آپ (ﷺ) کی ہدایت نصیب نہ ہوتی تو تمہارا انجام ہلاک و خسران ہوتا۔

(تفسیر خزائن العرفان، صفحہ 18، مطبوعہ ضیاء القرآن)

مفتی محمد خلیل خاں قادری برکاتی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نِعْمَۃُ اللہ ہیں۔قرآن کریم نے ان کا نام نِعْمَۃُ اللہ رکھا۔اِلَی الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ کُفْرًا ۔کی تفسیر میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔"نعمۃ اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔نعمت اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(توضیحات و تشریحات فیصلہ ہفت مسئلہ،50)

معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کی ذات بابرکات اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہیں۔اور نعمت الٰہی کے ملنے پر اُس کا چرچا اور خوشیاں منانا جائز ہے جو لوگ اس خوشی اور چرچے کو اپنے فاسد خیالات کی بنا پر روکنا چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں۔ان متعلق رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

نعمت الٰہی کی ناشکری کرنے والوں کو وعید

اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّ یُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ اَفَبِالْبَاطِلِ یُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ یَكْفُرُوْنَ ۔

(پ 21، سورۃ العنکبوت، آیت نمبر 67)

ترجمہ کنزالایمان :۔اور کیا انہوں نے یہ نہ دیکھا کہ ہم نے حُرمت والی زمین پناہ بنائی اور ان کے آس پاس والے لوگ اچک لئے جاتے ہیں تو کیا باطل پر یقین لاتے ہیں اور اللہ کی دی ہوئی نعمت سے ناشکری کرتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لِيَكْفُرُوا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ وَلِيَتَمَتَّعُوا فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۔

(پ 21، سورۃ العنکبوت، آیت نمبر 66)

ترجمہ کنزالایمان :۔کہ ناشکری کریں ہماری دی ہوئی نعمت کی اور برتیں تو اب جانا چاہتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۔

(پ 14، سورۃ النحل، آیت نمبر 83)

ترجمہ کنزالایمان :۔اللہ کی نعمت پہچانتے ہیں پھر اس سے منکِر ہوتے ہیں اور ان میں اکثر کافر ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لِيَكْفُرُوا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ فَتَمَتَّعُوا فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ۔

(پ 14، سورۃ النحل، آیت نمبر 55)

ترجمہ کنزالایمان :۔کہ ہماری دی نعمتوں کی ناشکری کریں تو کچھ برت لو کہ عنقریب جان جاؤ گے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ۔

(پ13، سورۃ ابراہیم، آیت نمبر7)

ترجمہ کنزالایمان:۔اور اگر ناشکری کرو تو میرا عذاب سخت ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَىٕنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَ الْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ۔

(پ14، سورۃ النحل، آیت نمبر112)

ترجمہ کنزالایمان:۔اور اللہ نے کہاوت بیان فرمائی ایک بستی کہ امان و اطمینان سے تھی ہر طرف سے اس کی روزی کثرت سے آتی تو وہ اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرنے لگی تو اللہ نے اسے یہ سزا چکھائی کہ اسے بھوک اور ڈر کا پہناوا پہنایا بدلہ ان کے کئے کا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ فَتَمَتَّعُوْا فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ۔

(پ21، سورۃ الروم، آیت نمبر34)

ترجمہ کنزالایمان:۔کہ ہمارے دیئے کی ناشکری کریں تو برت لو اب قریب جاننا چاہتے ہو۔

معلوم ہوا کہ اہل سنت وجماعت جو کہ سلف صالحین کے طریقے پر چلتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت کے شکرانے میں اس عظیم نعمت کا دن مناتے ہے،اس دن محافل میلاد کی مجالس منعقد کرتے ہیں، جس میں آقائے دوعالم نور مجسم حبیب کبریا احمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کے واقعات ،شان وعظمت کا بیان ، فضائل

ومناقب کا بیان کرتے ہیں، صدقہ و خیرات کرتے ہیں، لنگر جاری کرتے ہیں جن سے امیر و غیریب سبھی فیض یاب ہوتے ہیں۔ تو کچھ لوگ شیطانی عادت کے مطابق ان امور کو ناجائز و حرام تک کہہ دیتے ہیں اور اپنی جہالت سے مسلمانوں پر کفر و شرک کے فتوے داغنے شروع کرتے ہیں اور ان کی یہ شیطانی مہم خصوصاً زیادہ تر ماہ ربیع الاوّل میں اپنے عروج پر ہوتی ہے۔

ان لوگوں کو چاہیے کہ ان آیات مبارکہ کی روشنی میں ذرا غور و تفکر کریں اور اللہ تعالیٰ کی اس عظیم نعمت کی جو ذات مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صورت میں موجود ہے اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے اور ناشکری نہ کریں اور اگر اب بھی یہی وطیرہ اپنائے رکھا تو پھر ٹھکانا کہاں ہوگا؟ یہ مذکورہ بالا آیات سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل و کمالات، شان و عظمت سے حسد کرنے کی بجائے ان لوگوں کو محبت کی دولت عطا فرمائے آمین۔

عقل کو تنقید سے فرصت نہیں
عشق پر ایمان کی بنیاد رکھ

نعمت کے دن کو عید کے طور پر منانا جائز ہے

قَالَ عِيۡسَى ابۡنُ مَرۡيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَاۤ اَنۡزِلۡ عَلَيۡنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوۡنُ لَنَا عِيۡدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنۡكَ‌ۚ وَارۡزُقۡنَا وَاَنۡتَ خَيۡرُ الرّٰزِقِيۡنَ ۔

(پ 7، سورہ المائدۃ، آیت نمبر 114)

ترجمہ کنزالایمان:۔ عیسٰی ابن مریم نے عرض کی اے اللہ اے رب ہمارے ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ ہمارے لئے عید ہو ہمارے اگلے پچھلوں کی اور تیری طرف سے نشانی اور ہمیں رزق دے اور تو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔

صدرالافاضل مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

یعنی ہم اس کے نُزول کے دن کو عید بنائیں ، اس کی تعظیم کریں ، خوشیاں منائیں، تیری عبادت کریں، شکر بجالائیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ جس روز اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت نازل ہو اس دن کو عید بنانا اور خوشیاں منانا، عبادتیں کرنا، شکرِ الٰہی بجالانا طریقہ صالحین ہے اور کچھ شک نہیں کہ سیدِ عالَم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اللہ تعالیٰ کی عظیم ترین نعمت اور بزرگ ترین رحمت ہے ،اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ مبارکہ کے دن عید منانا اور میلاد شریف پڑھ کر شکرِ الٰہی بجا لانا اور اظہارِ فرح اور سرور کرنا مستحسن و محمود اور اللہ (عزوجل) کے مقبول بندوں کا طریقہ ہے۔

(تفسیر خزائن العرفان، صفحہ 228، مطبوعہ ضیاء القرآن)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضور پُر نور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ولادت مائدہ سے بڑی نعمت ہے۔ نیز اس سے نعمتوں کی تاریخیں منانا انہیں بڑا متبرک دن کہنا جائز بلکہ سنتِ نبی ہے۔ تقرر اور تعین بھی سنت ہے۔ عیسائیوں کا بڑا دن بھی اسی کی یادگار ہے۔

(تفسیر نورالعرفان، صفحہ 201، مطبوعہ پیر بھائی کمپنی لاہور)

ایام اللہ یاد دلانے کی تلقین

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ۔

(پ13، سورۃ ابراہیم، آیت نمبر5)

ترجمہ کنزالایمان:۔اور بیشک ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر بھیجا کہ اپنی قوم کو اندھیریوں سے اجالے میں لا اور انہیں اللہ کے دن یاد دِلا بیشک اس میں نشانیاں ہیں ہر بڑے صبر والے شکر گزار کو۔

صدرالافاضل مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

قاموس میں ہے کہ ایّامُ اللہ سے اللہ کی نعمتیں مراد ہیں۔ حضرت ابنِ عباس و اُبی بن کعب و مجاہد و قتادہ نے بھی ایّامُ اللہ (عزوجل) کی تفسیر (اللہ کی نعمتیں) فرمائیں۔ مقاتل کا قول ہے کہ ایّامُ اللہ سے وہ بڑے بڑے وقائع مراد ہیں جو اللہ (عزوجل) کے امر سے واقع ہوئے۔ بعض مفسّرین نے فرمایا کہ ایّامُ اللہ سے وہ دن مراد ہیں جن میں اللہ (عزوجل) نے اپنے بندوں پر انعام کئے جیسے کہ بنی اسرائیل کے لئے مَن و سلوٰی اتارنے کا دن، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے دریا میں راستہ بنانے کا دن (خازن و مدارک و مفرداتِ راغب) ان ایّامُ اللہ میں سب سے بڑی نعمت کے دن سیدِعالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت و معراج کے دن ہیں، ان کی یاد قائم کرنا بھی اس آیت کے حکم میں داخل ہے اسی طرح اور بزرگوں پر جو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہوئیں یا جن ایّام میں واقعاتِ عظمیہ پیش آئے جیسا کہ دسویں محرم کو کربلا کا واقعہ ہائلہ، ان کی یادگار میں قائم

کرنا بھی تذکیر بِاَیّامِ اللہ میں داخل ہے۔ بعض لوگ میلاد شریف معراج شریف اور ذکرِ شہادت کے ایّام کی تخصیص میں کلام کرتے ہیں انہیں اس آیت سے نصیحت پذیر ہونا چاہیئے۔

(تفسیر خزائن العرفان، صفحہ 460، مطبوعہ ضیاء القرآن)

میلاد انبیاء علیہم السلام بیان کرنا سنت الٰہیہ ہے

قرآن حکیم کا مطالعہ کرنے والوں پر مخفی نہیں ہے کہ اللہ عزوجل نے قرآن میں متعدد انبیاء کے حالاتِ زندگی، ان کی ولادت، ان کی سیرت و صورت، ان کے کارنامے، ان کے فضائل و مناقب کا ذکر فرمایا ہے۔

1) حضرت آدم (علیہ السلام) کا پیدا ہونا، ان کا جنت میں قیام، دانہ گندم کھانا، فرشتوں کا ان کو سجدہ کرنا، فرشتوں کا ان کی پیدائش پر سوال کرنا، پھر ان کا زمین پر آنا۔

2) حضرت نوح علیہ السلام کے مصائب، ان کی تبلیغی سرگرمیاں، ان کے کارنامے، پھر ان پر کتنے افراد ایمان لائے، ان کا دعا کرنا، طوفان کا آنا، کشتی بنانا وغیرہ۔

3) حضرت سلیمان و داؤد علیہم السلام کی حکومت وسلطنت، ان کا جاہ و جلال، ہوا پر حکومت، جنّوں کا تابع ہونا، پہاڑوں اور پرندوں کا ان کے لیے مسخر ہونا، لوہے کا نرم ہونا۔

4) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حالاتِ زندگی، نمرود سے مقابلہ، آپ کا پرندوں کو زندہ کرنا، کعبہ بنانا، خواب دیکھنا، سیدنا اسمٰعیل (علیہ السلام) کو خدا

کی راہ میں قربان کرنا اور حضور اکرم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی بعثت کے لیے دُعا کرنا۔

5) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش، ان کی شیر خوارگی کے حالات، ان کی پرورش، ان کا بکریاں چرانا، نکاح کرنا (نبوت کا اعلان کرنا)، فرعون سے مقابلہ، فرعون سے مقابلہ، کوہ طور پر جانا، اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہونا۔

غرضکہ قرآن میں انبیاء کرام (علیہم السلام) کے حالات، سیرت و کردار اور ان کی ولادت کا ذکر موجود ہے۔ اسی طرح حضور نبی کریم علیہ السلام کی تشریف آوری اور آپ (ﷺ) کے فضائل و مناقب اور مرتبہ و مقام کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ جس سے یہ بات نکھر کر سامنے آجاتی ہے کہ حضور علیہ السلام کی ولادت اور ان کی سیرت و صورت کا ذکر کرنا اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔

(روح ایمان، صفحہ 120۔121)

چند انبیاء کرام علیہم السلام کی ولادت کا بیان ملاحظہ کیجئے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا * وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً وَكَانَ تَقِيًّا * وَّبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا * وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا۔

(پ16، سورۃ مریم، آیت نمبر12۔13۔14۔15)

ترجمہ کنزالایمان:۔اے یحییٰ کتاب مضبوط تھام اور ہم نے اسے بچپن ہی میں نبوت دی اور اپنی طرف سے مہربانی اور ستھرائی اور کمال ڈر والا تھا اور اپنے ماں باپ سے اچھا

سلوک کرنے والا تھا اور زبردست و نافرمان نہ تھا اور سلامتی ہے اس پر جس دن پیدا ہوا اور جس دن مرے گا اور جس دن زندہ اٹھایا جائے گا۔

اس آیات مبارکہ سے بھی میلاد شریف کا ثبوت ملتا ہے۔

1) حضرت یحییٰ علیہ السلام کی شان و عظمت کا بیان
2) حضرت یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش کا بیان
3) حضرت یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش کے دن پر سلامتی کا بیان
4) حضرت یحییٰ علیہ السلام کو بچپن میں نبوت ملنے بیان
5) حضرت یحییٰ علیہ السلام کے وصال مبارک کا بیان
6) حضرت یحییٰ علیہ السلام قیامت کے دن زندہ اُٹھائے جانے کا بیان
7) حضرت یحییٰ کا خشیت الٰہی سے رونے اور ڈرنے کا بیان
8) حضرت یحییٰ علیہ السلام کا ماں باپ سے اچھا سلوک کرنے کا بیان
9) حضرت یحییٰ علیہ السلام کا فرمانبرداری کا بیان

یہ تو حضرت یحییٰ علیہ السلام کے میلاد منانے کا بیان ہوا۔اب عیسیٰ علیہ السلام کے میلاد کا بیاں ملاحظہ کیجئے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

قَالَ اِنِّیۡ عَبۡدُ اللّٰہِ ۟ؕ اٰتٰنِیَ الۡکِتٰبَ وَ جَعَلَنِیۡ نَبِیًّا *وَّ جَعَلَنِیۡ مُبٰرَکًا اَیۡنَ مَا کُنۡتُ ۪ وَ اَوۡصٰنِیۡ بِالصَّلٰوۃِ وَ الزَّکٰوۃِ مَا دُمۡتُ حَیًّا *وَّ بَرًّۢا بِوَالِدَتِیۡ ۫ وَ لَمۡ یَجۡعَلۡنِیۡ جَبَّارًا شَقِیًّا *وَ السَّلٰمُ عَلَیَّ یَوۡمَ وُلِدۡتُّ وَ یَوۡمَ اَمُوۡتُ وَ یَوۡمَ اُبۡعَثُ حَیًّا۔

(پ16،سورۃ مریم،آیت نمبر30۔31۔32۔33)

ترجمہ کنزالایمان :۔بچّہ نے فرمایا میں ہوں اللّٰہ کا بندہ اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے غیب کی خبریں بتانے والا (نبی) کیا اور اس نے مجھے مبارک کیا میں کہیں ہوں اور مجھے نماز وزکوٰۃ کی تاکید فرمائی جب تک جیوں اور اپنی ماں سے اچھا سلوک کرنے والا اور مجھے زبردست بدبخت نہ کیا اور وہی سلامتی مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں گا اور جس دن زندہ اٹھایا جاؤں گا۔

اس آیت مبارکہ سے بھی میلاد شریف کا ثبوت ملتا ہے۔جس میں خود عیسیٰ علیہ السلام نے اپنا میلاد پڑھا۔تو معلوم ہوا میلاد منانا سنتِ نبی ہے۔

1) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان و عظمت کا بیان
2) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات پاک کو مبارک کرنے کا بیان
3) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا بیان
4) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے دن پر سلامتی کا بیان
5) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بچپن میں نبوت ملنے بیان
6) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصال مبارک کا بیان
7) حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن زندہ اُٹھائے جانے کا بیان
8) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ماں سے اچھا سلوک کرنے کا بیان
9) حضرت یحییٰ علیہ السلام کا فرمانبرداری کا بیان

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِیْكُمْ اَنْۢبِیَآءَ وَ جَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا وَّ اٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ یُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ۔

(پ6، سورۃ المائدۃ، آیت نمبر20)

ترجمہ کنزالایمان :۔اور جب موسٰی نے کہا کہ اپنی قوم سے اے میری قوم اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو کہ تم میں سے پیغمبر کئے اور تمہیں بادشاہ کیا اور تمہیں وہ دیا جو آج سارے جہان میں کسی کو نہ دیا۔

صدرالافاضل مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ پیغمبروں کی تشریف آوری نعمت ہے اور حضرت موسٰی علیہ السلام نے اپنی قوم کو اس کے ذکر کرنے کا حکم دیا کہ وہ برکات و ثمرات کا سبب ہے۔اس سے محافلِ میلادِ مبارک کے موجِب برکات و ثمرات اور محمود و مستحسَن ہونے کی سند ملتی ہے۔

(تفسیر خزائن العرفان، صفحہ، مطبوعہ ضیاء القرآن)

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے

جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر قرآن حکیم میں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۔ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۔

(پ 3، سورۃ آل عمران، آیت نمبر 81-82)

ترجمہ کنزالایمان:۔اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں تو جو کوئی اس کے بعد پھرے تو وہی لوگ فاسق ہیں۔

اس آیات مبارکہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد شریف منانے کا ثبوت ملتا ہے۔

1) اللہ رب العزت جل جلالہ نے جماعت انبیاء علیہم السلام کے مجمع میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر خیر کیا۔

2) اللہ تعالیٰ نے جماعت انبیاء علیہم السلام کے مجمع میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا تذکرہ خیر کیا۔

3) اللہ تعالیٰ نے جماعت انبیاء علیہم السلام سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدد کرنے کا اقرار لیا۔

4) اللہ تعالیٰ نے جماعت انبیاء علیہم السلام کو ایک دوسرے پر گواہ فرمایا کہ جب میرا محبوب تم میں جلوہ فرما ہو تو ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ تمام انبیاء کرام علیہم

السلام نے اس امر کا اقرار کیا۔

5) اللہ تعالیٰ جماعت انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خود گواہوں میں شامل ہوا۔

ان آیات مبارکہ سے میلاد منانا ثابت ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت انبیاء علیہم السلام کے مجمع میں اپنے محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد شریف بیان فرمایا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔

(پ 11، سورۃ التوبہ، آیت نمبر 128)

ترجمہ کنزالایمان:۔ بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گِراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔

ان آیات مبارکہ سے میلاد کا ثبوت ملتا ہے دیکھئے۔

1) اس آیت مبارکہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان و عظمت کا بیان ہے۔

2) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا ذکر خیر ہے۔

3) اُمت کی تکلیف ومشقت کو دیکھ طبیعت پر گراں گزرنے کا بیان ہے۔

4) اُمت پر نہایت مہربان ہونے کا بیان ہے۔

5) اُمت کی بھلائی کے نہایت چاہنے کا بیان ہے۔

6) مسلمانوں پر رؤف ورحیم ہونے کا بیان ہے۔

دیکھئے میلاد شریف میں کیا ہوتا ہے یہی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان وعظمت، تعظیم وتکریم اور شان ولادت کا بیان ہوتا ہے۔ یہ تو سنت الٰہیہ ہے۔

اور ارشاد ہوتا ہے۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَه كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَ هُمْ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ۔

(پ 2، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 146)

ترجمہ کنزالایمان :۔ جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے آدمی اپنے بیٹوں کو پہچانتا ہے اور بیشک ان میں ایک گروہ جان بوجھ کر حق چھپاتے ہیں۔

اس آیت مبارکہ سے میلاد کا ثبوت ملتا ہے۔اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف حمیدہ بیان فرمارہا ہے کہ علماء یہود و نصاریٰ بھی میرے محبوب کو ایسا جانتے اور پہنچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو جانتے اور پہنچانتے ہیں اس لئے کہ تورات وانجیل میں آقائے دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نعت پاک کا ذکر خیر کثرت سے موجود ہے مگر یہود ونصاریٰ اپنی دشمنی وعناد کی وجہ سے ایمان نہیں لاتے اور حق کو چھپاتے ہیں۔اور آج بھی ایسے لوگ موجود ہیں کہ جب آقائے دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی میلاد شریف کی بات ہو یا شان

وعظمت کا بیان ہو یا علم غیب کا بیان ہو یا تعریف و توصیف کا بیان ہو تو ان کے چہروں پر ہوائیاں اُڑنے لگتی ہیں۔اور دل کی جلن کا اثر چہروں سے نمایاں ہونے لگتا ہے۔اللہ عزوجل نبی کی اُلفت عطا فرمائے اور شیطانی جلن سے محفوظ فرمائے آمین۔

اور ارشاد ہوتا ہے۔

رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَيُزَكِّيۡهِمۡ ؕ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ۔

(پ1، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 129)

ترجمہ کنزالایمان:۔اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرمادے بیشک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔

اس آیت مبارکہ سے بھی میلاد کا ثبوت ملتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی دعا میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد پڑھ رہے اور دعا کر رہے ہیں کہ یااللہ عزوجل ایک ایسا رسول بھیج جو ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں کتاب کو حکمت کی تعلیم دے اور انہیں پاک وستھرا کردے۔آپ اندازہ لگائیں کہ میلاد میں اور کیا ہے یہی تو ہوتا ہے جس کو منکرین میلاد بلاوجہ ناجائز و حرام کہہ کر ذلت و گمراہی کے گڑھے میں جا گرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام کہنے والوں کا ردّ

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قُلۡ مَنۡ حَرَّمَ زِيۡنَةَ اللّٰهِ الَّتِىۡۤ اَخۡرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزۡقِ قُلۡ هِىَ لِلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا خَالِصَةً يَّوۡمَ الۡقِيٰمَةِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الۡاٰيٰتِ لِقَوۡمٍ يَّعۡلَمُوۡنَ۔

(پ8، سورۃالاعراف، آیت نمبر32)

ترجمہ کنزالایمان :۔تم فرماؤ کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لئے نکالی اور پاک رزق تم فرماؤ کہ وہ ایمان والوں کے لئے ہے دنیا میں اور قیامت میں تو خاص انہیں کی ہے ہم یونہی مفصّل آیتیں بیان کرتے ہیں علم والوں کے لئے۔

صدرالافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

آیت اپنے عُموم پر ہے ہر کھانے کی چیز اس میں داخل ہے کہ جس کی حُرمت پر نَص وارد نہ ہوئی ہو (خازن) تو جو لوگ توشہ گیارہویں، میلاد شریف، بزرگوں کی فاتحہ عُرس، مجالسِ شہادت وغیرہ کی شیرینی، سبیل کے شربت کو ممنوع کہتے ہیں وہ اس آیت کے خلاف کر کے گناہ گار ہوتے ہیں اور اس کو ممنوع کہنا اپنی رائے کو دین میں داخل کرنا ہے اور یہی بِدعت وضَلالت ہے۔

(تفسیر خزائن العرفان، صفحہ 276، مطبوعہ ضیاء القرآن)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ جس چیز کو شریعت حرام نہ کرے وہ حلال ہے۔حرمت کے لئے دلیل کی ضرورت ہے حلت کے لئے کوئی دلیلِ خاص ضروری نہیں۔

(تفسیر نورالعرفان، صفحہ 244، مطبوعہ پیر بھائی کمپنی لاہور)

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ۔

(پ11، سورۃ یونس، آیت نمبر 59)

ترجمہ کنزالایمان:۔ تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو وہ جو اللہ نے تمہارے لئے رزق اتارا اس میں تم نے اپنی طرف سے حرام و حلال ٹھہرالیا تم فرماؤ کیا اللہ نے اس کی تمہیں اجازت دی یا اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو۔

صدرالافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ کسی چیز کو اپنی طرف سے حلال یا حرام کرنا ممنوع اور خدا پر افتراء ہے (اللہ کی پناہ) آج کل بہت لوگ اس میں مبتلاء ہیں، ممنوعات کو حلال کہتے ہیں اور مباحات کو حرام۔ بعض سود کو حلال کرنے پر مُصِر ہیں، بعض تصویروں کو، بعض کھیل تماشوں کو، بعض عورتوں کی بے قیدیوں اور بے پردگیوں کو، بعض بھوک ہڑتال کو جو خودکشی ہے مباح سمجھتے ہیں اور حلال ٹھہراتے ہیں اور بعض لوگ حلال چیزوں کو حرام ٹھہرانے پر مُصِر ہیں جیسے محفلِ میلاد کو، فاتحہ کو، گیارہویں کو اور دیگر طریقہ ہائے ایصالِ ثواب کو، بعض میلادِ شریف و فاتحہ و توشہ کی شیرینی و تبرک کو جو سب حلال و طیب چیزیں ہیں ناجائز و ممنوع بتاتے ہیں، اسی کو قرآنِ پاک نے خدا پر افترا کرنا بتایا ہے۔

(تفسیر خزائن العرفان، صفحہ387، مطبوعہ ضیاء القرآن)

اور حکیم الامت مفتی احمد یار نعیمی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی حلال چیزوں کو حرام سمجھنا بھی گمراہی ہے اور حرام چیزوں کو حلال سمجھنا بھی گمراہی ہے۔ لہٰذا میلاد شریف اور بزرگوں کی فاتحہ وغیرہ کو بلادلیل شرعی حرام

سمجھ لینا بے دینی ہے۔ اس قسم کے لوگوں کو اللہ (عزوجل) نے فرمایا کہ یہ لوگ رب تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں۔ کفار بحیرہ ،سائبہ ،وصیلہ وغیرہ بتوں پر چھوڑے ہوئے جانوروں کو حرام سمجھتے تھے ان پر عتاب فرمانے کے لئے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ یہ جانورحلال ہیں، انہیں حرام جاننا اللہ (عزوجل) پر بہتان باندھنا ہے۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ۔ایک یہ کہ غیر خدا کے نام پر پالا ہوا یا چھوڑا ہوا جانور حرام نہیں اگر اللہ (عزوجل) کے نام پر ذبح کر دیا جاوے اور ذابح مسلمان ہو تو حلال ہے۔ دوسرے یہ کہ محفل میلاد شریف، گیارہویں شریف اور ایصال ثواب کے کھانے حرام نہیں۔ انہیں حرام کہنے والے اللہ (عزوجل) پر افترا باندھتے ہیں۔ اللہ (عزوجل) کے نام کی برکت سے حلال چیز حرام نہیں ہو جاتی۔

(تفسیر نورالعرفان، صفحہ 342، مطبوعہ پیر بھائی کمپنی لاہور)

اور ارشاد فرماتا ہے۔

وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّ هٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ۔

(پ14، سورۃ النحل، آیت نمبر116)

ترجمہ کنزالایمان :۔اور نہ کہو اسے جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ باندھو بیشک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہو گا۔

صدرالافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

زمانہ جاہلیت کے لوگ اپنی طرف سے بعض چیزوں کو حلال ، بعض چیزوں کو حرام کر لیا کرتے تھے اور اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کر دیا کرتے تھے ، اس کی

ممانعت فرمائی گئی اور اس کو اللہ پر افتراء فرمایا گیا۔ آج کل بھی جو لوگ اپنی طرف سے حلال چیزوں کو حرام بتا دیتے ہیں جیسے میلاد شریف کی شیرینی، فاتحہ، گیارہویں، عرس وغیرہ ایصالِ ثواب کی چیزیں جن کی حرمت شریعت میں وارد نہیں ہوئی۔ انہیں اس آیت کے حکم سے ڈرنا چاہیئے کہ ایسی چیزوں کی نسبت یہ کہہ دینا کہ یہ شرعاً حرام ہیں اللہ تعالیٰ پر افتراء کرنا ہے۔

(تفسیر خزائن العرفان، صفحہ 504، مطبوعہ ضیاء القرآن)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

یعنی حرام و حلال اپنی طرف سے نہ بناؤ، رب کی ہر چیز حلال ہے سوا ان چیزوں کے جسے اللہ و رسول (جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے حرام فرما دیا۔ رب فرماتا ہے۔ خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ۔ لہٰذا بتوں کے نام پر چھوڑے ہوئے جانور جب وہ رب کے نام پر ذبح ہوں تو حلال ہیں کہ رب نے انہیں حرام نہ کیا۔ اس معلوم ہوا کہ کہ بغیر دلیل کسی چیز کو حرام کہہ دینا اللہ (عزوجل) پر جھوٹ ہے جو میلاد شریف کی شیرینی فاتحہ کے کھانے بغیر ثبوت حرام کہتے ہیں، وہ جھوٹے ہیں یہ تمام چیزیں حلال ہیں، کیونکہ انہیں اللہ ورسول (جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے حرام نہ فرمایا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) فرماتے ہیں کہ حلال وہ جسے اللہ (عزوجل) حلال فرمائے، حرام وہ جسے اللہ (عزوجل) حرام فرما دے اور جس سے خاموشی ہے وہ معاف ہے رب فرماتا ہے۔ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا۔

(تفسیر نور العرفان، صفحہ 447، مطبوعہ پیر بھائی کمپنی لاہور)

میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احادیث کی روشنی میں

میلاد پڑھنا سنت الٰہیہ ہے

دیوبندی مذہب کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب نشرالطیب میں مندرجہ ذیل حدیث مبارکہ نقل کرتا ہے۔ملاحظہ کیجئے۔

حضرت انسؓ سے (ایک طویل حدیث میں) روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے (ایک بار اپنے کلام میں) فرمایا کہ بنی اسرائیل کو مطلع کردو کہ جو شخص مجھ سے اس حالت میں ملے گا کہ وہ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا منکر ہوگا تو میں اس کو دوزخ میں داخل کرونگا خواہ کوئی ہو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ احمد کون ہیں ارشاد ہوا اے موسیٰ قسم ہے اپنے عزت وجلال کی میں نے کوئی مخلوق ایسی پیدا نہیں کی جو اُن سے زیادہ میرے نزدیک مکرم ہو میں نے ان کا نام عرش پر اپنے نام کے ساتھ آسمان وزمین اور شمس وقمر پیدا کرنے سے بیس لاکھ برس پہلے لکھا تھا قسم ہے اپنے عزت وجلال کی کہ جنت میری تمام مخلوق پر حرام ہے جب تک کہ محمدؐ اور ان کی امت اس میں داخل نہ ہو جاویں۔الخ۔

(نشرالطیب، صفحہ 261۔262)

ولادت مبارکہ کی خوشی قبل اسلام

علامہ احمد زینی دحلان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے آپ ان لوگوں سے روایت کرتی ہیں جو ولادت باسعادت کے وقت موجود تھے آپ نے کہا۔ مکہ میں ایک یہودی سکونت پذیر تھا جب وہ رات آئی جس میں اللہ (عزوجل) کے پیارے رسول (ﷺ) کی ولادت باسعادت ہوئی تو اس یہودی نے قریش کی ایک محفل میں جا کر پوچھا کہ اے قریش! کیا آج رات تمہارے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے قوم نے اپنی بے خبری کا اظہار کیا اس یہودی نے کہا کہ میری بات خوب یاد کرلو اس رات اس آخری امت کا نبی پیدا ہوا ہے اور اے قریشیو! وہ تمہارے قبیلہ میں سے ہوگا اور اس کے کندھے پر ایک جگہ بالوں کا گچھا ہوگا لوگ یہ بات سن کر اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے ہر شخص نے اپنے گھر والوں سے پوچھا انہیں بتایا گیا کہ آج رات عبداللہ بن عبدالمطلب کے ہاں ایک فرزند پیدا ہوا ہے جس کو محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے بابرکت نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ لوگوں نے یہودی کو آکر بتایا اس نے کہا مجھے لے چلو اور مجھے وہ مولود دکھاؤ چنانچہ وہ اسے لے کر حضرت آمنہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے گھر آئے انہوں نے اس بچے کی پشت سے کپڑا ہٹایا وہ یہودی بالوں کے اس گچھے کو دیکھ کر غش کھا کر گر پڑا جب اسے ہوش آیا تو لوگوں نے پوچھا تمہیں کیا ہو گیا تھا تو اس نے بصد حسرت کہا کہ بنی اسرائیل سے نبوت ختم ہوگئی۔ اے قبیلہ قریش! تم خوشیاں مناؤ اس مولود مسعود کی برکت سے مشرق و مغرب میں تمہاری عظمت کا ڈنکا بجے گا۔

(السیرۃ النبویہ، جلد 1 صفحہ 84) بحوالہ (ضیاء النبی ﷺ، جلد 2 صفحہ 32)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آپ (ﷺ) کے وجود باجود کی پیش گوئی کی تھی اور باقی انبیاء کرام صلوات اللہ علیہم نے آپ (ﷺ) کی

اطلاع دی تھی۔ آپ (ﷺ) کی والدہ نے خواب میں دیکھا کہ ان کے اندر سے روشنی نکلی اور تمام زمین اس سے نورانی ہو گئی۔ اس کی تعبیر دی گئی کہ ایک پُر برکت لڑکا پیدا ہو گا جس کا دین مشرق سے مغرب تک پھیل جائے گا، جنوں نے آپ (ﷺ) کی پیدائش کی خبریں دیں، کاہنوں اور نجومیوں نے آپ (ﷺ) کی پیدائش اور ترقیات کی خبر دی اور واقعات جو نے آپ کے اعزاز و سر بلندی کی جانب راہنمائی کی۔ جس سے ایوان کسروی کے کنگرے ریزہ ریزہ ہو گئے۔

(حجۃ اللہ البالغہ، صفحہ 630)

خود حضور ﷺ نے میلاد پڑھا

دیوبندی مذہب کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب نشر الطیب میں مندرجہ ذیل احادیث مبارکہ نقل کرتا ہے۔ ہم تین احادیث مبارکہ اسی کتاب سے نقل کرتے ہیں ملاحظہ کیجئے۔

حضرت عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیشک میں حق تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین ہو چکا تھا اور آدم علیہ السلام ہنوز اپنے خمیر ہی میں پڑے تھے (یعنی ان کا پتلا بھی تیار نہ ہوا تھا) روایت کی اس کو احمد اور بیہقی نے اور حاکم نے اسکو صحیح الاسناد بھی کہا ہے۔

(نشر الطیب، صفحہ 7۔8)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ آپ کے لئے نبوۃ کس وقت ثابت ہو چکی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ جس وقت میں کہ آدم علیہ السلام ہنوز

روح اور جسد کے درمیان تھے (یعنی ان کے تن میں جان بھی نہ آئی تھی) روایت کیا اس کو ترمذی نے اور اس حدیث کو حسن کہا ہے۔

(نشر الطیب، صفحہ 8)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام اولین و آخرین میں زیادہ مکرم ہوں روایت کیا اس کو ترمذی و دارمی نے (کذافی المشکوٰۃ)۔

(نشر الطیب، صفحہ 260)

امام احمد علیہ الرحمہ نے میرۃ الضبی سے روایت کی ہے کہ انہوں نے پوچھا: "یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) آپ کب سے نبی ہیں"؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میں وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام روح اور جس کے درمیان تھے"۔

(سیرۃ محمدیہ ترجمہ مواہب لدنیہ، جلد اول، صفحہ 37)

اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی "تاریخ" اور ابو نعیم نے اپنی "حلیہ" میں روایت کیا ہے۔ حاکم نے اسے صحیح حدیث کہا ہے۔

(حاشیہ سیرۃ محمدیہ ترجمہ مواہب لدنیہ، جلد اول، صفحہ 37)

دیوبندی مذہب کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب نشر الطیب میں مندرجہ ذیل احادیث مبارکہ نقل کرتا ہے۔ ہم مزید تین احادیث مبارکہ اسی کتاب سے نقل کرتے ہیں ملاحظہ کیجئے۔

امام احمد نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جب آپ (شب معراج میں) بیت المقدس میں تشریف لائے نماز پڑھنے کھڑے ہوئے تو تمام انبیاء آپ کے ہمراہ (مقتدی ہو کر جیسا کہ مسلم میں ابن مسعود کی روایت میں حضور کا ارشاد ہے فامّتھم) نماز پڑھنے لگے اور ابو سعید کی روایت میں ہے کہ بیت المقدس میں داخل ہو کر فرشتوں کے ساتھ نماز ادا کی (یعنی فرشتے بھی مقتدی تھے) پھر انبیاء علیہم السلام کی ارواح سے ملاقات ہوئی اور سب نے حق تعالیٰ کی ثنا کے بعد اپنے اپنے فضائل بیان کئے جب حضور کے خطبہ کی نوبت آئی جس میں آپ نے اپنا رحمۃ للعالمین ہونا اور مبعوث الیٰ کافۃ الناس ہونا اور اپنی امت کا خیر الامم وامۃ وسط ہونا اور اپنا خاتم النبیین ہونا بھی بیان فرمایا اس کو سن کر ابراہیمؑ نے سب انبیاء علیہم السلام کو خطاب کر کے فرمایا کہ بھٰذا فضلکم محمدؐ یعنی ان ہی فضائل سے محمدؐ تم سب سے بڑھ گئے اور ابراہیم علیہ السلام کا یہ ارشاد بزار اور حاکم نے بھی حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے (کذافی المواہب)۔

(نشر الطیب، صفحہ 260-261)

حضرت عباسؓ سے ایک حدیث میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا میں کون ہوں لوگوں نے عرض کیا آپ رسول اللہ ہیں آپ نے فرمایا کہ میں (رسول تو ہوں ہی مگر دوسرے فضائل حسبی و نسبی بھی رکھتا ہوں چنانچہ میں) محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں اللہ تعالیٰ نے خلق کو (جو کہ جن وغیرہ کو بھی شامل ہے) پیدا کیا اور مجھ کو ان کے بہترین (یعنی انسان) میں سے کیا پھر ان (انسانوں) کو دو فرقے (عجم و عرب) بنائے اور مجھ کو بہترین فرقہ (یعنی عرب) میں کیا پھر ان (عرب) کو مختلف قبیلے بنائے اور مجھ کو بہترین خاندان (یعنی بنی ہاشم) میں بنایا پس میں

اپنی ذات کے اعتبار سے بھی سب میں افضل ہوں اور خاندان کے اعتبار سے بھی سب سے افضل ہوں روایت کیا اس کو ترمذی نے (کذافی المشکواۃ)۔

(نشر الطیب، صفحہ 305)

حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے کہ جب سورۃ اذا جاء نصر اللہ آپ کے مرض میں نازل ہوئی سو آپ نے توقف نہیں فرمایا جمعرات کے روز باہر تشریف لائے اور منبر پر بیٹھے اور حضرت بلالؓ کو بلا کر فرمایا کہ مدینہ میں اعلان کر دو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت سننے کو جمع ہو جاؤ چنانچہ بلالؓ نے پکار دیا اور چھوٹے بڑے سب جمع ہو گئے آپ نے کھڑے ہو کر حمد و ثنا و صلوۃ علی الانبیاء کے بعد فرمایا کہ میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم ہوں عربی حرمی مکی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(نشر الطیب، صفحہ 306)

دیوبندی مذہب کے سلیمان ندوی مندرجہ ذیل حدیث مبارکہ اپنی کتاب سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نقل کرتا ہے۔ملاحظہ فرمائیں۔

بے شک خدا نے اولاد اسمٰعیلؑ میں سے کنانہ کو برگزیدہ کیا اور کنانہ میں سے قریش کو برگزیدہ کیا اور قریش میں سے بنی ہاشم کو برگزیدہ کیا اور بنی ہاشم میں سے مجھ کو برگزیدہ کیا۔(ترمذی فضل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ سلم)۔

(سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جلد 3 صفحہ 770،از سلیمان ندوی)

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے خلق کو پیدا کیا۔ خلق کے اچھے فرقوں میں مجھ کو پیدا کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے قبائل کو انتخاب کیا۔ مجھ کو ان کے اچھے قبیلہ میں پیدا کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے

گھرانوں کا انتخاب کیا۔ مجھ کو ان کے اچھے گھرانے میں پیدا کیا۔ میں ان سے روح، ذات اور اصل میں اشرف ہوں۔

(سیرۃ محمدیہ ترجمہ مواہب لدنیہ، جلد اول، صفحہ 63)

اس حدیث کو اسی طرح ترمذی نے تنہا روایت کیا ہے اور کہا ہے یہ حدیث حسن ہے۔

(حاشیہ سیرۃ محمدیہ ترجمہ مواہب لدنیہ، جلد اول، صفحہ 63)

مندرجہ ذیل حدیث مبارکہ کو دیوبندی مذہب کے سلیمان ندوی کے علاوہ مختلف کتابوں میں درج ہے۔ جس میں حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ پاک کے متعلق سوال ہوا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا میلاد یوں بیان فرمایا۔

متعدد صحابیوںؓ سے روایت ہے کہ صحابہؓ نے ایک دفعہ آنحضرتؐ سے دریافت کیا کہ یارسول اللہؐ ! اپنا حال بیان فرمایئے۔ فرمایا "میں اپنے باپ ابراہیمؑ کی دعا اور عیسیٰؑ کی بشارت اور اپنی ماں کا خواب ہوں۔ میری ماں نے جب میں پیٹ میں تھا، خواب دیکھا کہ ان کے بدن سے ایک نور نکلا ہے جس سے شام کے محل روشن ہو گئے" یہ خالد بن معدان تابعی کی روایت ہے جو گو ابنِ سعد میں مرسل ہے مگر مستدرک میں ہے کہ اُنھوں نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ حضرت عرباض بن ساریہؓ صحابی کی روایت میں کچھ الفاظ زیادہ ہیں۔ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا کہ میں خدا کا بندہ اور خاتم انبیاءؐ اس وقت سے ہوں کہ میرا باپ (آدمؑ) آب و گل میں تھا۔ میں اس کی تفصیل بتاتا ہوں۔ میں اپنے باپ ابراہیمؑ کی دعا، عیسیٰؑ کی بشارت اور ا

پنی آمنہ باپ ابراہیمؑ کی دعا، عیسیٰؑ کی بشارت اور اپنی ماں آمنہ کا خواب ہوں ۔ اور اسی طرح پیغمبروں کی مائیں خواب دیکھا کرتی ہیں"۔ آنحضرتؐ کی والدہ نے آپؐ کی ولادت کے وقت خواب دیکھا کہ ایک نور ہے جس سے شام کے محل روشن ہو گئے۔

(سیرۃ النبی ﷺ، جلد3 صفحہ 580۔581،از سلیمان ندوی)☆(قصص الانبیاء، صفحہ 1023، ابن اثیر)☆(سیرت ابن ہشام، جلد 1 صفحہ 112)☆(تعلیمات قرآن، حصہ اوّل، صفحہ 81)☆ (فضل إهل البیت وعلو مکانتهم عند إهل السنہ والجماعت یعنی اہل سنت کے نزدیک اہل بیت کا مقام و مرتبہ، صفحہ 33۔35)

علامہ امام جلال الدین سیوطی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق کتاب خصائص کبریٰ میں مندرجہ ذیل حدیث مبارکہ نقل فرماتے ہیں

حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اپنے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں، انہوں نے اس وقت دعا مانگی جب وہ خانہ کعبہ کی بنیادیں اٹھارہے تھے کہ "ربنا وابعث فیھم رسولا منھم" یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور مجھے ظاہر فرمایا۔ (ابن سعد)۔

(الخصائص الکبریٰ، جلد1 صفحہ 22)

دیوبندی مذہب کے بڑے مولوی محمد یوسف بنوری اپنی کتاب میں مندرجہ ذیل حدیث مبارکہ نقل کرتے ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے، کہ کسی آدمی نے حضرت عباسؓ کے والد کا تذکرہ کیا اور انھیں کچھ بُرا بھلا کہا حضرت عباسؓ نے اس کے ایک طمانچہ مارا، اس پر لوگ جمع ہو گئے اور انھوں نے کہا خدا کی قسم! ہم بھی عباسؓ کو طمانچہ ماریں گے جس

طرح پر کہ انھوں نے اس کو طمانچہ مارا جب اس کی اطلاع آنحضرتؐ کو ہوئی آپؐ نے خطبہ دیا اور فرمایا، اللہ کے نزدیک تمام لوگوں میں سے زیادہ بزرگ کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ ہیں، آپؐ نے فرمایا کہ عباسؓ مجھ سے ہیں اور میں عباسؓ سے ہوں اور تم ہمارے مُردوں کو بُرا نہ کہو جس کی وجہ سے تم ہمارے زندوں کو تکلیف پہونچاؤ گے۔

(حیاۃ صحابہ، جلد 2 صفحہ 527، از محمد یوسف)

دیوبندی مولوی سلیمان ندوی کے استاد مولوی شبلی نعمانی مندرجہ ذیل حدیث مبارکہ نقل کرتا ہے ملاحظہ فرمائیں

صحیح بخاری باب مناقب الانصار میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلا کر پوچھا کہ یہ کیا واقعہ ہے؟ تو چونکہ انصار جھوٹ نہیں بولتے تھے، اُنھوں نے کہا "آپؐ نے جو سنا ہے صحیح سنا ہے"۔ آپؐ نے ایک خطبہ دیا، جس کی نظیر فن بلاغت میں نہیں مل سکتی۔ انصار کی طرف خطاب فرما کر کہا: "کیا یہ سچ نہیں ہے کہ تم پہلے گمراہ تھے، خدا نے میرے ذریعے سے تم کو ہدایت کی؟ تم منتشر اور پراگندہ تھے، خدا نے میرے ذریعے سے تم میں اتفاق پیدا کیا؟ تم مفلس تھے، خدا نے میرے ذریعے سے تم کو دولتمند کیا"۔ آپؐ یہ فرماتے جاتے تھے اور ہر فقرے پر انصار کہتے جاتے تھے کہ "خُدا اور رسولؐ کا احسان سب سے بڑھ کر ہے۔

(سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جلد 1 صفحہ 562، از شبلی نعمانی)

علامہ امام جلال الدین سیوطی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق کتاب خصائص کبریٰ میں مندرجہ ذیل حدیث مبارکہ نقل فرماتے ہیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے رشتہ نسلی سے وابستہ اجداد کبھی زنا کے قریب نہ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اصلاب طیبہ سے ارحام طاہرہ میں منتقل فرمایا اور جب بھی دو گھرانے ہوئے تو مجھے ان میں اچھے گھرانے میں رکھا۔ (ابو نعیم)۔

(الخصائص الکبریٰ اردو، جلد 1 صفحہ 83)

محدث ابن الجوزی نے یہ روایت ان الفاظ میں بیان کی ہے:۔

اول ما خلق اللہ نوری و من نوری خلق جمیع الکائنات۔

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا کیا پھر میرے نور کے فیض سے تمام کائنات کو وجود بخشا۔

(بیان المیلاد النبوی، 42) بحوالہ شرح سلام رضا، صفحہ 136)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجرۂ انور سے باہر تشریف لائے صحابہ کو بیٹھے ہوئے دیکھ کر فرمایا: آج تمہارا بیٹھنا کس لئے ہے؟ عرض کیا:۔ جلسنا نذکر اللہ ونحمدہ علی ھدانا بدینہ ومن بك۔ ہم اس رب کی حمد و ثنا کر رہے ہیں جس نے فقط اپنے فضل و کرم سے اپنا محبوب ہمیں عطا فرمایا اور اپنے دین کے خادم بننے کا شرف بخشا۔ یہ سُن کر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا:۔ ان اللہ عزوجل یباھی بکم الملائکۃ۔ (المسلم۔ کتاب الذکر) تمہارے اس عمل پر اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں پر فخر رہا ہے۔

(شرح سلام رضا، صفحہ 205)

حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنِي مَعْنٌ عَنْ مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِي خَمْسَةُ أَسْمَاءٍ أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللهُ بِي الْكُفْرَ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمِي وَأَنَا الْعَاقِبُ۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پانچ نام ہیں۔ میں محمد و احمد ہوں اور میں ماحی ہوں کہ میرے ذریعے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹاتا ہے اور میں حاشر ہوں کہ لوگوں کا حشر میرے قدموں میں فرمایا جائے گا اور میں عاقب یعنی آخری نبی ہوں۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔

(صحیح بخاری، ج2 حدیث 744 صفحہ 352، کتاب الانبیاء، باب 370)☆(صحیح بخاری، ج3 حدیث نمبر 2004 صفحہ 972، کتاب التفسیر، باب 888)☆(صحیح مسلم، ج3 حدیث 5982 صفحہ 268، کتاب الفضائل، باب 832)☆(مؤطا امام مالک، حدیث 1 صفحہ 836 کتاب اسماء النبی ﷺ، باب 1)☆(جامع ترمذی، ج2 حدیث 747 صفحہ 301، ابواب الاستیذان والآداب، باب 236)☆(جامع ترمذی، ج2 حدیث 348 صفحہ 902، باب 51 شمائل ترمذی)☆(مشکوٰۃ المصابیح، ج3 حدیث 5527 صفحہ 128، کتاب الفتن)☆سنن دارمی، ج2 حدیث 2809 صفحہ 334، کتاب الرقاق، باب 59)☆(الخصائص الکبریٰ اُردو، جلد 1 صفحہ 158)☆(کتاب الشفاء اُردو، ج1 صفحہ 348)

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے رب کے نزدیک میرے دس نام ہیں: میں محمد، میں احمد، فاتح، خاتم، ابوالقاسم، حاشر، عاقب، ماحی، یٰسین اور طٰہٰ ہوں۔ (ﷺ) (ابونعیم، ابن مردویہ فی التفسیر، ویلمی، مسند الفردوس)۔

(الخصائص الکبریٰ اُردو، جلد 1 صفحہ 159)

عن العباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنهما قال: بلغه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم بعض ما يقول الناس قال: فصعد المنبر فقال: من انا؟ قالوا: انت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فقال: انا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ، ان اللہ تعالیٰ خلق الخلق فجعلنی فی خير خلقه وجعلهم فرقتين فجعلنی فی خير فرقة وخلق القبائل فجعلنی فی خير قبيلة، وجعلهم بيوتا فجعلنی فی خيرهم بيتا ،فانا خير کم بيتا وخير کم نفسا ۔

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بعض لوگوں کی چہ میگوئیاں پہونچیں تو حضرت منبر پر تشریف فرما ہوئے اور پوچھا: میں کون ہوں؟ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے عرض کیا : آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ (عزوجل) کے رسول ہیں فرمایا: میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں، بیشک اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا فرمائی تو مجھے بہترین مخلوق میں رکھا، مخلوق کے دو گروہ بنائے تو مجھے بہتر جماعت میں رکھا اور مختلف قبیلے بنائے تو مجھے بہتر قبیلے میں رکھا۔ پھر ان کو مختلف خاندانوں میں بانٹا تو مجھے ان میں بہتر خاندان میں رکھا، لہٰذا میں خاندان اور ذات دونوں کے اعتبار سے تم سے بہتر ہوں۔

(المسند لاحمد بن حنبل 1/201)☆(دلائل النبوة للبیہقی 1/132)☆(الدر المنثور للسیوطی 3/290)☆(الجامع الصغیر للسیوطی 1/108)☆(الصواعق المحرقہ، صفحہ 440) بحوالہ (جامع الاحادیث، ج5 حدیث 2809 صفحہ 15، کتاب المناقب)

حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ أَسْلَمَ البغدادی حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُصْعَبٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ أَبِي عَمَّارٍ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ اصْطَفَى مِنْ وَلَدِ إِبْرَاهِيمَ إِسْمَعِيلَ وَاصْطَفَى مِنْ وَلَدِ

إِسْمَعِيلَ بَنِي كِنَانَةَ وَاصْطَفَى مِنْ بَنِي كِنَانَةَ قُرَيْشًا وَاصْطَفَى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِي هَاشِمٍ وَاصْطَفَانِي مِنْ بَنِي هَاشِمٍ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم رؤف و رحیم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو منتخب فرمایا۔ اولاد اسماعیل علیہ السلام سے بنی کنانہ کو، بنی کنانہ سے قریش کو، قریش سے بنی ہاشم کو، اور بنی ہاشم سے مجھے منتخب فرمایا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(جامع ترمذی، ج2 حدیث 1539 صفحہ 665، ابواب المناقب، باب 509)☆(جامع ترمذی، ج2 حدیث 1542 صفحہ 667، ابواب المناقب، باب 509)☆(صحیح مسلم، ج3 حدیث 5819 صفحہ 223، کتاب الفضائل، باب 806)☆(مشکوٰۃ المصابیح، ج3 حدیث 5493 صفحہ 119، کتاب الفتن) ☆(کتاب الشفاء اُردو، ج1 صفحہ 145۔253)☆(الصواعق المحرقہ، صفحہ 439)

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اولادِ آدم میں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو چنا ہے پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے نزار کو چنا ہے پھر نزار میں سے مضر کو چنا ہے پھر مضر میں سے کنانہ کو چنا ہے پھر کنانہ میں سے قریش کو چنا ہے پھر قریش میں سے بنی ہاشم کو چنا ہے پھر بنی ہاشم میں سے بنی عبد المطلب کو چنا ہے اور پھر بنی عبد المطلب میں سے مجھے چنا ہے۔

(الصواعق المحرقہ، صفحہ 440)

مجلس میلاد کے لیے فرش و منبر کا اہتمام

ذکرِ رسول کی مجالس کے اہتمام و انتظام کے جواز پر نہ صرف یہ کہ مسلمانوں کے صدیوں کے تعامل اور علماء کرام و مشائخ عظام بلکہ خود رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور صحابہ کرام کا عمل ایک دلیلِ واضح ہے۔

عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ لِحَسَّانَ مِنْبَرًا فِي الْمَسْجِدِ يَقُوْمُ عَلَيْهِ قَائِمًا يُفَاخِرُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ يُنَافِحُ وَيَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ يُؤَيِّدُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ مَا نَافَحَ أَوْ فَاخَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضرت حسان (ابن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں منبر رکھواتے جس پر وہ اچھی کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے فخر کرتے یا مدافعت کرتے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے:۔بے شک اللہ تعالیٰ روح القدس (حضرت جبریل علیہ السلام) کے ذریعے حسان (ابن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی مدد کرتا ہے جب تک یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے مدافعت یا فخر کرتے ہیں۔

(مشکوٰۃ المصابیح، جلد2، حدیث 4593 صفحہ 422، کتاب الآداب)

اس حدیث سے حسب ذیل اُمور ثابت ہوئے۔ مثلاً:۔

1) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکرِ پاک کے لیے آپ (ﷺ) کی تعریف وتوصیف بیان کریگا۔اللہ عزوجل اس کی مدد فرمائے گا۔
2) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کی مجلس کے لیے منبر رکھنا۔
3) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکرِ پاک کی تعظیم وتوقیر کے لیے اہتمام کرنا۔

4) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکرِ پاک کی مجلس میں فرش بچھانا۔

5) اس مجلس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف منبر پر چڑھ کر بیان کرنا۔

اس مجلس میں جب تک بیان کرنے والا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکرِ پاک کی یہ مجلس اللہ و رسول (عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم) کو مقبول کرے گا۔

6) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکرِ پاک کی یہ مجلس اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مقبول و محبوب ہے۔

لہٰذا اس حدیث سے وہ تمام اُمور ثابت ہو گئے ۔ جو اپنی ذات میں جائز ہیں اور محفلِ میلاد مروّجہ میں باعثِ زینت اور سبب شوکت ہوتے ہیں۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ذکرِ مفاخرت و مدافعت کے لیے (جس میں آپ کے فضائل و مناقب اور آپ کی صداقت و حقانیت کا بیان ہوتا تھا۔ جو بلا شبہ میلاد شریف کے ہم معنی ہے) حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے مسجد میں منبر قائم فرمایا تھا۔ پھر یہ چیز بھی قابلِ غور ہے کہ مسجد جو خود پاک اور صاف ہوتی ہے ۔ جس میں فرش اور منبر کی بھی چنداں ضرورت نہیں ہوتی۔ آپ (ﷺ) نے منبر قائم فرمایا۔ اور یہ کہ جناب رسول شافع یومِ جزا صلی اللہ علیہ وسلم خود تو چٹائی یا فرش پر تشریف رکھیں اور حضرت حسان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آپ (ﷺ) کے خادم اور مرتبہ کے لحاظ سے غلام ہونے کے باوجود ان کو حضور (ﷺ) منبر پر جگہ عنایت فرمائیں۔

کیا اس سبق آموز حقیقت سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہتماماً اور انتظاماً منبر کو قائم فرمایا تھا۔

روایتِ مذکورہ جہاں صراحۃً منبر کے جواز بلکہ استحباب پر دلالت کرتی ہے، وہاں فرش وغیرہ اور مجالس کی جائز زیبائش کو بھی دلالت النص اور اشارۃالنص سے ثابت کر رہی ہے۔ علاوہ ازیں جب علمائے دیوبند بھی ذکرِ ولادت کو سنت و مستحب کہتے ہیں اور اس کو باعثِ خیر وبرکت جانتے ہیں، تو اس کے ذکر کے لیے فرش و روشنی کا جائز ہونا نہایت بدیہی چیز ہے۔

پھر یہ بات بالکل واضح ہے کہ صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت تھی۔ ان کی زبانیں ہمیشہ ذکرِ رسول (ﷺ) میں مشغول رہتی تھیں۔ وہ حضور اکرم (ﷺ) کی ایک ایک حرکت اور سکون کو ذہن میں رکھتے تھے اور اس کی تبلیغ کرتے تھے۔ چنانچہ سیرتِ محمدیہ واحادیث نبویہ کا جو ذخیرہ آج ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ یہ صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ہی کی بدولت ہمیں ملا ہے۔ صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ہی نے ہمیں بتایا کہ حضور (ﷺ) کی ولادت سے قبل دنیا کیا تھی اور آپ (ﷺ) کی ولادت کے بعد کیا ہو گئی۔ انہیں سے ہمیں حضور (ﷺ) کی سیرت و صورت آپ (ﷺ) کے افعال واعمال کی کیفیت ونوعیت کا حال معلوم ہوا۔ جو آج ہمارا دین اور شریعت ہے۔

غور فرمایئے کہ میلاد کیا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت و صورت فضائل و مناقب، منصب و مقام کے بیان ہی کا دوسرا نام میلاد ہے۔ اس لحاظ سے اگر آپ دیکھیں گے تو آپ کو ماننا پڑے گا کہ دنیا میں کوئی ساعت ایسی نہیں رہی ہے اور نہ رہ سکتی ہے جس میں حضور اکرم (ﷺ) کا ذکر یا دوسرے لفظوں میں آپ (ﷺ) کا میلاد نہ پڑھا جاتا ہو۔ حضور (ﷺ) کی ولادت سے قبل عالمِ ارواح میں ملائکہ (علیہم السلام) میں، انبیاء (علیہم السلام) میں آپ (ﷺ) کی آمد کا ذکر ہوتا رہا۔ تمام انبیاء کرام

حضور (ﷺ) کی تشریف آوری کا مژدہ سنتا تے رہے۔ جب حضور (ﷺ) تشریف لائے تو دنیا میں آپ (ﷺ) کی آمد کا ڈنکا بج گیا اور اب جب کہ آپ (ﷺ) ہماری آنکھوں سے پوشیدہ ہیں تب بھی آپ (ﷺ) کا ذکر جاری ہے اور جاری رہیگا۔

خطبات میں کلموں میں اقامت میں اذاں میں
ہے نامِ الٰہی سے ملا نامِ محمد ﷺ

(روح ایمان، صفحہ 124 تا 127)

حضرت جبریل علیہ السلام کا میلاد پڑھنا اور براق کا خوشی منانا

مندرجہ ذیل حدیث مبارکہ دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب نشرالطیب میں نقل کی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شب معرج میں براق حاضر کیا گیا تو وہ سوار ہونے کے وقت شوخی کرنے لگا جبریل علیہ السلام نے فرمایا تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ایسا کرتا ہے تجھ پر تو ایسا کوئی شخص سوار ہی نہیں ہوا ہے جو ان سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکرم ہو پس وہ (شرم سے) پسینہ پسینہ ہو گیا (کذا فی سنن الترمذی)۔

(نشرالطیب، صفحہ 260)

"دلائل النبوۃ" از ابو نعیم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے روایت بیان فرمائی کہ زمین کے مشارق اور مغارب کی میں نے چھان بین کی مگر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے افضل کسی مرد کو نہیں دیکھا۔اور بنی ہاشم سے افضل کسی باپ کے بیٹے نہیں دیکھے۔

(سیرۃ محمدیہ ترجمہ مواہب لدنیہ، جلد اول، صفحہ 63)

اس حدیث کو طبرانی نے اپنی "اوسط" میں روایت کیا۔ حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ نے کہا ہے کہ اس حدیث کے متن کے صفحات پر صحت لوائح ظاہر ہے یعنی یہ حدیث نہایت درجہ صحیح ہے۔

(حاشیہ سیرۃ محمدیہ ترجمہ مواہب لدنیہ، جلد اول، صفحہ 63)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا میلاد منانا

مندرجہ ذیل حدیث مبارکہ دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب نشر الطیب میں نقل کی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

خارجہ بن زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ ایک مجمع حضرت زید بن ثابت کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ باتیں کیجئے انہوں نے فرمایا کہ میں کیا کیا باتیں کروں (کہ احاطہ بیان سے خارج ہیں اس کے بعد کچھ حالات بیان کئے) (وکذافی الشمائل للترمذی)

(نشر الطیب، صفحہ 307)

مندرجہ ذیل حدیث مبارکہ دیوبندی مذہب کے مولوی محمد یوسف بنوری نے اپنی کتاب حکایات صحابہ میں نقل کی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

عطاء بن یسارؒ نے کہا کہ میں عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے ملا تو میں نے اُن سے کہا آپ مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان صفات کی خبر دیجئے، جو تورات میں آئی ہیں فرمایا بہت اچھا خدا کی قسم بیشک آپ توریت میں بھی انہیں صفات کے ساتھ موصوف ہیں جو قرآن شریف میں ہیں (توریت میں ہے) اے نبی ! ہمنے آپکو گواہ اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور اَن پڑھوں کی حفاظت کرنے والا بنا کر بھیجا ہے آپ میرے بندہ اور میرے رسول ہیں میں نے آپکا نام متوکل رکھا نہ آپ فحش گو ہیں نہ سخت طبیعت والے نہ بازارون میں شور کرنے والے ہیں نہ آپ بُرائی کا بدلہ بُرائی سے دیتے ہیں لیکن آپ درگذر اور معاف کرتے ہیں اور ہر گز آپ کو اللہ پاک اُس وقت تک نہ اُٹھائیگا۔جب تک کہ لوگ ٹیڑھے دین کو سیدھا نہ کرلیں اس طرح کہ کہدیں سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں جس سے اندھی آنکھیں اور بہرے کان اور پردہ پڑے ہوئے دل کُھل جائیں۔

(حیاۃ صحابہ، جلد 1 صفحہ 35)

مندرجہ ذیل حدیث مبارکہ دیوبندی مذہب کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب نشر الطیب میں نقل کی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسانؓ کے لئے مسجد میں منبر رکھتے تھے کہ اس پر کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مفاخر بیان کرتے اور مشرکین کے مطاعن کا جواب دیتے اور آپ ارشاد فرماتے کہ اللہ تعالیٰ حسان کی تائید روح القدس سے فرماتا ہے جب تک یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مفاخرت یا مدافعت کرتے رہیں گے روایت کیا اس کو بخاری نے (کذافی المشکوٰۃ)۔

(نشر الطیب، صفحہ 306)

امام ابوالحسن اشعری بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اول ما خلق اللہ نوری ومن نوری خلق کل شی۔

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا فرمایا اور میرے نور کی برکت سے ہر شی پیدا فرمائی۔

(مطالع المسرات) بحوالہ (شرح سلام رضا، صفحہ 135)

ولادت مصطفیٰ ﷺ کی رات لیلۃ القدر سے افضل ہے

علامہ سید محمود احمد رضوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

چمن دھر میں وہ رات بہت ہی مقدس ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی آخری وحی قرآن مجید کا نزول ہوا۔ ہزار ماہ کی عبادت وریاضت اس ایک رات میں ہونے والی عبادتوں اور ریاضتوں پر سبقت لے گئی۔ صدیاں گذر گئیں مگر اس رات کی برکتوں میں کوئی فرق پیدا نہیں ہوا۔ ہر سال جب لیلۃ القدر آتی ہے تو اپنے دامن میں وہی سعادتیں اور برکتیں بھر کر لاتی ہے جو اسے صدیوں پہلے وحی الٰہی کے نزول کے سبب مرحمت ہوئی تھیں۔ جب نزولِ قرآن کی رات کا یہ عالم ہے تو وہ صبح سعادت کیسی عظمتوں برکتوں اور سعادتوں کی حامل ہوگی۔ جس میں نیر برج ہدیٰ مہبط وحی خدا ختمِ خیلِ انبیاء سرچشمہءِ حسن وضیاء، محبوبِ کبریا، خیر البشر وخیر الوریٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے صحن عالم میں جلوہ گری فرمائی۔ وہ ساعت ہمایوں جو دیوانِ قضا میں حضور سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے لیے مقرر ہوئی۔ بلاشبہ بے شمار سعادتوں اور برکتوں کی گنجینہ ہے۔ جب وہ صبح بہار آتی ہے جس میں جانِ کائنات اس دنیائے آب وگل میں رونق افروز ہوئے تو رحمتِ الٰہی اور عنایتِ ربانی کے صدا بہار پھولوں کی بارش شروع ہو جاتی ہے۔

(روح ایمان، صفحہ 36)

محدثین و مفسرین نے تصریح کی ہے کہ وہ رات جس کے ایک حصہ میں آپ (ﷺ) کی تشریف آوری ہوئی وہ لیلۃ القدر سے افضل ہے۔ اس کی متعدد وجوہ بیان کی گئیں، ان میں سے تین درج ذیل ہیں۔

1) لیلۃ المیلاد میں آپ (ﷺ) کی تشریف آوری ہوئی اور لیلۃ القدر آپ (ﷺ) کو عطا کی گئی۔ جس رات کے وسیلے سے یہ عطا ہوئی وہ رات اس سے افضل ہو گی۔

2) لیلۃ القدر کو اس لیے فضیلت ہے کہ اس میں خصوصی ملائکہ کا زمین پر نزول ہوتا ہے اور جس رات میں حضور رحمۃ للعالمین کی تشریف آوری ہوئی وہ لیلۃ القدر سے کیونکر افضل ہو گی کیونکہ آپ (ﷺ) کی تشریف آوری سب سے بڑھ کر رحمت ہے۔

3) لیلۃ القدر کی فضیلت صرف امتِ محمدیہ کو نصیب ہوئی مگر آپ (ﷺ) کے وجود مسعود کی فضیلت موجودات کی ہر شے کو نصیب ہوئی۔ آپ (ﷺ) کو اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا۔

(ذخائر المحمدیہ، 26) بحوالہ (شرح سلام رضا، صفحہ 379)

جب یہ کہا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رات میں پیدا ہوئے ہیں تو کون سی رات افضل ہے؟ "لیلۃ القدر افضل ہے یا آپ کی ولادت کی رات!"۔

اس کا جواب دیتے ہوئے علامہ امام حمد بن محمد بن ابی بکر القسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی رات لیلۃ القدر سے تین وجہوں سے افضل ہے:۔

1) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی رات آپ کے ظہور کی رات ہے جبکہ لیلۃ القدر اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کی ہے۔ مشرف کی ذات کے سبب جس شے کو شرف حاصل ہو، وہ شے اس شے سے اشرف ہو گی جو مشرف کی ذات کو عطا کی جائے۔ یہ ایک اصولی بات ہے، اس میں کوئی نزاع نہیں ہے۔ اس اعتبار سے آپ کی ولادت کی رات لیلۃ القدر سے افضل ہے۔

2) دوسری وجہ یہ ہے کہ لیلۃ القدر کو اسلئے شرف حاصل ہے کہ لیلۃ القدر میں فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ ولادت کی رات کو شرف آپ کے ظہور کے باعث ہوا ہے۔ آپ اس میں پیدا ہوئے ہیں۔ وہ ہستی جس کے سبب ولادت کی رات کو شرف حاصل ہوا ہے، وہ ان لوگوں سے افضل ہے جس کے دم قدم سے لیلۃ القدر کو شرف حاصل ہوا ہے کہ وہ فرشتے ہیں۔ یہ وجہ اصح اور پسندیدہ مذہب پر ہے۔

3) تیسری وجہ یہ ہے کہ لیلۃ القدر میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت پر اللہ کریم کا فضل واقع ہوا ہے۔ اور آپ کی ولادت شریف کی رات میں تمام موجودات پر فضل الٰہی واقع ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ آپ کی ولادت کے سبب اللہ تعالیٰ کی نعمت جمیع مخلوق پر عام ہوئی ہے یعنی آپ کی رحمت سب کے لیے ہے۔ اس میں کوئی تخصیص نہیں۔ اس لیے آپ کی ولادت کی رات نفع میں اعم ہے اور لیلۃ القدر سے افضل ہے۔

(سیرۃ محمدیہ ترجمہ مواہب لدنیہ، جلد اول، صفحہ 100۔101)

شیخ فتح اللہ بانی (علیہ الرحمۃ) امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں۔

ان لیلة الجمعة افضل من لیلة لانه فی لیلتها حل النور الباهر الشریف فی بطن المکرمة آمنه۔

جمعہ کی رات لیلۃ القدر سے افضل ہے کیونکہ اسی میں ذات اقدس کا نور اپنی والدہ سیدہ آمنہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے بطن اطہر میں جلوہ افروز ہوا۔

(مولد خیر خلق اللہ:158) بحوالہ (محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ، صفحہ 156۔157)

شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

کیونکہ جو خیرات و برکات اور کرامات و سعادات اس رات کو عوام الناس پر اور مومنوں پر مفاض و منزل ہوئیں قیامت تک کسی رات میں نہ ہوئی اور نہ ہوں گی۔ بلکہ تا ابد نہ ہوں گی۔ اور اسی سبب سے شب میلاد کو بھی شب قدر سے افضل کہتے ہیں اور یہی سزاوار بھی ہے۔

(مدارج النبوت، جلد 2 صفحہ 20)

جلسے جلوس اور استقبال

علامہ سمہودی علیہ الرحمۃ خلاصۃ الوفاء میں فرماتے ہیں۔

مدینہ پاک میں داخلے کا دن پیر ہے یہی اکثر کا قول ہے۔ شاذو نادر اقوال میں جمعہ 12/ربیع الاول لکھا ہے۔ ابن النجار و نوری رحمہا اللہ تعالیٰ نے اس پر جزم فرمایا جس کو ابن الجوزی رحمہ اللہ زہری سے نقل کر لیا اور اسے ابن سعد نے روایت کیا اور ابن

رزین مراغی پر تعجب ہے کہ اُنھوں نے صرف ابن النجار و نووی سے نقل کر کے متعجب ہوا وہ سمجھا یہ کہ اس قول کے ناقل صرف یہی دو ہیں۔اور خیال کیا کہ ان کی مراد یہ ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اندرون مدینہ طیبہ پیر کے دن بارہ ربیع الاوّل کو داخل ہوئے۔

(محبوب مدینہ، جلد1 صفحہ 652)

علامہ سمہودی علیہ الرحمۃ خلاصۃ الوفاء میں فرماتے ہیں۔

شرف المصطفےٰ میں ہے کہ جب ابوایوب رضی اللہ عنہ کے دروازے پر اُونٹنی بیٹھ گئی تو بنوالنجار کی معصوم بچیاں دف بجاتے ہوئے یہ ترانہ پڑھ رہی تھیں ۔

نحن جوار من بنی النجار

یا حبذا محمد من جار

(ترجمہ) ہم بنو نجار کے خاندان کی لڑکیاں ہیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیسے اچھے ہمسائے ہیں۔

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لڑکیوں سے فرمایا کیا تم مجھے چاہتی ہو۔ عرض کی ہماری جانیں آپ (ﷺ) پر قربان۔آپ (ﷺ) نے فرمایا میں بھی تمہیں چاہتا ہوں۔یہ آپ (ﷺ) نے تین بار فرمایا۔

(محبوب مدینہ، جلد1 صفحہ 662)☆(جذب القلوب المعروف تاریخ مدینہ، صفحہ 70-71)☆
(سیرۃ النبی ﷺ، جلد1 صفحہ 284)

علامہ سمہودی علیہ الرحمۃ خلاصۃ الوفاء میں فرماتے ہیں۔

امام رزین نے فرمایا کہ انصار کی پردہ نشین مستورات مدینہ طیبہ میں یوں مدح سنجی کرنے لگیں ۔

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع
واجب الشکر علینا ما دعٰی للّٰہ داع

(ترجمہ):۔ کوہ وداع کی گھاٹیوں سے چودھویں کا چاند طلوع فرما ہوا ایسے ہم پر خدا کا شکر ادا کرنا لازم ہے جب تک دعا مانگنے والے دعا مانگیں۔

(محبوب مدینہ، جلد 1 صفحہ 663)☆(جذب القلوب المعروف تاریخ مدینہ، صفحہ 71)☆(حیاۃ صحابہ، جلد 1 صفحہ 357)☆(سیرۃ النبی ﷺ، جلد 1 صفحہ 283۔585)

اہل مدینہ کی زبان پر کیا نعرہ تھا ؟علامہ سمہودی علیہ الرحمۃ خلاصۃ الوفاء میں فرماتے ہیں۔

روایات میں ہے کہ حضور شہ کون ومکاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی میں زن و مرد چھوٹے بڑے گلی کوچوں میں پکار رہے تھے۔ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ۔ جَاءَ نَبِیُّ اللّٰہِ (رسول اللہ آئے۔ نبی اللہ تشریف لائے) صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

(محبوب مدینہ، جلد 1 صفحہ 663)☆(جذب القلوب المعروف تاریخ مدینہ، صفحہ 71)

علامہ سمہودی علیہ الرحمۃ خلاصۃ الوفاء میں فرماتے ہیں۔

ابوداؤد حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی فرمایا کہ حبشی غلام آپ (ﷺ) کے قدوم میمنتِ لزوم کی خوشی میں ہتھیاروں سے کھیل رہے تھے۔

(محبوب مدینہ، جلد 1 صفحہ 663-664)☆(جذب القلوب المعروف تاریخ مدینہ، صفحہ 71)

علامہ سمہودی علیہ الرحمۃ خلاصۃ الوفاء میں فرماتے ہیں۔

ابن ماجہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں تشریف فرما ہوئے (میں نو سالہ لڑکا تھا) آپ کی تشریف آوری سے محبوب مدینہ کی درودیوار روشن وتاباں ہو گئے۔

(محبوب مدینہ، جلد 1 صفحہ 664)☆(جذب القلوب المعروف تاریخ مدینہ، صفحہ 71)

اہل اسلام کا عمل اور میلاد شریف

امام المتکلمین مولانا شاہ نقی علی خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

شیخ عبدالحق ماثبت من السنہ میں لکھتے ہیں ہمیشہ اہل اسلام ماہِ ربیع الاول میں محفلیں اور خوشیاں اور طرح طرح کی خیرات کرتے ہیں اور اظہار سرور اور تکثیر حسنات اور اہتمام قراء ت مولد عمل میں لاتے ہیں اور صدقہ دیتے ہیں اور بہ سبب کثرت خیرات اور پڑھنے حال اور اظہار سرور وفرحت کے افضالِ عظیمہ ان کے لیے ظاہر ہوتے ہیں۔

(سرور القلوب، صفحہ 252)

امام المتکلمین مولانا شاہ نقی علی خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

حافظ امام جوزی محدث اپنے رسالہ میلاد میں لکھتے ہیں اہل حرمین شریفین اور مصروشام ویمن اور تمام ملک عرب کے لوگ مجلس مولد کیا کرتے تھے اور ربیع الاوّل کا چاند دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ اور غسل کرتے ہیں اور اچھے کپڑے پہنتے ہیں۔ اور انواع وزینت عمل میں لاتے ہیں خوشبو اور سرمہ لگاتے ہیں اور ان دنوں میں خوشی کرتے ہیں

اور جو کچھ نقد و جنس سے میسر ہوتا ہے بکمال خوشی وشادمانی اس ماہِ مبارک میں صرف کرتے ہیں اور مولد پڑھنے اور سننے میں اہتمام بلیغ رکھتے ہیں اور اس امر سے اجر جزیل اور فوز عظیم حاصل کرتے ہیں۔

(سرور القلوب، صفحہ 252)

امام المتکلمین مولانا شاہ نقی علی خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

حافظ ابن کثیر کہتے ہیں حاکم اربل بڑا تکلف محفل مولد میں کرتا اور دحیہ نے ایک رسالہ اس کے لیے بیان مولد میں لکھا اور اماموں نے کہ ان میں سے حافظ ابوشامہ استاد امام نووی کے ہیں۔یہ فعل پسند فرمایا۔علامہ ابن طغربل کہتے ہیں محبان پیغمبر (ﷺ) نے مولد کی خوشی میں دعوتیں کیں اِن میں سے ہمارے استاذ الاستاذ ہیں۔ سوان حضرات کے بہت ائمہ و علماء دین سے اس عمل مبارک کا استحباب اور استحسان نقل کیا منہم۔

(سرور القلوب، صفحہ 253)

امام المتکلمین مولانا شاہ نقی علی خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

حاجی رفیع الدین خان مرادآبادی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں رسالہ عقدالجواہر امام سید جعفر برزنجی کا تمام ملک روم و شام و مصر و حرمین شریفین میں مروّج ہے ان سب ملکوں میں محفل کیا کرتے ہیں۔ اور مدینہ شریفہ میں خاص مزار مقدس پر جو محفل منعقد ہوتی ہے۔اس کے کیفیت دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ خصوصاً جس وقت پڑھنے والا کہتا ہے صلّوا علیٰ ہذا النبی الکریم اور قبر مبارک کی طرف اشارہ کرتا ہے۔سنگ دل بھی رونے لگے۔

(سرور القلوب، صفحہ 254)

فرش والے تری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا
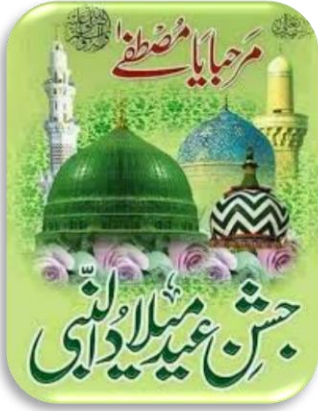
عید میلاد منانے پر سلف صالحین کے اقوالِ مبارک

علامہ امام احمد بن محمد بن ابی بکر القسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اہل محبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے مہینہ میں ہمیشہ محفلیں کرتے ہیں اور اہتمام کرتے ہیں۔ کھانے کھلاتے ہیں۔ ولادت کی راتوں میں صدقہ کرتے ہیں۔ خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ مبرات میں کثرت کرتے ہیں۔آپ کی ولادت باسعادت کے حالات و واقعات پڑھنے سننے میں ذوق و شوق کا اظہار کرتے ہیں۔

ان مسلمانوں پر آپ کے میلاد شریف کی برکات سے ایک فضل عمیم ظاہر ہوتا ہے۔آپ کے میلاد شریف کے خواص سے جو چیزیں آزمائی گئی ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ جس سال میلاد شریف پڑھا جاتا ہے تو وہ میلاد مسلمانوں کے لئے بلاؤں مصیبتوں سے امان کا باعث ہوتا ہے اور وہ میلاد شریف دلی مرادیں برلانے میں بہت جلد بشارت کا سبب ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس شخص پر اپنا خاص فضل و کرم فرمائے جس نے آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے مبارک مہینہ کی راتوں کو عید کی حیثیت میں اختیار کیا ہے۔ اس عید کو اختیار کرنے سے جن لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے، اصل میں ان کے دل محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت وچاہت سے خالی ہیں۔ پھر کس منہ سے مسلمانی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ کیا نبی کا کلمہ صرف حلق سے اوپر اوپر پڑھتے ہیں۔ ان کے دل اس محبت سے متضاد کیوں ہیں؟۔

(سیرۃ محمدیہ ترجمہ مواہب لدنیہ، جلد اول، صفحہ 102۔103)

امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

عندی ان اصل عمل المولد هو اجتماع الناس وقرأة ما تيسر من القرآن وروایة الاخیار الوردة فی مبداء امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وما وقع فی مولدہ من الایات ثم یمدلھم سماط یاکلونه وینصرفون من غیر زیادہ علی ذلك هو من البدع الحسنة التی یثاب علیها صاحبها لما فیه من تعظیم قدر النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم واظهار الفرح والاستبشار بمولده الشریف۔

میرے نزدیک میلاد کے لئے اجتماع تلاوت قرآن، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کے مختلف واقعات اور ولادت کے موقعہ پر ظاہر ہونے والی علامات کا تذکرہ ان بدعات حسنہ میں سے ہے جن پر ثواب مُرتب ہوتا ہے کیونکہ اس میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و محبت اور آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی آمد پر خوشی کا اظہار ہے۔

(حسن المقصد فی المولد فی الحاوی للفتاویٰ جلد 1، صفحہ 189) بحوالہ (محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ، صفحہ 104)

علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح البیان میں زیر آیت "محمد رسول اللہ" (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نقل کرتے ہیں:۔

ومن تعظیمه عمل المولد اذا لم یکن فیه منکر قال الاما السیوطی یستحب لنا اظهار الشکر لمولده علیه السلام۔

ترجمہ :۔میلاد شریف کرنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم ہے، جبکہ بُری باتوں سے خالی ہو۔ حضرت امام سیوطی فرماتے ہیں کہ ہم کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پر اظہارِ شکر کرنا مستحب ہے۔

آگے چل کر علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ کا قول نقل کرتے ہیں۔

من خواصه انه امان فی ذالك العام ۔

ترجمہ :۔"میلاد شریف کی تاثیر یہ ہے کہ سال بھر اس کی برکت سے امن رہتا ہے"۔

(تفسیر روح البیان، جلد 9، صفحہ 56) بحوالہ (کنزالخطیب، صفحہ 42۔43)

اور فرماتے ہیں۔

وقد استخرج له الحافظ ابن حجر اصلا من السنة و کذا الحافظ السیوطی وردّا علی الفا کهانی قوله ان عمل المولد بدعة مذمومة ۔

"ترجمہ :۔اور حافظ ابن حجر اور حافظ سیوطی نے میلاد شریف کی اصل سنت سے ثابت کی ہے اور ان لوگوں کا ردّ کیا ہے جو میلاد شریف کو بدعت سئیہ کہہ کر منع کرتے ہیں۔

(تفسیر روح البیان، جلد 9، صفحہ 57) بحوالہ (اہل سنت و جماعت کون ہیں؟، صفحہ 148)

علامہ ابن ہجر ہتیمی علیہ الرحمۃ

محافل میلاد اور اذکار جو ہمارے یہاں بیان کئے جاتے ہیں ان میں اکثر بھلائی پر مشتمل ہیں جیسے صدقہ، ذکر، صلوٰۃ وسلام بحضور خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی مدح اور قسم کافی سنت ہے کیونکہ جو احادیث خاص وعام اذکار کے بارے میں ہیں وہ اسکو شامل ہیں" ۔

(مقالات قادری، جلد 1 صفحہ 15)

علامہ محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ

جعل لمن فرح بمولدہ حجابا من النار وسترا ومن انفق فی مولدہ درھما کان المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لہ شافعا و مشفعا۔

ترجمہ :۔جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کی خوشی کرے تو وہ خوشی دوزخ کی آگ کے لیے پردہ اور حجاب بن جائے گی اور جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف پر ایک درہم بھی خرچ کرے تو اسکی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے اور ان کی شفاعت قبول ہو گی۔

(مولد العروس، صفحہ 9 مطبوعہ بیروت) بحوالہ (اہل سنت وجماعت کون ہیں؟ صفحہ 154-155)

اور فرماتے ہیں۔

اہل مکہ و مدینہ، اہل مصر، یمن، شام اور تمام عالم اسلام شرق تا غرب ہمیشہ سے حضور اکرم علیہ السلام کی ولادت سعیدہ کے موقعہ پر محافل میلاد کا انعقاد کرتے چلے آ رہے ہیں۔ان میں سب سے زیادہ اہتمام آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے تذکرے کا کیا جاتا ہے اور مسلمان ان محافل کے ذریعے اجرِ عظیم اور بڑی روحانی کامیابی پاتے ہیں۔

(المیلاد النبوی۔58)

اور مزید فرماتے ہیں۔

اگر ہم روزانہ حضور پورنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عید میلاد منائیں تو یہ ہمارے لئے واجب ہے۔

(ذکر میلاد رسول، ترجمہ مولد العروس،28)

اور مولد العروس عربی کے صفحہ 9 پر فرماتے ہیں۔

جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کی خوشی کرے وہ خوشی دوزخ کی آگ کے لیے پردہ بن جائے گی اور جو نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد شریف پر ایک درہم خرچ کرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی شفاعت فرمائیں گے اور ان کی شفاعت قبول ہو گی۔

(ذکر میلاد رسول، ترجمہ مولد العروس، 15)

علامہ ابوشامہ محی الدین علیہ الرحمۃ

ہمارے زمانے میں اچھی ایجادوں میں وہ افعال ہیں جو مولد النبی (ﷺ) کے دن کئے جاتے ہیں یعنی صدقات بھلائی کے کام فرحت و مسرت کا اظہار کیونکہ فقراء کے ساتھ احسان کرنے کے علاوہ ان تمام چیزوں کے کرنے والے کی محبت حضور علیہ السلام سے ظاہر ہوتی ہے اور اس نعمت کا شکر ادا ہوتا ہے جس کے پیدا کرنے پر خدا نے احسان جتایا۔ وَفِيْهِ إِغَاظَةُ الْكَفَرَةِ وَالْمُنَافِقِيْنَ۔ اور اسمیں کفار و منافقین کو جلانا مقصود ہے۔

(مقالات قادری، جلد 1 صفحہ 15)

محقق علی اطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

اے اللہ عزوجل ! میرا کوئی عمل ایسا نہیں ہے جسے تیرے دربار میں پیش کرنے کے لائق سمجھوں، میرے تمام اعمال میں فسادنیت موجود رہتی ہے، مگر مجھ حقیر

فقیر کا ایک عمل صرف تیری ذات پاک کی عنایت کی وجہ سے بہت شاندار ہے اور وہ یہ ہے کہ محفل میلاد کے موقع پر میں کھڑے ہو کر تیرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر سلام پڑھتا ہوں اور نہایت ہی عاجزی وانکساری محبت وخلوص کے ساتھ تیرے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجتا ہوں۔ اے اللہ عزوجل! وہ کون سا مقام ہے جہاں میلاد مبارک سے زیادہ تیری خیر وبرکت کا نزول ہوتا ہے؟ اس لئے اے ارحم الراحمین مجھے پکا یقین ہے کہ میرا یہ عمل کبھی بیکار نہ جائے گا بلکہ یقیناً تیری بارگاہ میں قبول ہوگا اور جو کوئی درود وسلام پڑھے اور اس کے ذریعہ دعا کرے وہ کبھی مسترد نہیں ہو سکتی۔

(اخبار الاخیار، صفحہ 723-724)

اور مزید فرماتے ہیں۔

لا یزال اھل الاسلام یحتفلون بشھر مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم و یعملون الولائم ویتصدقون فی لیالہ بانواع الصدقات ویظھرون السرور و یزیدون فی المبرات ویعتنون بقراءۃ مولدہ الکریم۔

ترجمہ:۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے مہینہ میں محفل میلاد کا انعقاد تمام عالم اسلام کا ہمیشہ سے معمول رہا ہے اس کی راتوں میں صدقہ خوشی کا اظہار اور اس موقعہ پر خصوصاً آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی ولادت پر ظاہر ہونے والے واقعات کا تذکرہ مسلمانوں کا خصوصی معمول ہے۔

(ماثبت من السنتہ، صفحہ 102) بحوالہ (محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ، صفحہ 109)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ

شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں۔

اخبرنی سیدی الوالد قال کنت اصنع فی ایام المولد طعاما صلة باالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم یفتح بی سنة من السنین شیء اصنع بہ طعاما فلم اجد الا حمصا مقلیا فقسمتہ بین الناس فریتہ صلی اللہ علیہ وسلم وبین یدیہ ھذا الحمص متبھجا لبشاشا۔

ترجمہ:۔جناب والد صاحب فرماتے تھے کہ میں آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایام مولد شریف میں کھانا پکوایا کرتا تھا۔ میلاد شریف کی خوشی میں ایک سال میرے پاس کچھ نہ تھا کہ کھانا پکواؤں۔کچھ میسر نہ آیا۔ مگر چھنے بُھنے ہوئے۔ وہی میں نے لوگوں پر تقسیم کئے تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ کے سامنے وہی چنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ بہت شاد و بشاش ہیں۔

(در ثمین، صفحہ 8) بحوالہ (مقیاس حنفیّت، حصہ اوّل، صفحہ 152)

اور فرماتے ہیں۔

و کنت قبل ذلك بمکة المعظمة مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی یوم ولادتہ والناس یصلون علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویذکرون ارھاصاتہ التی ظھرت فی ولادتہ و مشاھدہ قبل بعثة فرایت انوارا سطعت دفعة واحدة لا اقول انی ادرکتھا ببصر الجسد ولا اقول ادرکتھا ببصر الروح فقط واللہ اعلم کیف کان الامر بین ھذا و ذلك فتاملت لتلك الانوار فوجدتھا من قبل الملائکة الموکلین بامثال ھذہ المجالس ورأیت یخالطہ انوار الملائکة انوار الرحمة۔

ترجمہ :۔ مکہ معظّمہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت با سعادت کے دن میں ایک ایسی میلاد کی محفل میں شریک ہوا جس میں لوگ آپ کی بارگاہ میں ہدیہ درود و سلام عرض کر رہے تھے اور وہ واقعات بیان کر رہے تھے جو آپ (ﷺ) کی ولادت کے موقعہ پر ظاہر ہوئے اور جن کا مشاہدہ آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے ہوا تو اچانک میں نے دیکھا کہ اس محفل پر انوار و تجلیات کی برسات شروع ہو گئی، انوار کا یہ عالم تھا کہ مجھے اس بات کی ہوش نہیں کہ میں نے ظاہری آنکھوں سے دیکھا تھا یا فقط باطنی آنکھوں سے، بہر حال جو بھی ہو میں نے غور و خوض کیا تو مجھ پر یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ انوار ان ملائکہ کی وجہ سے ہیں جو ایسی مجالس پر مامور کئے گئے ہوتے ہیں اور میں نے دیکھا کہ انوار ملائکہ کے ساتھ ساتھ رحمتِ باری تعالیٰ کا نزول بھی ہو رہا تھا۔

(فیوض الحرمین، ص 80-81) بحوالہ (محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ، صفحہ 110)

ایک اور جگہ یوں فرماتے ہیں۔

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے دنوں میں مجھے کوئی چیز دستیاب نہ ہو سکی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نیاز پکائی جا سکے۔ کچھ بھنے ہوئے چنے اور گڑ بطور نیاز تقسیم کئے۔ خواب میں میں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے انواع و اقسام کے کھانے پیش کئے جاتے ہیں۔ وہ چنے اور گڑ بھی پیش کیا گیا۔ بڑی خوشی و مسرت سے ان کی طرف متوجہ ہوئے۔ انہیں طلب فرمایا۔ ان میں سے کچھ لے کر تناول فرمائے اور باقی ساتھیوں میں تقسیم کر دیئے۔ راقم الحروف (ولی اللہ) کہتا ہے کہ اسی قصہ کی مانند پہلے بزرگوں سے بھی روایت کیا گیا ہے۔ لیکن یہ قصہ بلاشبہ حضرت والد ماجد کا ہے۔ عجب نہیں کہ توارد ہوا ہو۔

(انفاس العارفین، صفحہ 76)

اور مزید فرماتے ہیں۔

حضرت نے فرمایا "قدیم طریقہ کے موافق 12 ربیع الاوّل کو میں نے قرآن مجید کی تلاوت کی اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کچھ نیاز تقسیم کی اور آپ کے بال مبارک کی زیارت کرائی۔ تلاوت کلام پاک کے دوران میں ملاء اعلیٰ کا ورود ہوا (فرشتے نازل ہوئے) اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح پر فتوح نے اس فقیر اور اس سے محبت کرنے والوں کی طرف بہت التفات فرمائی۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ ملاء اعلیٰ (فرشتوں کی ٹولی) اور اس کے ساتھ مسلمانوں کی جماعت نیازی مندی اور عاجزی کی بناپر بلندی کی طرف بڑھ رہی ہے (اوپر اٹھ رہی ہے) اور اس کی کیفیت کی برکتیں اور اس کی لپٹیں نازل ہو رہی ہیں"۔

(القول الجلی، صفحہ 74، مترجم، صفحہ،98) بحوالہ (تحفظ عقائد اہل سنت، صفحہ 742)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ

راس المحدثین حضرت مولانا عبدالعزیز شاہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

کہ فقیر کے مکان پر سال میں دو مجلسیں ایک ذکرِ وفات شریف، دوسری ذکر شہادت حسین ہوتی ہیں۔ سینکڑوں آدمی جمع ہوتے ہیں۔ درود شریف و قرآن پڑھا جاتا ہے۔ وعظ ہوتا ہے، پھر سلام پڑھا جاتا ہے، بعد ازاں کھانے پر ختم شریف پڑھ کر حاضرین کو کھلایا جاتا ہے۔ اگر یہ سب باتیں فقیر کے نزدیک ناجائز ہوتیں تو فقیر کبھی نہ کرتا۔

(فتاویٰ عزیزیہ جلد اول) بحوالہ (دین مصطفےٰ ﷺ، صفحہ 352)

مزید فرماتے ہیں۔

ربیع الاوّل کی برکت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی میلاد شریف سے ہے جتنا اُمت کی طرف سے سرکار کی بارگاہ میں درودوں اور طعاموں کا ہدیہ پیش کیا جاتا ہے۔ اتنا ہی اُمت پر آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی برکتوں کا نزول ہوتا ہے۔

(فتاویٰ عزیزی جلدا، صفحہ 163) بحوالہ (میلاد النبی ﷺ عید کیوں؟ صفحہ 41)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ شمائم امدادیہ میں فرماتے ہیں۔

”اور قیام کے بارے میں مَیں کچھ نہیں کہتا۔ ہاں مجھ کو ایک کیفیت قیام میں حاصل ہوتی ہے“۔

(شمائم امدایہ، صفحہ 88) بحوالہ (دین مصطفےٰ ﷺ، صفحہ 352)

اور فرماتے ہیں۔

ہمارے علماء مؤلد شریف میں بہت تنازعہ کرتے ہیں۔ تاہم علماء جواز کی طرف بھی گئے ہیں۔ جب صورت جواز موجود ہے پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں اور ہمارے واسطے اتباع حرمین کافی ہے۔ البتہ وقتِ قیام کے اعتقاد تولد کا نہ کرنا چاہیے۔ اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جائے مضائقہ نہیں۔ کیونکہ عالمِ خلق مقید بزمان و مکان ہے لیکن عالمِ امر دونوں سے پاک ہے۔ پس قدم رنجہ فرمانا ذات بابرکات کا بعید نہیں“۔

(شمائم امدادیہ، صفحہ 93) بحوالہ (دین مصطفےٰ ﷺ، صفحہ 352-353) ☆ (امداد المشتاق، صفحہ 55)

اور مزید فرماتے ہیں۔

اسمیں تو کسی کو کلام ہی نہیں کہ نفس ذکر ولادت شریف حضرت فخر آدم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم موجب خیرات وبرکات دنیوی وآخروی ہے۔

(فیصلہ ہفت مسئلہ، صفحہ 3)

حاجی صاحب مزید دلائل دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

بدعت اسکو کہتے ہیں کہ غیر دین کو دین میں داخل کر لیا جائے۔ کما یظھر من التامل فی قولہ علیہ السلام من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھوردّ الحدیث، پس ان تخصیصات کو اگر کوئی شخص عبادت مقصود نہیں سمجھتا بلکہ فی نفسہ مباح جانتا ہے مگر ان کے اسباب کو عبادت جانتا ہے اور ہیئت مسبّب کو مصلحت سمجھتا ہے تو بدعت نہیں۔

(فیصلہ ہفت مسئلہ، صفحہ 3)

اگر ان تخصیصات کو قربت مقصود جانتا ہے مثل نماز روزہ کے تو بیشک اس وقت یہ امور بدعت ہیں مثلاً یوں اعتقاد کرتا ہے کہ اگر تاریخ معین پر مولود نہ پڑھا گیا یا قیام نہ ہوا یا بخورد شیرینی کا انتظام نہ ہوا تو ثواب ہی نہملا تو بیشک یہ اعتقاد مذموم ہے کیونکہ حدود شرعیہ سے تجاوز ہے جیسے عمل مباح کو حرام اور ضلالت سمجھنا بھی مذموم ہے۔

(فیصلہ ہفت مسئلہ، صفحہ 3)

اور فرضاً کسی عامی کا یہی عقیدہ ہو کہ قیام فرض و واجب ہے تو اس سے صرف اس کے حق میں بدعت ہو جائیگا جن لوگوں کا یہ اعتقاد نہیں انکے حق میں مباح و مستحسن رہیگا۔

(فیصلہ ہفت مسئلہ، صفحہ 4)

رہا اعتقاد کہ جس مجلس مولود میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہوتے ہیں اس اعتقاد کو کفر وشرک کہنا حد سے بڑھنا ہے کیونکہ یہ امر ممکن عقلاً ونقلاً بلکہ بعض مقامات پر اسکا وقوع بھی ہوتا ہے۔

(فیصلہ ہفت مسئلہ، صفحہ 5)

حاجی صاحب پھر اپنا مشرب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں۔

(فیصلہ ہفت مسئلہ، صفحہ 5)

مشرب فقیر کا اس امر میں یہ کہ ہر سال اپنے پیر مرشد کی روح مبارک کو ایصال ثواب کرتا ہوں۔ اوّل قرآن خوانی ہوتی ہے اور گاہ گاہ اگر وقت میں وسعت ہوئی تو مولود پڑھا جاتا ہے پھر ماحضر کھانا کھلایا جاتا ہے اور اسکا ثواب بخشدیا جاتا ہے۔

(فیصلہ ہفت مسئلہ، صفحہ 9)

شیخ زین العابدین علیہ الرحمۃ

شیخ زین العابدین علیہ الرحمۃ ہر جمعہ کی شب کو چند من چاول پکا کر بارگاہِ رسالت میں نذرانہ پیش کیا کرتے تھے۔ لطف یہ کہ چاول کے ہر دانے پر تین مرتبہ قل ھواللہ شریف پڑھا ہوتا تھا۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ایام مولد میں ہر روز ایک ہزار تنکہ (ایک بڑا پیمانہ) زیادہ کرتے رہے حتیٰ کہ بارہ ربیع الاوّل شریف کو بارہ ہزار تنکہ چاول پکاتے تھے۔

(اخبار الاخیار شریف) بحوالہ (دین مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صفحہ 353)

علامہ احمد عابدین علیہ الرحمۃ

علامہ احمد عابدین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

اہل مکہ ہر سال میلاد شریف کی رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مولد شریف (جائے ولادت) میں حاضر ہوتے ہیں اور عیدوں سے بھی بڑھ کر محفل قائم کرتے ہیں۔

(جواہر البحار، ص 1122) بحوالہ (دین مصطفٰے ﷺ، صفحہ 353)

سید احمد زینی علیہ الرحمۃ

الموالد والاذکار التی تفعل عندنا اکثرھا مشتمل علی خیر کصدقۃ وذکر وصلاۃ وسلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومدحہ۔

ترجمہ:۔ محافل میلاد شریف اور اذکار جو ہمارے ہاں کیے جاتے ہیں ان میں سے اکثر نیکی پر مشتمل ہیں جیسے صدقہ، ذکر، نبی پر صلوٰۃ وسلام اور ان کی تعریف۔

(فتاویٰ حدیثیہ، صفحہ 129 مطبوعہ مصر) بحوالہ (اہل سنت وجماعت کون ہیں؟ صفحہ 153)

شیخ محمد طاہر پٹنی علیہ الرحمۃ

شیخ محمد طاہر پٹنی علیہ الرحمۃ ماہ ربیع الاول شریف کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

ربیع الاول کا مہینہ منبۂ انوار اور رحمت کا مظہر ہے۔ یہ ایسا مہینہ ہے کہ ہر سال اس مہینہ میں خوشی کا اظہار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(اہل سنت وجماعت کون ہیں؟ صفحہ 154)

علامہ امام الحافظ شمس الدین سخاوی علیہ الرحمۃ

علامہ سخاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

ہمیشہ اہل اسلام تمام علاقوں اور بڑے شہروں میں میلاد شریف کرتے ہیں۔

(سیرت حلبیہ، صفحہ 80) بحوالہ (دین مصطفےٰ ﷺ، صفحہ 354)

مزید اور فرماتے ہیں۔

لا زال اھل الاسلام فی سائر الاقطار والمدن الکبار یحتفلون فی شھر مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم بعمل الولائم البدیعۃ المشتملۃ علی الامور البھجۃ الرفیعۃ ویتصدقون فی لیالیہ بانواع الصدقات ویظھرون السرور ویزیدون فی المبرات ویعتنون بقراءۃ مولدہ الکریم ویظھر علیھم من برکاۃ کل فضل عمیم۔

ترجمہ:۔ تمام اطراف و اکناف میں اہلِ اسلام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت با سعادت کے مہینہ میں خوشی کی بڑی بڑی محفلوں کا انعقاد کرتے ہیں اس کی راتوں میں جی بھر صدقہ اور نیک اعمال میں اضافہ کرتے ہیں۔ خصوصاً آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی ولادت کے موقعہ پر ظاہر ہونے والے واقعات کا تذکرہ ان محافل کا موضوع ہوتا ہے جس کی برکات سے ان پر فضلِ عمیم کا ظہور ہوتا ہے۔

(سبل الھدیٰ جلد 1، صفحہ 439) بحوالہ (محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ، صفحہ 103-104)

علامہ علی برہان الدین حلبی علیہ الرحمۃ

علامہ علی برہان الدین حلبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

بے شک عمل مولد کے لیے ابنِ حجر نے سنت سے اصل نکالی ہے اور اسی طرح حافظ سیوطی نے بھی، ان دونوں نے فاکہانی مالکی پر اس کے اس قول میں سخت رد فرمایا ہے کہ (معاذاللہ) عمل مولد بدعت مذمومہ ہے اور اہل اسلام ہمیشہ محفلیں منعقد کرتے رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد مبارک کے زمانے میں۔

(دین مصطفےٰ ﷺ، صفحہ 354)

مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مجلس مولود میں اگر اچھی آواز سے قرآن پاک کی تلاوت کی جائے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت شریف اور صحابہ کرام و اہل بیت عظام واولیائے اعلام رضی اللہ عنہم کی منقبت کے قصیدے پڑھے جائیں تو اس میں کیا حرج ہے؟ ناجائز بات تو یہ ہے کہ قرآن عظیم کے حروف میں تغیر و تحریف کر دی جائے۔ راگ اور موسیقی کے قواعد کی پابندی کی جائے اور تالیاں بجائی جائیں۔ جس مجلس مولود میں یہ ناجائز باتیں نہ ہوں۔اس میں کوئی ممانعت نہیں۔

(مکتوبات دفتر سوم، ص169) بحوالہ (میلاد النبی ﷺ عید کیوں؟ صفحہ 39۔40)

سلطان اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ

سلطان اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ نے 1084ھ میں دارالحکومت سے چلنے سے پیشتر ایک اہلکار حافظ رحمت خان کو لاہور بھیجا کہ وہاں پہنچ کر میلاد شریف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کماحقہ انتظام 12/ربیع الاول کو کرے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ابھی ابھی شاہی مسجد اختتام کو پہنچی تھی۔ یہ جشن میلاد النبی صل اللہ علیہ وسلم ایک طرح شاہی

اہتمام کے ذریعے تعمیر مسجد کا اختتام تھا۔ چنانچہ یہ تقریب لاہور میں بادشاہ کے آنے پر 12/ ربیع الاول 1084ھ کو منعقد ہوئی جس کے بادشاہ 12/ ربیع الثانی کو حسن ابدال پہنچا اور وہاں سے 17/ ربیع الثانی کو کابل روانہ ہوا جیسا کہ تاریخ میں لکھا ہے اور مآثر عالمگیری کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے۔

(نوائے وقت لاہور، 20 جنوری 1986ء) بحوالہ (میلاد النبی ﷺ عید کیوں؟ صفحہ 45)

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ

ومن تعظیم مشائخهم وعلماء هم هذا المولد المعظم والمجلس المكرم انه لا يأباه احد فی حضوره رجاء ادراك نوره۔ (المورد الروی)

تمام ممالک کے علماء اور مشائخ محفل میلاد کے اجتماع کی اس قدر تعظیم کرتے ہیں کہ کوئی ایک بھی اس کی شرکت سے انکار نہیں کرتا۔ ان کی شرکت سے مقصد اس مبارک محفل کی برکات کا حصول ہے۔

(محفلِ میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ، صفحہ 108)

مزید فرماتے ہیں۔

ولاهل المدينة كثرهم الله تعالىٰ به احتفال وعلى فعله اقبال۔

اہل مدینہ (اللہ تعالیٰ انہیں مزید ترقی عطا فرمائے) اس موقعہ پر خوب محافل سجاتے ہیں۔ اور ان میں ذوق و شوق کے ساتھ شرکت کرتے ہیں۔

(المورد الروی، صفحہ 29) بحوالہ (محفلِ میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ، صفحہ 130)

آگے اسلاف کے معمولات ذکر کرتے ہوئے اس وقت کے عظیم مقتداء و پیشوا شیخ ابو اسحاق ابراہیم بن عبد الرحمٰن کے بارے میں لکھتے ہیں۔

لما کان فی المدنیۃ المنورہ علی سا کنہا افضل الصلاۃ وا کمل التحیۃ کان یعمل فی المولدالنبوی ویطعم الناس و یقول لو تمکنت عملت بطول الشہر کل یوم مولدا۔

جب وہ مدینہ منورہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام میں تھے تو وہ حضور (ﷺ) کا میلاد مناتے، لوگوں کو کھانا کھلاتے اور کہتے کاش مجھے اور قدرت ہو تو میں اس ماہ کے ہر دن ایسا اہتمام کروں۔

(محفلِ میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ، صفحہ 130)

سلف صالحین کے اقوال سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کا عید میلاد منانے پر اتفاق رہا ہے۔اور اس دن صدقہ و خیرات کا اہتمام کرتے رہے ہیں۔اور عید میلاد کی محافل کو باعث سے حصول برکات تصور کرتے رہے ہیں اب جو لوگ عید میلاد کی محافل کو مذموم کہتے ہیں یہ اُن کی جہالت ہے۔اللہ تعالیٰ ایسے جہل سے اپنی پناہ میں رکھے۔امام اہل سنت عاشق رسول ﷺ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے منکرین میلاد شریف کو جھنجھوڑتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔

اور تم پر میرے آقا (ﷺ) کی عنایت نہ سہی
نجدیو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

رہے گا یوں ہی اُن کا چرچا رہے گا

پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

مخالفین طبقہ کے علماء کے اقوال

ابن تیمیہ

وکذالك مایحدثه بعض الناس اما مضاهاة للنصارے فی میلاد عیسی علیه السلام واما محبة للنبی صلی الله علیه وسلم وتعظیماً له والله قد یثیبهم علی هذه المحبة والاجتهاد۔

بعض لوگ جو محفلِ میلاد کا انعقاد کرتے ہیں ان کا یا تو مقصد عیسائیوں کے ساتھ مشابہت ہے کہ جس طرح وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دن مناتے ہیں یا مقصد فقط رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور تعظیم ہے۔ اگر دوسری صورت ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے عمل پر ثواب عطا فرمائے گا۔

(اقتضاء الصراط المستقیم، صفحہ 294) بحوالہ (محفلِ میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ، صفحہ 105۔106)

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں۔

فعتظیم المولد اتخاده موسما قد یفعله الناس ویکون له فیه اجر عظیم لحسن قصده وتعظیمه لرسول الله صلی الله علیه وسلم کم قدمته لك انه یحسن من بعض الناس ما یستقبح من المومن المسدد۔

اگر محفل میلاد کے انعقاد کا مقصد تعظیم رسول اللہ علیہ السلام ہے تو اس کے کرنے والے کے لیے اجر عظیم ہے۔ جس طرح میں نے پہلے بیان کیا ہے۔(اور صاف ظاہر ہے کہ

مسلمان ممالک میں محافل میلاد کے انعقاد میں سوائے تعظیم و محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور مقصد پیشِ نظر نہیں ہو سکتا۔

(اقتضاء الصراط المستقیم، صفحہ 297) بحوالہ (محفلِ میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ، صفحہ 106)

نواب صدیق حسن بھوپالی غیر مقلد

جس کو حضرت کے میلاد کا حال سنکر فرحت حاصل نہ ہو اور شکر خدا کا حصول پر اس نعمت کے نہ کرے وہ مسلمان نہیں۔

(الشمامۃ العنبریہ، صفحہ 21) بحوالہ (اہل سنت و جماعت کون ہیں؟ صفحہ 155)

مزید رقمطراز ہیں۔

اس میں کیا بُرائی ہے کہ اگر ہر روز ذکر حضرت نہیں کر سکتے تو ہر اسبوع یا ہر ماہ میں التزام اس کا کرلیں کہ کسی نہ کسی دن بیٹھ کر ذکر یا وعظ سیرت و سمت و دل و ہدی و ولادت و وفات آنحضرت کا کریں پھر ایام ماہ ربیع الاوّل کو بھی خالی نہ چھوڑیں۔

(الشمامۃ العنبریہ، صفحہ 5) بحوالہ (اہل سنت و جماعت کون ہیں؟ صفحہ 155)

احسان الٰہی ظہیر اہلحدیث

مولد نبوی کی تعظیم اور اسے عید منانے کا بعض لوگوں کو ثواب عظیم حاصل ہو سکتا ہے۔ یہ ثواب ان کی نیت کی نیکی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کی وجہ سے ہوگا۔

(ہفت روزہ اہلحدیث لاہور، 7-15 مئی 1970ء) بحوالہ (میلاد النبی ﷺ عید کیوں؟ صفحہ 19)

ابواعلیٰ مودودی بانی جماعت اسلامی

ہم نے (عید میلاد النبی ﷺ کی تقریب سعید پر) رسول پاک ﷺ کی شان میں نکالے جانے والے جلوسوں کی کبھی مخالفت نہیں کی اور نہ اس روز نکالنے والے جلوسوں کے خلاف کبھی کوئی بیان دیا ہے۔ اگر ان جلوسوں میں اس طرح کی (غیر شرعی چمٹا باجا وغیرہ) چیزیں نہ ہوں تو ان میں شرکت کرنی چاہیے۔

(روزنامہ امروز، مشرق، 11 ربیع الاوّل 1390ھ، 18 مئی 1970ء) بحوالہ (میلاد النبی ﷺ عید کیوں؟ صفحہ 20)

مولانا مودودی نے ایک اور عید میلاد النبی ﷺ پر پیغام دیتے ہوئے کہا ہے کہ:۔

ربیع الاوّل وہ مبارک مہینہ ہے جس میں خلاصہ کائنات ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ الخ۔

(روزنامہ امروز، مشرق، 19 مئی 1970ء، 12 مارچ 1990ء) بحوالہ (میلاد النبی ﷺ عید کیوں؟ صفحہ 20)

مولانا مودودی نے ایک اور جگہ کہا کہ:۔

عید میلاد النبی ﷺ تمام انسانوں کے لئے رحمت کا یومِ میلاد ہے۔ الخ۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور، 12 مارچ 1990ء، 19 مئی 1970ء) بحوالہ (میلاد النبی ﷺ عید کیوں؟ صفحہ 20)

مولانا احمد علی لاہوری دیوبندی

17 دسمبر 1979ء کو عید میلاد النبی ﷺ کے سلسلہ میں آپ سے بورسٹل جیل تشریف لے جانے کی استدعا کی گئی۔ بے حد مصروفیات کے باوجود آپ نے آنے کا وعدہ فرمایا۔

(ہفت روزہ خدام الدین ۲۲ فروری 1963ء) بحوالہ (میلاد النبی ﷺ عید کیوں؟ صفحہ 20)

شورش کاشمیری دیوبندی

اہلحدیث کے مایہ ناز مبلغ و ممدوح نے 17 جولائی 1964ء کو عید میلاد النبی ﷺ کی تقریب سعید پر ہفت روزہ چٹان کا رحمۃ اللعلمین نمبر پیش کیا۔اور ہماری طرف سے اہلِ پاکستان کو عید میلاد النبی کی تقریب سعید مبارک ہو کے الفاظ سے اس تقریب سعید کو خراج عقیدت پیش کیا۔

(چٹان 17 جولائی 1964ء) بحوالہ (میلاد النبی ﷺ عید کیوں؟ صفحہ 21)

دیوبندی واحراری وکانگریسی لیڈر عطاء اللہ بخاری

بروز ہفتہ (12 ربیع الاول) ٹھیک 12 بجے رضا کار جلوس کے لیے تیار ہونگے۔ایک بج کر پچاس منٹ پر چوک شہیدان ختم نبوت میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری اپنے مبارک ہاتھوں سے پرچم کشائی کریں گے۔ اس کے بعد تمام وابستگان احرار عید میلاد النبی ﷺ کی تقریب سعید میں شمولیت کے لیے شہر کی طرف روانہ ہوجائیں گے۔

(روزنامہ آزاد لاہور، 26 ستمبر 1958ء صفحہ 1) بحوالہ (نورانی حقائق، صفحہ 37)

حافظ عبدالقادر روپڑی اہلحدیث غیر مقلد

غیر مقلدین وہابیہ کے مشہور واعظ اپنے ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث میں لکھتے ہیں:۔

رسول مقبول ﷺ کا یوم میلاد عالم اسلام کے لئے ایک نعمت عظمیٰ ہے۔ یہ مبارک دن ہے جب رب کائنات نے عالم انسان پر دائمی رحمت کے دروازے کھول دیئے اور یہ دروازے پھر کبھی بند نہ ہونگے۔ یہ روز سعید جب آئے۔ آپ اس سے کچھ حاصل کریں۔ اپنے ایمان کے جیب ودامان کو رحمت باری کے جواہر نایاب سے بھر لیں۔ یہ دن جب آئے آپ کی روح ایک نئی تازگی حاصل کرے۔ آپ کے ایمان میں نئی تازگی پیدا ہو۔

(تنظیم اہلحدیث، 23 ربیع الاول 1380ھ) بحوالہ (نورانی حقائق، صفحہ 41۔42)

ماہنامہ تجلی دیوبند مدیر عامر عثمانی

ماہنامہ تجلی دیوبند مئی 1956ء کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ:۔

حضرت مولانا محمد طیب صاحب (مہتمم دارالعلوم دیوبند) اور دیگر دیوبندی عالم بھی تو اب جلسہ میلاد میں شرکت فرمانے لگے ہیں۔ خود دیوبند میں پچھلے سال سے یہ جلسہ خود اکابرین دیوبند کی سرپرستی میں ہونے لگا ہے۔

(نورانی حقائق، صفحہ 42)

ہفت روزہ اہلحدیث لاہور

اپنی ایک اشاعت میں رقمطراز ہے کہ:۔

ملک میں حقیقی اسلامی تقریبات کی طرح یہ بھی (عید میلاد النبی ﷺ) ایک اسلامی تقریب ہی شمار ہوتی ہے اور اس امر واقعہ سے آپ بھی انکار نہیں کر سکتے کہ اب ہر برس ہی 12 ربیع الاوّل کو اس تقریب کے اجلال و احترام میں سرکاری طور پر ملک بھر میں تعطیل عام ہوتی ہے اور آپ اگر سرکاری ملازم ہیں تو اپنے منہ سے اس کو ہزار بار بدعت کہنے کے باوجود آپ بھی یہ چُھٹی مناتے ہیں اور آئندہ بھی یہ جب تک یہاں چلتی ہے۔آپ اپنی تمام تر اہلحدثیت کے باوجود یہ چھٹی مناتے رہیں گے۔ خواہ کوئی ہزار منہ بنائے دس ہزار بار ناراض ہو کر بگڑے۔جب تک خُدا تعالےٰ کو منظور ہوا یہاں اس تقریب کی کارفرمائی ایک امر واقعہ ہے انشاء اللہ تعالےٰ۔

(ہفت روزہ اہلحدیث لاہور۔ 27 مارچ 1981ء)

اَور تم پر میرے آقا کی عنایت نہ سہی
نجدیو! کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

منکرین میلاد کے اعتراضات وجوابات

اعتراضات کے جواب دینے سے پہلے احکام شرعیہ کی اقسام کے متعلق عرض کرتے ہیں تاکہ اعتراضات کو سمجھنے میں آسانی ہو۔فقیہ الہند شارح صحیح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ احکام شرعیہ دو قسم کے ہیں۔

اول وہ جن کے اوقات اور ہیئت کی مقدار معین ہے۔ان کے لیے احادیث میں پوری تفاصیل موجود ہیں کہ فلاں وقت کی جائیں، اس ہیئت سے ادا کی جائیں، اتنی مقدار میں ادا کی جائیں۔ جیسے نماز، روزہ، زکوۃ، حج ان کے لیے یہ ضروری ہے کہ شریعت نے جس وقت اور جس ہیئت سے ادا کرنے کا حکم دیا ہے اسی طرح ادا کی جائیں، ان میں کمی وبیشی رودوبدل جائز نہیں۔ مثلاً نماز کے لیے متعین ہے کہ دو رکعت سے کم نہ پڑھی جائے، ہر رکعت میں ایک قیام ایک رکوع دو سجدے ہوں۔ پہلے قیام پھر رکوع ہو پھر سجدے ہوں۔ ہر دو رکعت پر قعدہ ہو۔ روزے کے لیے تعین ہے کہ صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک ہی ہو، رات میں نہ ہو وغیرہ وغیرہ۔

دوسرے وہ جن کا حکم مطلق ہے۔ان کے لیے نہ وقت مقرر ہے، نہ ہیئت، نہ مقدار۔ جیسے تلاوت قرآن مجید، ذکر خدا اور سول، درود شریف، ان کا حکم یہ ہے کہ کرنے والا جس وقت چاہے کرے۔جس طرح چاہے کرے، جس مقدار میں چاہے کرے۔ اصول الشاشی وغیرہ تمام اصول فقہ کی کتابوں میں تصریح ہے کہ ”حکم المطلق ان الآتی باي فرد کان آتیا للماموربہ“ یعنی مطلق کا حکم یہ ہے کہ جس فرد کو بھی کوئی ادا کرے گا

،ماموربہ کو ادا کرے گا، مثلاً ایک شخص روزانہ نماز فجر کے بعد قبلہ رخ چہار زانو بیٹھ کر قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے۔ قرآن وحدیث میں کہیں ذکر نہیں کہ نماز فجر کے بعد تلاوت کرو۔ اس کے باوجود اس وقت اس طرح تلاوت کرنا عبادت ہے اور کار ثواب ہے۔ بات وہی ہے کہ چوں کہ تلاوت کا حکم مطلق ہے ، ہم جس طرح جس وقت بھی تلاوت کریں گے ، وہ خدا کی عبادت ہی ہو گی۔ جب تک کہ کسی خاص وقت کی ممانعت نہ ہو۔ میلاد شریف اور اس میں قیام وسلام اسی دوسری قسم میں داخل ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا:۔

وَاَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ ۔

اپنے رب کی نعمت کا خوب خوب چرچا کرو۔

اور فرمایا گیا۔

قُلۡ بِفَضۡلِ اللّٰهِ وَبِرَحۡمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلۡيَفۡرَحُوۡا ۔

فرمادو اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر خوشی مناؤ۔

ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ اللہ عزوجل کا سب سے بڑا فضل اور اس کی سب سے بڑی نعمت اور رحمت حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ جب اللہ عزوجل نے اپنی ہر نعمت کا زیادہ سے زیادہ چرچا کرنے اور ہر فضل ورحمت پر خوشی منانے کا حکم دیا ہے تو جو اللہ عزوجل کی سب سے بڑی رحمت ونعمت اور فضل ہیں، ان کا زیادہ سے زیادہ ذکر کرنے اور ان پر زیادہ سے زیادہ خوشی منانے کا حکم ان آیتوں سے ثابت ہو گا۔ یہاں بھی اللہ عزوجل نے زیادہ سے زیادہ ذکر کرنے اور خوشی منانے کا مطلق حکم دیا ہے۔ اس کی کوئی تعیین وتخصیص نہیں فرمائی۔ لہٰذا زیادہ سے زیادہ ذکر کرنے اور خوشی منانے کا جو بھی جائز طریقہ ہو سب اس میں داخل ہیں۔ جب تک کہ کسی خاص طریقہ سے شریعت

میں ممانعت نہ آئی ہو۔ میلاد شریف کی محفل اور میلادالنبی کا جلوس یہ سب اسی کی فرح ہیں کہ یہ ضرور بالضرور زیادہ سے زیادہ ذکر کرنے اور خوشی منانے کا ایک طریقہ ہے، جس سے شریعت میں کوئی ممانعت نہیں بلکہ اس کا ثبوت ہے۔

جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ داخل ہوئے تو صحابۂ کرام نے بہت عظیم الشان جلوس نکالا تھا۔اسی طرح غزوۂ تبوک سے واپسی پر بے مثال جلوس نکالا تھا۔ ہجرت والے جلوس میں جوش مسرت میں یارسول اللہ، یارسول اللہ کا نعرہ بھی لگارہے تھے۔ مسلم شریف جلد ثانی صفحہ 419 پر ہے:۔ ینادون یا محمد یارسول یا محمد یارسول اللہ۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت ظاہر کرنے کے لیے جلوس نکالنا اور اس میں یارسول اللہ یارسول اللہ کا نعرہ لگانا صحابۂ کرام کی سنت ہے۔اسے بدعت کہنا، شرک کہنا صحابۂ کرام کو بدعتی یا مشرک بنانا ہے۔ بلکہ خود حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس لئے کہ اس جلوس میں حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ حضور کے سامنے ہی یارسول اللہ کا نعرہ لگا، حضور نے اس کو سنا اور صحابۂ کرام کو منع نہیں فرمایا تو حضور بھی بقول مخالفین اسی زمرے میں داخل ہوگئے۔

(مقالات شارح بخاری، حصہ اوّل، صفحہ 193 تا 195)

اب ہم ان کے اعتراضات کی طرف توجہ کرتے ہیں جو یہ لوگ مسلمانوں کو بہکانے کے لئے بڑے خوشنما انداز میں پیش کرتے ہیں۔ اور بھانت بھانت کی بولیاں بولنا شروع کردیتے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ یا تو ان لوگوں کو میلاد شریف کا ذکر سنتے ہی پاگل پن کا دورہ پڑ جاتا ہے اور ہذیانی کیفیت میں جو منہ میں آتا بکتے چلے جاتے ہیں۔ پس ان کے قلب و اذھان میں یہی ایک بات آکر پھنس گئی ہے یا شیطان نے ان کے ذہنوں میں جما

دی ہے کہ یہ بدعت ہے یہ شرک ہے، اس سے آگے ان کا عقل و شعور ساتھ چھوڑ دیتا ہے۔

بہر کیف ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ہم مجموعی طور پر مختصر ان کے اعتراض پیش کر دیتے مگر ہم نے یہی بہتر جانا کہ کتابچوں اور کتب کے صفحوں کے ساتھ ہر ایک مصنف کا حوالہ پیش کر دیا جائے، تاکہ ان لوگوں کی اس ذہنی کیفیت کا قارئین بھی نظارہ کر سکیں۔ اعتراض ملاحظہ کیجئے۔

اعتراض :۔

شرک توڑ اور بدعت پھوڑ کے یہاں پر گیارہ افراد کا ٹولہ جمع ہے۔ صرف میلاد کو ناجائز و حرام کہنے میں اپنی اپنی راگنی یوں الاپتے ہیں۔ ان میں سے ایک اُٹھ کر اپنی راگنی یوں گانا شروع کرتا ہے۔

عصر حاضر کی بدعات میں سے ایک سنگین بدعت ماہ ربیع الاوّل کی بارہویں تاریخ کو نبی ﷺ کا یوم پیدائش کا جشن منانا ہے۔ (جشن میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت، ص 2، از عطاء الرحمٰن ضیاء اللہ) ______ یہ خطرناک بدعت ہے (ص: 2) ______ بلاشبہ یہ بہت خطرناک ہے۔ (ص: 10) ______ جشن میلاد منانا بدعت اور حرام ہے۔ (ص: 20)

دوسرا اُٹھ کر دلی کدورت کا یوں اظہار کرتا ہے۔

امام ابو عبداللہ ابن الحاج مالکی فرماتے ہیں۔ ماہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو جو محفل میلاد قائم ہوتی ہے باوجودیکہ اسے کہ یہ بدعت خود بذات خود صریح بدعت ہے مگر اس میں بھی لوگوں نے خرافات اور محرمات کا اضافہ کر رکھا۔ (المدخل) (عید میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت، ص 5، از محمد اشفاق حسین) ______ یہ تباہ کن بدعت ہے۔ (ص: 5) ______ واضح رہے کہ کہ حضرت مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات کے مطابق بدعت کی تقسیم حسنہ اور سیئہ کے قائل نہ تھے اور ہر بدعت کو اگرچہ کہ وہ بظاہر اچھی ہو۔ گمراہی سمجھتے تھے جس میں جشن عید میلاد بھی بدرجہ اولیٰ طور پر شامل ہے۔ (ص:

6)____ اس بیان میں (جو سنی دیتے) امام جلال الدین سیوطی نے عید میلاد کو بدعت حسنہ قرار دیا ہے۔ جبکہ اسکی تائید کی کوکھ سے اسکی زبردست تردید جنم پاتی ہے۔ عید میلاد کو بدعت حسنہ قرار دینا اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ عید میلاد منانے کا طریقہ دور صحابہ میں نہ تھا یہ ایک بعد کی نئی چیز ہے۔ (ص:14)_____ ہم امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کی بات پر عمل کریں یا اسوہ صحابہ کی اتباع کریں جنہوں نے میلاد النبی نہیں منائی۔ جب یہ عید ماننے والے عاشقان رسول ہیں تو صحابہ کرام جو عید نہیں مناتے تھے کیا وہ نعوذ باللہ شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے؟ (ص:15)

تیسرا اٹھ کر یوں بھڑاس نکالتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کے، یا آپ ﷺ کے علاوہ کسی ھی دوسرے شخص کے یوم پیدائش پر محفل میلاد وعرس منعقد کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ بدعت ہے۔ (عید میلاد النبی کی شرعی حیثیت، ص3، از عبدالعزیز بن باز)________ حقیقت یہ ہے کہ یہ ان بدعات میں سے ایک ہے جن سے رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو ڈرایا ہے۔ (ص:7) ______ علماء کی ایک بڑی جماعت نے پوری صراحت کے ساتھ محفل میلاد کا انکار کیا ہے اور اس بدعت سے امت کو ڈرایا ہے۔ (ص:7)_______ یہ محفل میلاد دین کا کام نہیں ہے، بلکہ نئ ایجاد کردہ بدعت والا کام ہے۔ (ص:8)______ لیکن بعض متاخرین علماء نے محفل میلاد کو اس شرط پر جائز قرار دیا ہے کہ اس میں کسی بھی طرح کا منکر اور ناجائز کام نہ ہو۔ مثلاً نبی کریم ﷺ کے بارے میں غلو، عورتوں اور مردوں کا اختلاط، آلات لہو ولعب اور رقص وطرب اور موسیقی کا استعمال، جن کا شریعت مطہرہ انکار کرتی ہے۔ ان کا خیال ہے کہ محفل میلاد بدعت حسنہ ہے۔ (ص:7)

چوتھا اٹھ کر یوں زہر افشانی کرتا ہے۔

عید میلاد النبی کا شمار بدعت میں ہے اور نبی کریم ص نے ارشاد فرمایا۔ کل بدعۃ ضلالۃ۔ ہر بدعت گمراہی ہے اب غور کا مقام ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے کلام میں بدعت کی کسی بھی شکل، نوع کو مستثنیٰ نہیں فرمایا کہ بدعت کی فلاں شکل گمراہی نہیں ہے۔ (عید میلاد النبی کی شرعی حیثیت، ص15۔16، از محمد بن صالح العثیمین)________ حاصل یہ ہے کہ عید میلاد النبی نہ صرف یہ کہ دین میں ایک نئی بدعت ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اس میں ایسی منکر باتیں پائی جاتی

ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک تک پہنچا دیتی ہیں۔ہم اس ان بدعات و خرافات سے بے نیاز ہیں۔(ص:19) ____ (یہی محمد صالح المنجد دوسرے کتابچے میں کہتا ہے)۔لوگوں نے جو بدعات ایجاد کی ہیں ان میں ربیع الاول کے مہینہ میں میلاد النبی کا جشن منانا بھی شامل ہے۔(عید میلاد النبی کے موقع پر تقسیم کردہ کھانے حکم،ص6) ______ (موصوف تیسرے کتابچے میں کہتا ہے)۔بدعت اسے کہتے کہیں کہ کسی ایسی چیز کے ساتھ اللہ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کی جائے جو اس نے ہمارے لیے مشروع نہیں کی۔(جشن عید میلاد النبی جیسی بدعات کو اچھا سمجھنے والے کا ردّ،ص6، محمد صالح المنجد) _____ (بدعت کی تقسیم) یہ تقسیم اپنی جانب سے اختراع اور ایجاد ہے جس کی کوئی شرعی دلیل نہیں کیونکہ بدعت کی حقیقت یہی ہے کہ اس کی کوئی شرعی دلیل نہ ہو نہ تو نصوص میں اور نہ ہی قواعد میں۔ (ص:8) ______ اور اس رد کا حاصل یہ ہوا کہ:ان علوم (علم نحو،اصول فقہ کی تدوین واجب علوم وغیرہ وغیرہ) کو بدعت شرعیہ مذمومہ کے وصف سے موصوف کرنا صحیح نہیں،کیونکہ دین اور سنت نبویہ کی حفاظت والی عمومی شرعی نصوص اور شرعی قواعد سے ان کی گواہی ملتی ہے۔(ص:12۔13) _______ ابن حجر۔ شرعی عرف میں بدعت مذموم ہی ہے بخلاف لغوی بدعت کے،کیونکہ ہر وہ چیز جو نئی ایجاد کی گئی اور اس کی مثال نہ ہوا اسے بدعت کا نام دیا جاتا ہے چاہے وہ محمود ہو یا مذموم۔(ص:13) ______ یہ تقسیم لغوی بدعت کے اعتبار سے صحیح ہے لیکن شرع میں ہر بدعت گمراہی ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:اور سب سے برے امور دین میں نئے ایجاد کردہ ہیں،اور ہر بدعت گمراہی ہے۔(ص:14)

پانچواں دل کے پھپھولے یوں پھوڑتا ہے۔

ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں لے جانے والی ہے۔(دین میں بدعت اور عید میلاد النبی ﷺ،ص2،از عبدالعزیز بن سالم العمر) _____ بدعت کی شرعی تعریف:دین میں ایجاد کردہ ایسا طریقہ جو شریعت کے مشابہ ہو اور یہ سنت کے بالمقابل اور اسکے ضد۔(ص:2) ____________ جملہ منکر بدعات میں سے جسکو لوگوں نے ایجاد کر لیا ہے ماہ ربیع الاول میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کا جشن منانے کی بدعت ہے۔(ص:10) ______ بدعات اور خرافات پر عمل کرنا اور جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

منانا بھی اسی مذموم قبیل سے ہے۔(ص:12)______رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب بدعتوں پر گمراہی کا حکم صادر کر دیا ہے۔(ص:17)________رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان : "ہر بدعت گمراہی ہے" یہ جوامع الکلم میں سے ہے ، اس سے کوئی چیز خارج نہیں۔(ص:17)_______لہٰذا جس نے بھی کوئی ایجاد کر کے اسے دین کی جانب منسوب کر دیا، اور دین اسلام میں اس کی کوئی دلیل نہیں جس کی طرف رجوع کیا جا سکے تو وہ گمراہی اور ضلالت ہے، اور دین اس سے بری ہے دین کے ساتھ اس کا کوئی تعلق اور واسطہ نہیں، چاہے وہ اعتقادی مسائل میں ہو یا پھر اعمال میں یا ظاہری اور باطنی اقول میں ہو۔(ص:18)________اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ جو کام بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف ہے وہ قابل مذمت بدعت اور ظاہری معصیت وگناہ کا کام ہے، اور جشن آمد رسول یا جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ بھی اس میں شامل ہوتا ہے۔(ص:22)__________جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہو یا جشن آمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کی ساری اقسام و انواع اور اشکال و صورتیں بدعت منکرہ ہیں۔(ص:24)______________جس نے اسلام میں کوئی نیا طریقہ ایجاد کیا تو اسکو اسکا ثواب ملے گا اور ان لوگوں کے عمل کا بھی ثواب ملتا رہے گا جو اسکے بعد اسے کریں گے بغیر اسکے ثواب میں کسی کمی کے :۔ اس حدیث کا ایک واقعہ ہے وہ یہ کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مضر قوم سے ننگے پاؤں اور بدن، اون کی دھاری دار چادریں پہنے ہوئے کچھ لوگ حاضر ہوئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں دیکھا تو آپ کا چہرا ان پر فقر دیکھنے کی وجہ سے بدل گیا آپ نے بلال کو حکم دیا انھوں نے اذان دی پھر (جب لوگ نماز کیلیئے جمع ہوگئے تو) تکبیر کہی اور آپ نے نماز پڑھائی پھر لوگوں س خطاب فرمایا اور انھیں صدقہ پر ابھارا تو ایک صحابی بھاری بھر کم گھٹر لے کر آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھدیا پھر لوگوں نے لانا شروع کر دیا یہاں تک کہ غلوں اور کپڑوں کے دو ڈھیر جمع ہوگئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جسنے کوئی اسلام میں اچھا طریقہ ایجاد کیا۔۔۔الخ) پس سنت یہ کہ اسنے انفاق کی سنت کو زندہ کیا سخاوت کے ذریعہ نہ کہ اسنے صدقہ کو جاری کیا۔(ص: 7)_______(جسکو مسلمان اچھا سمجھیں تو وہ اللہ کے نزدیک اچھا ہے اور جسکو مسلمان بُرسمجھیں تو وہ اللہ کے نزدیک بھی بُرا ہے) یہ حدیث مرفوعا ثابت نہیں ہے بلکہ عبداللہ بن

مسعود رضی اللہ عنہ کا کلام ہے، اور صحابی کے قول کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے مقابلہ نہیں کیا جاسکتا۔ (ص:6) __________ بدعت قابل قبول نہیں چاہے وہ کسی سے بھی سرزد ہو اور اس کا مقصد کتنا بھی اچھا اور بہتر ہی کیوں نہ ہو۔ (ص:16) ________ بدعت میں کوئی چیز حسن نہیں ہے بلکہ وہ سب بدعت ہی شمار ہوتی ہے۔ (ص:17)

چھٹا اپنے دلی بغض سے یوں پردہ اٹھاتا ہے۔

بلکہ یہ لوگ اس قوم (ہنود) سے بڑھ کر ہوئے وہ تو تاریخ معین پر کرتے ہیں ان کو یہاں کوئی قید نہیں جب چاہیں یہ خرافات فرضی بناتے ہیں بلکہ یہ شرع میں حرام ہے اور موجب تشابہ کفار وفساق کا ٹھہرا۔ (فتاویٰ میلاد شریف، ص17، رشید احمد گنگوہی) ________ اہل فہم کو یہ بھی واضح ہو گیا کہ خود یہ مجلس میلاد ہمارے زمانے کی منکر و بدعت ہے اور شرعاً کوئی صورت جواز اس کی نہیں ہو سکتی۔ (ص18۔19)

ساتواں اپنے کرب کا یوں اظہار کرتا ہے۔

اس عید کے بدعت ہونے میں کوئی شک نہیں رہتا۔ (عید میلاد النبی ﷺ اور ہم، ص48، عادل سہیل ظفر) __________ ہر بدعت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گمراہی قرار دیا ہے، کسی بدعت کو اچھا یعنی بدعت حسنہ کہہ کر جائز کرنے کی کوئی گنجائش نہیں اور میں کہتا ہوں کہ بدعتِ اور بدعتِ سیئہ کی تقسیم بذات خود ایک بدعت ہے۔ (عید میلاد النبی ﷺ اور ہم، ص58، عادل سہیل ظفر)

آٹھواں دل کی حسرتوں کا یوں ماتم کرتا ہے۔

جشن عید میلاد النبی منانا، اس میں ناچنا اور بد نظر کرنا بدعت ہے۔ (کیا صلوٰۃ وسلام اور محفل میلاد بدعت ہے؟، ص26، از نعمان محمد امین) ________ بہر حال یہ ایک بدعت ہی نہیں بلکہ دین میں تحریف ہے۔ (ص:79) ________ آپ کی سیرت اور نمونے کے خلاف جو کچھ ایجاد کیا جائے گا وہ سب بدعت ہو گا اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر بدعت بری نہیں یعنی دنیاوی ایجادات بلکہ وہ بدعت بری ہے جو کتاب اللہ اور نبی کی سنت کے خلاف ہو۔ لہٰذا جو چیز کتاب کتاب وسنت کی روش کے خلاف نہ ہو گی وہ بدعت اور گمراہی نہیں۔ (ص:82) ______ یہ

یاد رہے کہ محفل میلاد یا مجلس میلاد اور چیز ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نفس ذکر ولادت باسعادت اور چیز ہے ۔پہلی بدعت اور دوسری مستحب اور ثواب کا باعث ہے۔ یہ دونوں الگ الگ چیزیں ہیں اور ان دونوں میں کوئی معمولی فرق نہیں، بلکہ زمین وآسمان کا فرق ہے۔(ص:26)

نواں اپنی لفاضیوں کو یوں جامہ پہناتا ہے۔

ذکر کرنا پیدائش شریف، ہمارے پیغمبر رسول اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ الف الف تحیۃ وسلام کا جو صحیح صحیح روایتوں کے ساتھ ایسے وقتوں میں کہ وظائف واجبہ سے خالی ہوں اور ایسی کیفیتوں کے ساتھ کہ جو خلاف طریقہ صحابہ اور اہل قرون ثلثہ کے نہ ہوں اور ایسے عقیدوں کے ساتھ جس میں شرک وبدعت کے وہم کو گنجائش نہ ہو، اور ایسے آداب کے ساتھ کہ جو مخالف خصلت وشریعت صحابہ رضی اللہ عنہم کے نہ ہوں تاکہ مصداق ماانا علیہ واصحابی سے باہر نہ جائے اور ایسی مجلس اور محفل میں ہو کہ جو مکروہات شرعیہ سے خالی ہو ایسا ذکر باعث خیر اور موجب برکت کا ہے بشرطیکہ نیت اور اخلاص سے ہو۔(فتاویٰ میلاد شریف، ص3 احمد علی سہارنپوری)__________ پس میں کسی کو اہل اسلام میں سے نہیں جانتا کہ ایسے ذکر کو غیر مشروع یا بدعت جانے۔(ص:3)

دسواں اپنے دلی بغض کا اظہار ان لفظوں میں کرتا ہے۔

لہٰذا یہ مجلس بدعت ضلالہ ہے ۔(فتاویٰ رشیدیہ کامل، ص228، رشید احمد گنگوہی) عقد مجلس مولود اگرچہ اس میں کوئی امر غیر مشروع نہ ہو مگر اہتمام وتداعی اس میں بھی موجود ہے۔ (ص:299)_______ انعقاد مجلس مولود ہر حال میں ناجائز ہے تداعی امر مندوب کے واسطے منع ہے۔(ص:244)_______ مجلس مروجہ مولود کہ جس کو سائل نے لکھا ہے بدعت ومکروہ ہے اگر نفس ذکر ولادت فخر عالم علیہ الصلوٰۃ کا مندوب ہے مگر بسبب انضمام ان قیود کے یہ مجلس ممنوع ہوگئی کہ قاعدہ فقہ کا ہے کہ مرکب حلال وحرام سے حرام ہو جاتا ہے ۔(ص:234)_______ چنانچہ جو فتویٰ جناب مولوی احمد علی صاحب اور مولوی رشید احمد صاحب میں یہ امر مصرح موجود ہے کہ نفس ذکر میلاد کو وہ باعث حسنات وبرکات لکھتے ہیں۔(ص:149)

گیارھواں اپنی منطق جھاڑتے ہوئے یوں زہر اُگلتا ہے۔

شریعت کی اصطلاح میں ہر اس چیز کو بدعت کہتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یا اپنے رسول کی زبان سے مشروع نہ فرمایا ہو، خواہ وہ عقیدہ ہو یا قول یا فعل ہو اور آسان عبارت میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ بدعت ہر وہ چیز ہے جو رسول اور آپ کے صحابہ کے زمانہ میں دینی حیثیت سے نہ رہی ہو کہ اس کے ذریعہ اللہ کی عبادت کا اور اس کا قرب حاصل کیا جاتا ہو۔ (مسئلہ میلاد اسلام کی نظر میں، ص 15، از ابی بکر جابر الجزائری، ترجمہ محمد غیاث الدین مظاہری) ______ اب ہم بدعت اعتقادی، بدعت قولی، اور بدعت عملی میں سے ہر ایک کی مثال دے کر بدعت کی حقیقت واضح کریں گے۔ (ص: 15) ______ اسی طرح یہ عقیدہ کہ اولیاء اللہ غیب کی باتیں جانتے ہیں اور لوح محفوظ میں دیکھ لیتے ہیں اور ایک قسم کا تصرف کیا کرتے ہیں، خواہ وہ زندہ ہوں یا مردہ اسی لئے وہ ان کے لئے محفلیں قائم کرتے ہیں اور نذر و نیاز پیش کرتے ہیں اور خاص خاص رسومات کے ساتھ ان کا عرس مناتے ہیں یہ اور اس طرح کی بہت سی اعتقادی بدعتیں ہیں، جو رسول کے زمانے میں موجود نہیں تھیں، اور نہ صحابہ کے زمانہ میں، اور نہ ان تینوں زمانوں میں جس کے صلاح و خیر کی رسول کی اس حدیث میں شہادت آئی ہے (خیر القرون قرنی ثم اللذین یلونھم ثم اللذین یلونھم) (بخاری و مسلم) یعنی بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے، پھر ان لوگوں کا جو ان کے متصل ہیں پھر ان کا جو ان سے متصل ہیں۔ (ص: 16) ______ بدعت قولی: اس کی مثال اللہ تعالیٰ سے اس طرح سوال کرنا کہ اے اللہ! بجاہ فلاں اور بحق فلاں ہماری دعا قبول فرمالے جس میں چھوٹے، بڑے اول و آخر اور جاہل و عالم سب مبتلا ہیں، اس کو لوگ بہت بڑا وسیلہ سمجھتے ہیں جب کہ یہ بدعت قولیہ جس کا نام وسیلہ ہے رسول اور سلف صالح کے عہد میں موجود نہ تھی۔ (ص: 16) ______ بدعت فعلی: اس کی مثال قبروں پر عمارت بنانا ہے ان کی قبروں پر گنبد بنانا اور ان کی زیارت کے لئے سفر کرنا اور ان کے پاس گائے اور بکری ذبح کرنا، اور وہاں کھانا کھلانا، یہ ساری چیزیں رسول اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے یہاں معروف نہ تھیں ایک بدعت مسجد حرام اور مسجد نبوی سے الٹے پاؤں نکلنا ہے تاکہ خانہ کعبہ یا قبر نبوی کی طرف نکلتے وقت اس کی پشت نہ ہو، یہ بھی بدعت فعلی ہے، جو امت کے قرونِ اولی میں نہ تھی اسی طرح اولیاء کی قبور کے اوپر لکڑی کے تابوت رکھنا اور اس کو لباس فاخرہ پہنانا اور خوشبو لگانا، اور چراغاں کرنا بھی بدعت ہے۔ (ص: 17) ______ ایک شخص چند بدعات ایجاد کرتا ہے جو سنن

ہدی کے خلاف ہیں اور کہتا ہے کہ یہ حسن اور اچھی ہیں وہ اپنی بدعت کو رواج دیتے وقت کہتا ہے کہ یہ بدعت حسنہ ہے، تاکہ یہ بدعت مقبول ہو جائے اور اس پر عمل کیا جانے لگے، حالانکہ ایسا کہنا رسول کے ارشاد کے خلاف ہے۔آپ نے فرمایا (کل بدعۃ ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار) ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی کا ٹھکانہ جہنم ہے۔(ص:19) ________ یعنی یہ کہ بدعت واجب ہوتی ہے یا مندوب ہوتی ہے، یا مباح ہوتی ہے یا مکروہ ہوتی ے یا حرام ہوتی ہے (صحیح نہیں)، کیونکہ بدعت تو وہ ہے جس پر شریعت یعنی کتاب وسنت اور اجماع و قیاس کی کوئی دلیل نہ ہو۔اگر اس پر کوئی دلیل شرعی ہو تو وہ دین وسنت ہوگی نہ کہ بدعت۔ (ص:20) ________ "مصالح مرسلہ "میں" مصالح "مصلحۃ" کی جمع ہے جس کے معنی ہیں وہ چیز جو خیر لائے اور ضرر کو دور کرے اور شریعت میں اس کے ثبوت یا نفی کی کوئی دلیل نہ ہو اور یہی "مرسلہ" کے معنی ہیں کہ شریعت میں اس کے اعتبار کرنے کی یا اس کو لغو اور اس کی نفی کی کوئی قید ہو۔اسی لئے بعض علماء نے اس کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے کہ "مصالح مراسلہ" ہر وہ منفعت ہے جو شریعت کے مقاصد میں داخل ہو بدون اسکے کہ اس کے اعتبار یا الغاء (لغو قرار دینے) کا کوئی شاہد اور دلیل ہو۔اور شریعت کے مقاصد میں داخل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ شریعت جلب منافع اور دفع ضرر کی بنیاد پر قائم ہے، تو جس چیز سے مسلمان کو خیر پہنچے اور شر دور ہو مسلمان کے لئے اسکا استعمال جائز ہے، بشرطیکہ شریعت نے اس کو کسی ظاہر یا پوشیدہ فساد کی وجہ سے لغو اور باطل قرار نہ دیا ہو۔ (ص:20-21) ________ مصالح مرسلہ اور وہ چیز جس کا نام بدعت کے جاری کرنے والوں نے بدعت حسنہ رکھا ہے، یہ ضرورت اور حاجیات اور تحسینات میں ہوا کرتی ہے ضروریات سے مراد وہ چیزیں ہیں، جو فرد یا جماعت کی زندگی کے لئے ضروری اور ناگزیز ہیں، اور حاجیات سے مراد وہ چیزیں ہیں جو فرد یا جماعت کی حاجت کی ہوں اگرچہ ان کے لئے ضرور اور ناگزیر نہ ہوں، اور تحسینات سے مراد صرف جمالیات وزینت اور آراستگی کی چیزیں ہیں، نہ وہ ضروری اور ناگزیر ہیں اور نہ ان کی حاجت ہی ہے۔(ص:22) ____________ جیسے مصحف شریف کی کتاب اور قرآن مجید کے جمع وتدوین کا کام جو حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے عہد میں ہوا تو یہ عمل بدعت نہیں ہے بلکہ یہ مصالح مرسلہ کے باب سے ہے کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ بدعت یا بدعت سئیہ ہے، نہیں! بلکہ یہ مصالح مرسلہ ضروریہ میں سے ہے۔ (

ص:22۔23) ____________ خلاصہ یہ ہے کہ مصالح مرسلہ اور ہیں اور بدعت محدثہ اور، مصالح مرسلہ بالذات مقصود مطلوب نہیں ہوتیں بلکہ کسی واجب کی حفاظت یا اس کی ادائیگی کے وسیلہ کے طور پر مطلوب ہوتی ہیں یا پھر کسی مفسدہ کو دفع کرنے کے لئے ان کا ارادہ کیا جاتا ہے، لیکن بدعت تو ایک شریعت سازی ہے، جو شریعت الٰہی کے مشابہ ہے اور وہ بالذات مقصود ہوتی ہے۔(ص:24) ________ اگر یہ کہا جائے کہ اگر یہ میلاد بدعت ہے تو کیا اس کے کرنے والے کو ان نیک اعمال کا بھی ثواب نہ ملے گا جو اس کے اندر ہوتے ہیں یعنی ذکر ودعا اور کھانا کھلانے کا؟ ہم عرض کریں گے کہ کیا ناوقت نماز پڑھنے پر ثواب ملے گا؟ کیا بے موقع صدقہ کرنے میں ثواب ملے گا؟ کیا ناوقت حج کرنے میں ثواب ملے گا؟ کیا غیر کعبہ کے طواف میں ثواب ملے گا؟ کیا غیر صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے میں ثواب ملے گا؟ اگر ان سب کا جواب نفی میں ہے تو ان نیک اعمال کے متعلق بھی جو محفل میلاد کے ساتھ کئے جاتے ہیں یہی جواب ہوگا کیونکہ ان کے ساتھ بدعت لگی ہوئی ہے۔(ص:33) ___________ پس اگر عبادت کی مشروعیت وحی الٰہی سے ثابت نہیں ہے تو وہ بدعت اور ضلالت ہے۔(ص:12)

جواب :۔

قارئین کرام ! منکرینِ میلاد کی ان گیارہ ٹولہ بھان متی کے کنبے نے کیسی کیسی زبان اور خرافات بکیں ہیں وہ آپ پر اب پوشیدہ نہیں، اُنھوں نے کس طرح میلاد شریف کے بغض میں کس طرح دل کے پھپھولے پھوڑے ہیں وہ تو آپ پر عیاں ہو چکے ہیں۔

قارئین کرام ! یہ تو آپ کو معلوم ہوگا کہ بدعت بدعت کی رٹ لگانے والے جب مطلب ہو تو گنجائش پیدا کر لیتے ہیں یہ ان کا دوغلا پن نہیں تو اور کیا ہے۔ مذکورہ بالا عبارات میں یہ بھی تماشا ملاحظہ کیا کہ پہلے تو بدعت کی اقسام سے ہی انکاری تھے۔اب بدعت کی نئے سرے سے اقسام بیان کی جارہی ہیں یعنی یہ لوگ جو بدعت کی اقسام بیان کریں وہ صحیح ہے اور جو سلف صالحین نے بیان کی ہے وہ صحیح نہیں۔جب بقول منکرین

میلاد کہ بدعت تو بدعت ہی ہے۔ تو پھر کیوں ہیرا پھیری کر کے عوام الناس کو مغالطہ دینا چاہتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے دلائل میں تو اپنے علماء کی خودساختہ تحریریں پیش کرتے ہیں اور جب ہم سلف صالحین کے دلائل پیش کرتے ہیں تو یہ کہہ کر انکار کر دیتے ہیں ہمیں تو ثبوت خیر القرون سے چاہیے۔ یعنی ہر کوئی الگ الگ بولیاں بول کر میلاد شریف کو ناجائز اور حرام کہنے پر تُلا ہوا ہے۔ ہمارے نزدیک جو بدعت کسی سنت کو توڑے یقیناً وہ مذموم و بُری ہے اور کسی سنت کے مخالف نہ ہو تو جائز ہے جبکہ میلاد شریف کسی سنت سے متصادم نہیں ہے۔ ان لوگوں کی کھینچاتانی کر کے میلاد شریف کو ناجائز و حرام کہنا بددیانتی و جہالت ہے۔

بہر کیف ان لوگوں کی ذہنیت سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے نزدیک عید میلاد النبی ﷺ، سنگین بدعت، منکر بہت خطرناک، حرام، خرافات، تباہ کن بدعت، گمراہی، مذموم، بدعت ضلالہ ہے معاذاللہ۔ آپ اندازہ لگائیں کہ کوئی تو بالکل ہی بدعت کے اقسام کا انکاری ہے اور کوئی بدعت حسنہ و سیۂ کو نہیں مانتا اور من گھڑت تصور کرتا ہے۔ تو کوئی اپنی ذہنی اختراع سے اس کی غلط سلط تشریح کرنے میں لگا ہوا ہے۔ اور جو اقسام بدعت قدیم علماء و سلف کرتے ہوئے چلے آرہے ہیں اُن کو نہیں مانتا۔ حالانکہ تشریح تو وہی قابل قبول ہو گی جو کہ قدیم علماء نے کی ہے کیونکہ ان علماء نے اپنی زندگیاں اسلام کی ترقی و ترویج میں صرف کی ہیں۔ اور اسلامی اصول و قواعد سے پوری طرح واقف تھے۔ اور باریکیوں کو سمجھتے تھے۔ کیا اُن کو بدعت کے اصل معنی و مفہوم سے ناآشنائی تھی؟ نہیں ہر گز نہیں۔ بلکہ امت مسلمہ کا مقتدر طبقہ تو اُن کی فہم و فراست کا قائل ہے۔ دوسرا یہ کہ ان لوگوں نے جن علماء کرام کی تحریریں اپنے مفاد میں توڑ مروڑ کر پیش کی ہیں اور جو ان کے اپنے عقائد سے تعلق رکھنے والے علماء میں شمار ہوتے ہیں تو ان کی تحریریں ہمارے

لئے حجت نہیں ہیں۔ اصل حقیقت یہ ہے ان لوگوں کی یہ بھرپور کوشش رہی ہے اور ہے کہ کسی نہ کسی طرح سے ذکر میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بدعت مذموعہ کہہ کر روکا جاسکے۔ ہمارا تو ہر دم یہی نعرہ ہے اور رہے گا بقول امام اہلسنت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ۔

رہے گا یوں ہی اُن کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

(حدائق بخشش، صفحہ 56)

بہر کیف دیکھتے ہیں کہ بدعت ہے کیا؟۔اس سوال کا جواب ہم قرآن کریم سے لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے۔

بَدِیۡعُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاِذَا قَضٰۤی اَمۡرًا فَاِنَّمَا یَقُوۡلُ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ۔

(پ1، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر117)

ترجمہ کنزالایمان:۔ نیا پیدا کرنے والا آسمانوں اور زمین کا اور جب کسی بات کا حکم فرمائے تو اس سے یہی فرماتا ہے کہ ہو جا وہ فوراً ہو جاتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

بَدِیۡعُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ۔

(پ7، سورۃ الانعام، آیت نمبر101)

ترجمہ کنزالایمان:۔ بے کسی نمونے کے آسمانوں اور زمین کا بنانے۔

یعنی بدعت وہ چیز ہے جو بغیر کسی مثال سابق کے اشیاء کو عدم سے وجود میں لائی گئی ہو۔ یعنی فی نفسہ بدعت کوئی بُری چیز نہیں ہے۔ ہاں وہ بدعت اور ایجاد ممنوع ہے

جو شریعت اسلامیہ کے مخالف ہو۔ جس سے شریعت اسلامیہ کے کسی رکن کی پامالی ہو رہی ہو یقیناً وہ بدعت بُری ہے اور کوئی بھی مسلمان اس کو اچھا نہیں سمجھے گا۔ مگر جو بدعت شریعت اسلامیہ سے نہ ٹکرائے وہ بدعت جائز ہوتی ہے کبھی وہ فرض ہو جاتی ہے کبھی واجب ہو جاتی ہے کبھی وہ مستحسن ہوتی ہے، بس یہ وقت کے تقاضوں کے مطابق عمل میں لائے جاتی ہے۔ الغرض یہ کہ بدعت نہ تو بُری ہی چیز کا نام ہے اور نہ ہی اچھی چیز کا نام ہے۔ اگر ایسی بدعت جو شریعت اسلامیہ کے قوانین پر اُترے تو جائز ہے ورنہ مذموم و مردود۔

علامہ سید محمود احمد رضوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

ہر وہ نئی بات جو قرآن و حدیث کی خلاف ہو بدعت ہے ہر نئی رسم کو بدعت کہہ دینا زیادتی ہے۔ بدعت وہی رسم قرار پائے گی جو کتاب و سنت کے منافی ہو۔ اگر کوئی نئی بات اصول و قواعد شرع کے خلاف ہو اس کو بدعت سیئہ (بری بدعت) اور موافق ہو اسے بدعتِ حسنہ (اچھی بدعت) کہتے ہیں، چنانچہ مسلم شریف کی حدیث میں بدعت کے متعلق حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا:۔ من ابتدع بدعۃ ضلالۃ لایرضھا اللہ ورسولہ۔ ”جس شخص نے ایسی نئی بات نکالی جس سے اللہ اس کا رسول راضی نہیں۔

بدعت ضلالہ وہی ہے جو قرآن و حدیث کے خلاف ہو اور جس سے اللہ اور اس کے رسول راضی نہ ہوں اس لیے کسی بھی رسم و رواج کے متعلق بدعت سئیہ کا فتوی دیتے وقت یہ دیکھنا لازمی و ضروری ہے کہ وہ رسم قرآن و حدیث کے خلاف تو نہیں ہے ۔اگر مسلمانوں میں رائج رسمیں قرآن و حدیث کے خلاف نہ ہوں تو انہیں بدعت کہنا سخت زیادتی اور ظلم ہے۔

(دین مصطفےٰ ﷺ، صفحہ 205-206)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّا نَحۡنُ نُحۡیِ الۡمَوۡتٰی وَ نَکۡتُبُ مَا قَدَّمُوۡا وَ اٰثَارَھُمۡ وَکُلَّ شَیۡءٍ اَحۡصَیۡنٰہُ فِیۡۤ اِمَامٍ مُّبِیۡنٍ۔

(پ22، سورۃ یٰس، آیت نمبر12)

ترجمہ کنزالایمان:۔ بیشک ہم مُردوں کو جِلائیں گے اور ہم لکھ رہے ہیں جو انہوں نے آگے بھیجا اور جو نشانیاں پیچھے چھوڑ گئے اور ہر چیز ہم نے گن رکھی ہے ایک بتانے والی کتاب میں۔

صدرالافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

یعنی اور ہم ان کی وہ نشانیاں ، وہ طریقے بھی لکھتے ہیں جو وہ اپنے بعد چھوڑ گئے خواہ وہ طریقے نیک ہوں یا بد ، جو نیک طریقے اُمّتی نکالتے ہیں ان کو بدعتِ حسنہ کہتے ہیں اور اس طریقے کو نکالنے والوں اور عمل کرنے والوں دونوں کو ثواب ملتا ہے اور جو بُرے طریقے نکالتے ہیں ان کو بدعتِ سیّئہ کہتے ہیں اس طریقے کے نکالنے والے اور عمل کرنے والوں دونوں گناہ گار ہوتے ہیں۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اسلام میں نیک طریقہ نکالا اس کو طریقہ نکالنے کا بھی ثواب ملے گا اور اس پر عمل کرنے والوں کو بھی ثواب بغیر اس کے کہ عمل کرنے والوں کے ثواب میں کچھ کمی کی جائے اور جس نے اسلام میں بُرا طریقہ نکالا تو اس پر وہ طریقہ نکالنے کا بھی گناہ اور اس طریقہ پر عمل کرنے والوں کے بھی گناہ بغیر اس کے کہ ان عمل کرنے والوں کے گناہوں میں کچھ کمی کی جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صدہا امورِ خیر مثلِ فاتحہ گیارہویں و تیجہ و چالیسواں و عرس و توشہ و ختم و محافلِ ذکرِ میلاد و شہادت جن کو بدمذہب لوگ بدعت کہہ کر منع کرتے ہیں اور لوگوں کو ان نیکیوں سے روکتے ہیں

یہ سب درست اور باعثِ اجر و ثواب ہیں اور ان کو بدعتِ سیئہ بتانا غلط و باطل ہے۔ یہ طاعات اور اعمالِ صالحہ جو ذکر و تلاوت اور صدقہ و خیرات پر مشتمل ہیں بدعتِ سیئہ نہیں۔

بدعتِ سیئہ وہ بُرے طریقے ہیں جن سے دین کو نقصان پہنچتا ہے اور جو سنّت کے مخالف ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں آیا کہ جو قوم بدعت نکالتی ہے اس سے ایک سنّت اٹھ جاتی ہے تو بدعت سیئہ وہی ہے جس سے سنّت اٹھتی ہو جیسے کہ رفض، خروج، وہابیّت یہ سب انتہا درجہ کی خراب سیئہ بدعتیں ہیں، رفض و خروج جو اصحاب و اہلِ بیتِ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عداوت پر مبنی ہیں، ان سے اصحاب و اہلِ بیت کے ساتھ مَحبت و نیاز مندی رکھنے کی سنّت اٹھ جاتی ہے جس کے شریعت میں تاکیدی حکم ہیں، وہابیّت کی اصل مقبولانِ حق حضراتِ انبیاء و اولیاء کی جناب میں بے ادبی و گستاخی اور تمام مسلمانوں کو مشرک قرار دینا ہے، اس سے بزرگانِ دین کی حرمت و عزّت اور ادب و تکریم اور مسلمانوں کے ساتھ اخوّت و محبت کی سنّتیں اٹھ جاتی ہیں جن کی بہت شدید تاکیدیں ہیں اور جو دین میں بہت ضروری چیزیں ہیں۔

(تفسیر خزائن العرفان، صفحہ 794، مطبوعہ ضیاء القرآن)

احادیث کریمہ میں لفظ بدعت دونوں طرح مستعمل ہوا ہے کہیں وصف ضلالت کے ساتھ تو کہیں وصف حسن و نعم کے ساتھ۔ **ومن ابتدع ضلالة لا یرضاها الله ورسوله کان علیه من الاثم**۔ (مشکوٰۃ، ص 3، اصح المطابع)۔ جس نے بدعت ضلالت ایجاد کی جسے اللہ و رسول پسند نہ کرتے ہوں اس پر گناہ ہو گا۔

ملا علی قاری علیہ الرحمہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

یہاں بدعت کا لفظ ضلالت کے ساتھ متصف ہے ۔ اسی مشکوٰۃ،ص 151 پر ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے تراویح کی نماز باجماعت قائم کرائی اور فرمایا: نعمت البدعۃ ھذہ۔ یہاں لفظ بدعت کلمہ نعمت کے ساتھ متصف ہے جس کے معنی تعریف و تحسین۔ ان حدیثوں سے صاف پتہ چلتا ہے کہ بدعت کی دو قسم ہے۔ بدعت ضلالت اور بدعت حسن اور اسی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تعریف میں وقت اور زمانہ کی قید ایک گورکھ دھندا ہے جس کو حقیقت سے کچھ علاقہ نہیں۔ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اپنی ایجاد کو بدعت کہا یہ الگ بات ہے کہ اس بدعت کو حسن کہا۔

(عقائد اھلسنت، صفحہ 220)

علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی مدظلہ العالی فرماتے ہیں۔

یہ اصول ہے کہ (تعرف الاشیاء باضدادھا) "ہر چیز اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے"۔ سنت اور بدعت دو متقابل چیزیں۔ لغت عرب اور اصطلاح شریعت میں سنت کا معنی "طریقہ" ہے۔ احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق وہ طریقہ، ذاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفائے راشدین اور کامل متبعین کا طریقہ ہے۔ لغت کے مطابق "بدعت" ہر نئی چیز پیدا ہونے والی بات (ہر نو پیدا امر) کو کہتے ہیں اور اصطلاح شریعت میں مطلق بدعت وہ امر ہے جو شریعت وسنت سے ثابت نہ ہو۔ یعنی بدعت کا شرعی مفہوم یہ ہے کہ دین میں کوئی ایسا اضافہ (یا کمی) جو قولاً یا فعلاً صراحۃً یا اشارۃً شریعت و سنت سے ثابت نہ ہو۔ اور جس عبادت و عادت اور عقیدہ و عمل کا شریعت وسنت سے ثبوت یا دلیل و نظیر مل جائے، اسے ہر گز شرع بدعت نہیں کہا جائے گا۔

(سفید وسیاہ، صفحہ 139)

مولانا احمد فتاح جو علمائے جدہ سے ہیں لکھتے ہیں۔

اعلم ان ذکر ولادۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وما وقع من معجزات والحضور لسماعۃ سنۃ بلا شك وریب لکن مع ھذہ الصورۃ المجموعۃ من الاشیاء المذکورۃ کما ھو المعمول فی الحرمین الشریفین وجمیع دیارالعرب بدعۃ حسنۃ مستحبۃ یثاب فاعلھا ویعاقب منکر ھا ومانعھا۔

جان تو کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت و معجزات کا ذکر اور اس کے سننے کو حاضر ہونا بے شک سنت ہے مگر یہ ہیئت مجموعی جس میں قیام وغیرہ اشیائے مذکورہ ہوتی ہیں جیسا کہ حرمین شریفین اور تمام دیار عرب کا معمول ہے۔ یہ بدعت حسنہ مستحبہ ہے جس کے کرنے والے کو ثواب اور منکر ومانع پر عذاب۔

(تحفظ عقائد اہلسنت، صفحہ 697)

مولانا باصر بن علی بن احمد جو علمائے جدہ سے ہیں میلاد شریف کے متعلق فرماتے ہیں۔

بھذا الصورۃ المجموعۃ من الاشیاء المذکروۃ بدعۃ حسنۃ مستحبۃ شرعا لا ینکرھا الا من فی قلبہ شعبۃ من شعب النفاق والبغض لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وکیف یسوغ لہ ذلك مع قولہ تعالیٰ ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب۔

جس مجلس میں یہ سب باتیں کی جائیں وہ شرعا بدعت حسنہ مستحبہ ہے، جس کا انکار نہ کرے گا مگر وہ جس کے دل میں نفاق کی شاخوں سے ایک شاخ اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کی عداوت ہے اور یہ انکار اسے کیونکر روا ہوگا، حالانکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے جو خدا کے شعاروں کی تعظیم کرے تو وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہیں۔

(تحفظ عقائد اہلسنت، صفحہ 696)

معلوم ہوا کہ جس دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی وہ دن شعائر اللہ میں سے ہے۔اور شعائر اللہ کی تعظیم وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں پرہیزگاری ہے اور جن کے دلوں میں پرہیزگاری ہوگی وہی تو اللہ تعالیٰ کے محبوب سے محبت رکھے گا اور جب محبت رکھے گا تو وہی میلاد کا اہتمام کر کے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان وعظمت کا بیان کرے گا نہ کہ منکر۔

علامہ محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی فرماتے ہیں۔

اصل مقصود ہے نماز کا وضو۔اب اس کی ہیآت میں کتنا تبدیلیاں آگئی ہیں۔ایسے ہی نماز پڑھنا مسجد میں خواہ مسجد کی ہیآت کی کتنا ہی تبدیلیاں ہوجائیں۔ اور ہوگئی ہیں وغیرہ۔ اب اگر کسی کو نماز نہ پڑھنے کی بیماری ہو تو وہ کہے کہ میں تو ٹونٹیوں پر وضو نہیں کرتا کہ یہ بدعت ہے۔اور پانی بھی ٹینکی کا ہے وغیرہ وغیرہ۔ ایسے ہی کہے کہ میں مسجد میں نہیں جاتا کیونکہ یہ مسجد بدعت کی ان گنت باتوں پر مشتمل ہے۔ اس سے ہر انسان یقین کرے گا کہ اسے نماز نہیں پڑھنی ہے صرف عذر کر رہا ہے۔ ایسے ہی ہم کہیں گے کہ ان لوگوں کو نبی علیہ السلام کے اعزاز واکرام سے ضد ہے ۔بدعات کا صرف عذر ہے ۔ورنہ کس کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر اہل اسلام کو کتنا خوشی ہے۔ وہ خوشی جس طریقہ سے ہو؟۔

(میلاد النبی ﷺ عید کیوں؟ صفحہ 46)

معترض لوگ ایصال ثواب کے سلسلے میں بھی بہت شور و غوغہ کرتے ہیں (جیسا کہ مذکورہ بالا اعتراض میں موجود ہے اور آگے بھی اعتراضات میں موجود ہوگا)۔اس ایصال ثواب کے بارے میں اہل سنت و جماعت کیا موقف ہے وہ پیش کردیتے ہیں تاکہ منکرین کے ورغلانے کی اصل حقیقت معلوم ہو جائے۔ملاحظہ کیجئے۔

علامہ سید محمود احمد رضوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

قرآن مجید، درود شریف، کلمہ طیبہ یا کسی بھی نیک عمل فرض و نفل نماز وروزہ حج وغیرہ کا ثواب پہنچانا جائز ہے اسے بدعت کہنا سخت زیادتی ہے۔زندہ جو بھی نیک کام مُردوں کو ثواب پہنچانے کی نیت سے کریں۔ غریبوں یتیموں مسکینوں کی امداد واعانت کریں، دینی مدرسہ کے طلباء کو کھانا کھلائیں، صدقہ و خیرات کریں، مسجد بنائیں، رفاہِ عام کے کام کریں، سب کا ثواب مردوں کو پہنچتا ہے اور انہیں فائدہ ہوتا ہے۔ یہ تیجہ، سوئم، بیسواں، چالیسواں سب ایصالِ ثواب ہی کی شکلیں ہیں۔ یہ دن قرآن کی تلاوت، غریبوں کی امدادواعانت کے لیے مقرر کیے جاتے ہیں۔ دن مقرر کرنا جائز ہے اسے بدعت کہنا غلط ہے۔ہاں ان دنوں کی پابندی کو فرض یاواجب ہر گز نہیں سمجھنا چاہیے۔ یہ بھی ہر گز ضروری نہیں ہے کہ طاقت نہ ہو تو قرض وغیرہ لے کر چالیسواں وغیرہ ضرور کیا جائے۔ حسبِ توفیق تیجہ دسواں چالیسواں کرنے میں حرج نہیں۔ اگر کھانا وغیرہ کے تقسیم کی طاقت نہ ہو تو کلمہ, درود, تلاوتِ قرآن کر کے مردے کو ثواب پہنچایا جاسکتا ہے ۔ نیز ایصالِ ثواب محض نمائش نام ونمود کی بجائے اچھی نیت اور ثواب پہنچانے کی نیت سے کرنا چاہیے۔ کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنا جائز ہے ۔ اگر کھانا سامنے نہ بھی رکھا جائے تو بھی جائز ہے۔ کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ دینے کو فرض وواجب نہیں سمجھنا چاہیے ،تیجہ ،دسواں، چالیسواں، برسی فاتحہ نیاز عرس وغیرہ کا کھانا بہتر وافضل یہ ہے کہ غرباء

کو کھلایا جائے۔ لیکن چونکہ یہ صدقہ نافلہ ہے۔ اس لیے غریب وامیر، عزیز رشتہ دار اور خود بھی کھا سکتا ہے۔ البتہ صدقات واجبہ زکوۃ، فطرانہ اور جو نذر اللہ تعالیٰ کے لیے مانی جائے وہ خالص غرباء (جو مالک نصاب نہ ہوں) کا حق ہے۔ اگر امیر و مالک نصاب ہے تو وہ خود اس کو استعمال میں نہیں لا سکتا۔

(دین مصطفےٰ ﷺ، صفحہ 485)

معلوم ہوا کہ ان لوگوں کا بدعت کی آڑ میں عید میلاد النبی ﷺ کو حرام و مذموم کہنا بے دینی و جہالت اور ضد پر مبنی ہے۔ اس پر ان کا بڑا مشہور اعتراض یہ ہے کہ جو چیز قرون ثلاثہ میں نہ ہو وہ بدعت و حرام ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔

اعتراض:۔

شرک توڑ اور بدعت پھوڑ کا یہاں پر چودہ افراد کا ٹولہ جمع ہے۔ یہ بھان متی کا کنبہ اس بات پر زیادہ مصر ہے کہ میلاد شریف کا خیر القرون میں کوئی ثبوت نہیں، جس کا رونا روتے ہوئے یوں راگنی یوں الاپتے ہیں۔

پہلا اٹھ کر اپنی راگنی یوں گانا شروع کرتا ہے۔

اس کے بطلان کے لئے اتنا کافی ہے کہ خیر القرون میں اس کا کوئی سراغ نہیں ملتا اور جو چیز سلف کے ہاں دین نہیں تھی وہ اب دین نہیں ہوسکتی۔ (جشن میلاد النبی ﷺ کی تاریخی و شرعی حیثیت، ص 7، عطاالرحمٰن ضیاء اللہ) ______ رسول ﷺ کے یوم پیدائش کا جشن منانا جائز نہیں ہے کیونکہ اسے نہ تو رسول ﷺ نے منایا ہے اور نہ آپ کے خلفائے راشدین، نہ دیگر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ (ص: 7) ________ اگر جشن میلاد منانا اس دین سے ہوتا جسے اللہ سبحانہ و تعالیٰ پسند فرماتا ہے، تو رسول ﷺ اسے امت کے لئے ضرور بیان کرتے، یا اسے اپنی زندگی میں منائے ہوتے یا اسے آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم منائے ہوتے۔ (ص: 11)

دوسرا اٹھ کر دلی کدورتوں کا اظہار یوں کرتا ہے۔

مسلمان وہ کام نہ انجام نہ دیں جو دورِ صحابہ میں موجود نہ تھا جو کام صحابہ کرام کے زمانے میں دین نہ تھا وہ بعد کے زمانے میں بھی دین نہیں ہو سکتا۔(عید میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت، ص 2، محمد اشفاق حسین) ____________ حنفی کی معروف کتابوں ہدایہ اور کنزالدقائق وغیرہ میں ہے کہ جس کام کا کرنا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت نہ ہو۔اس کام کا کرنا منع ہے۔(ص: 2) ______________ نہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سابق انبیاء کا یوم منایا اور نہ ہی خلفاء راشدین اور صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کا جشن منایا۔(ص: 5) ________ محفل میلاد کا احداث تو قرون ثلاثہ کے بعد ہوا ہے سلف صالحین سے اسکا جواز ہر گز ثابت نہیں۔(ص: 6) اگر عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانا کوئی جائز اور اچھی چیز ہوتی تو صحابہ کرام جو بریلیوں سے بہت زیادہ عاشق رسول تھے۔اس کام کو ترک نہ کرتے بلکہ عید میلاد بڑے اہتمام سے مناتے!۔(ص:9) ______________ چونکہ صحابہ کرام نے جشن عیدمیلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں منائی اسلئے ہم بھی ان کی اتباع میں عید میلاد نہیں منا سکتے۔(ص:12) _______ یقیناً صحابہ کرام کو اس نعمت عظمہ کا احساس اور شعور ہم سے پہلے بدرجہ اولی تھا۔لیکن اسکے باوجود انھوں نے جشن نہیں منایا۔جب کہ وہ بڑی دھوم دھام اور اہتمام کے ساتھ جشن منا سکتے اور اونٹوں کا جلوس نکال سکتے تھے۔(ص:13) _______ جشن میلاد کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے۔نہ رسول نے اسکی طرف اشارہ کیا ہے اور نہ صحابہ کرام نے اسکو منایا اور نہ ائمہ سلف نے اسکو جائز کہا۔چنانچہ میلاد النبی کے تعلق سے کوئی بھی کام کرنا شرعاً درست نہیں ہے۔(ص:18) ________ صحابہ کرام کا قول و عمل شرعی دلیل اور حجت کی حیثیت رکھتا ہے۔جبکہ بعد کے علماء اور مشائخ کا عمل معیار حق اور دلیل شرعی کی حیثیت نہیں رکھتا۔(ص:17)

تیسرا اٹھ کر دلی بھڑاس ان لفظوں سے کرتا ہے۔

یعنی جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں دین نہیں تھا، اور نہ ہی اس کے ساتھ اللہ کا قرب حاصل کیا جاتا تھا تو اس کے بعد بھی وہ دین نہیں بن سکتا۔(جشن عیدمیلاد النبی جیسی بدعات کو اچھا سمجھنے والے کا ردّ، ص 7، محمد صالح المنجد) ________ لہٰذا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم اور ان کے صحابہ کرام نے جشن میلاد نہیں منایا تو یہ علم ہوا کہ یہ چیز مشروع نہیں، کیونکہ اگر یہ مشروع ہوتی تو صحابہ کرام اس کی طرف سب لوگوں سے آگے ہوتے اور سبقت لے جاتے۔(ص:16)______اور اسی طرح کے جشن منانے کے ساتھ شیطان انہیں دھوکہ دے رہا ہے، ان کا خُال ہے کہ وہ اس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی محبت کا اظہار کر رہے ہیں۔(ص:18) ______(دوسرے کتابچے میں موصوف لکھتا ہے)میلاد منانا بدعت ہے، نہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ثبوت ملتا ہے، اور نہ ہی کسی صحابی یا تابعی یا کسی امام سے، (میلاد النبی کی مٹھائی خریدنے کا حکم، ص:2)________(تیسرے کتابچے میں موصوف لکھتا ہے)۔شریعت اسلامیہ میں کوئی ایسی عید نہیں جسے عید میلاد النبی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہو، صحابہ کرام اور تابعین عظام حتیٰ کہ آئمہ کے اربعہ اور دوسرے بھی اپنے دین میں اس دن کو جانتے تک نہ تھے۔(عید میلاد النبی کے موقع پر تقسیم کردہ کھانے حکم، ص:2)

چوتھا اٹھ کر یوں زہر افشانی کرتا ہے۔

صحابہؓ کی پوری زندگی میں کہیں یہ بات آپ کو نظر نہیں آئے گی۔نہ آپ کو اس کی ایک مثال ملے گی کہ انہوں نے ۱۲ ربیع الاول کو خاص جشن منایا ہو۔(سیرت النبی ﷺ کے جلسے اور جلوس، ص 2)________عید میلاد النبی ﷺ منائی جارہی ہے اور جلوس نکالے جارہے ہیں۔جلسے ہورہے ہیں۔چراغاں کیا جارہا ہے اس قسم کے کاموں کی صحابہ کرامؓ تابعین اور تبع تابعین کے زمانے میں ایک مثال بھی پیش نہیں کی جاسکتی۔(ص:2)

پانچواں اٹھ کر دل کے پھپھولے یوں پھوڑتا ہے۔

اسے نبی کریم ﷺ نے، اور نہ آپ ﷺ کے خلفاء راشدین نے، اور نہ ان کے علاوہ کسی اور صحابی نے، حتیٰ کہ کسی بھی تابعی نے خیر القرون میں نہیں کیا ہے۔(عید میلاد النبی کی شرعی حیثیت، ص 3، از عبدالعزیز بن باز)_______اگر یوم پیدائش پر محفل منعقد کرنا دین کا کام ہوتا اور اللہ تعالیٰ کو پسند ہوتا تو رسول اللہ ﷺ امت کو یہ بات ضرور بتا دیتے یا آپ اپنی حیات مبارکہ میں ضرور کرتے، یا آپ ﷺ کے بعد آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ضرور کرتے۔اور جب یہ کام ان میں سے کسی سے ثابت نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ وہ اسلام

کا کام ہے۔(ص:6)________یہ محفل میلاد ان کاموں میں سے نہیں ہے جو نبی کریم ﷺ لے کر آئے ہیں۔ پھر یہ وہ دین نہیں ہو سکتا جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے مکمل کر دیا ہے اور ہمیں جس میں نبی کریم ﷺ کے اتباع کا حکم دیا ہے۔(ص:8)______آپ ﷺ نے خود محفلِ میلاد منعقد کیا ہے ، اور نہ اس کا حکم دیا ہے ، اور نہ آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیا ہے۔(ص:8)

چھٹا اٹھ کر دلی بغض سے یوں پردہ اٹھاتا ہے۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ کے یوم پیدائش پر محفل میلاد اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محمد ﷺ کے نزدیک پسندیدہ بات ہوتی ، تو وہ شریعت بن جاتی، اور جب شریعت بن جاتی ، تو ضرور محفوظ ہو جاتی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی شریعت کی حفاظت کی ضمانت لی ہے اور جب محفوظ ہو جاتی، تو خلفاء راشدین اسے ترک نہ کرتے، اور نہ دوسرے صحابہ کرام چھوڑتے اور نہ تابعین چھوڑتے اور نہ تبع تابعین۔اور جب امت کے ان تینوں ادوار کے سارے مسلمانوں نے محفل میلاد منعقد نہیں کی ، تو یہ اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ یہ دین کا کام نہیں اور نہ دین میں سے ہے۔(عید میلاد النبی کی شرعی حیثیت، ص16، محمد بن صالح العثیمین)

ساتواں اٹھ کر اپنی منطق یوں جھاڑتا ہے۔

آپ ﷺ نے نہ خود اپنی ولادت کے دن جشن منایا اور نہ ہی اس بات کا کسی کو حکم فرمایا ہے۔(صحیح تاریخ ولادت مصطفیٰ ﷺ، ص16، ابو عدنان محمد منیر قمر نواب الدین)______یہ قرآن سے ثابت نہیں ہے اور نہ ہی نبی اکرم ﷺ سے ،نہ قولاً اور نہ عملاً۔(ص:18)_____لیکن جب ہم اس مروّجہ عید میلاد کو تلاش کرتے یں تو ان کی زندگیوں میں اس کا کہیں سراغ نہیں ملتا، نہ خلیفۂ اوّل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زندگی میں اور نہ اور نہ ہی ایک لاکھ چالیس ہزار سے بھی زیادہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی کے قول و عمل سے اس کا ثبوت ملتا ہے اور جو عمل موقع اور گنجائش ہونے اور ممانت بھی کوئی نہ ہونے کے باوجود رسول کے شیدائیوں اور مصطفیٰ ﷺ پر مر مٹنے والوں کی نظروں سے پوشیدہ رہا ہو۔ وہ یقیناً شریعت اسلامیہ کا جز نہیں ہو سکتا۔(ص:21-22)________بخاری و مسلم شریف میں ارشاد نبوی ہے۔خیر امتی قرنی ۔ ثم

الذین یلونھم ثم لاذین یلونھم۔ تمام زمانوں سے بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے۔ پھر ان لوگوں کا جو اس کے بعد والے ہیں۔ اور پھر ان لوگوں کا جو ان کے بعد والے ہیں۔ یہاں آپ ﷺ نے قیامت تک آنے والے لوگوں میں سے اپنے اور اپنے صحابہ، پھر تابعین اور اس کے بعد تبع تابعین کے تین زمانوں کو قرون خیر قرار دیا ہے۔ اور اس میلاد النبی کے بارے میں صحابہ و تابعین اور تبع تابعین میں سے کسی سے کچھ منقول نہیں کہ ان تینوں صدیوں میں ہی کسی نے یہ عید ثالث منائی ہو۔ (ص:22) ________ قرون اولیٰ میں اس کا ثبوت نہ ہونے اور ساتویں صدی میں آکر شروع ہونے کی وجہ سے ہی اہل علم نے اسے "بدعت" قرار دیا ہے۔ (ص:24)

آٹھواں اٹھ کر یوں کرب کا اظہار کرتا ہے۔

یہ میلادیں پہلے تین افضل ادوار میں سلف کے عمل میں سے نہ تھیں اور نہ ہی ائمہ اربعہ کے طریقے میں سے بلکہ اسکو قرون مفضلہ کے بعد زنادقہ و جہلاء نے ایجاد کیا تھا۔ تو یہ اللہ کے دین میں بدعت ہے۔ (دین میں بدعت اور عید میلاد النبی ﷺ، ص10، از عبدالعزیز بن سالم العمر) ________ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم پیدائش کو جشن اور عید میلاد کا دن نہیں بنایا، اگر ایسا کرنا مشروع اور جائز ہوتا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کبھی بھی اس کو ترک نہ کرتے۔ (ص:13) ________ سلف صالحین میں سے کسی نے اس بدعت کو نہیں منایا۔ (ص:23)

نواں اٹھ کر دل کی حسرتوں کا یوم ماتم کرتا ہے۔

باقی رہا قیام کہ بیان پیدائش کے وقت کیا جاتا ہے سو اس کا ثبوت زمانہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین اور اماموں مجتہدین کے بالکل نہیں ہوا اور بعد وفات آنحضرت کے پایا جانا قیام بوقت بیان پیدائش شریف کے قرون ثلثہ میں ثابت نہیں ہے پس قیام کرنا وقت ذکر پیدائش کے ایک اور جدید ہے اور جس کی کچھ اصل نہیں۔ (فتاویٰ میلاد شریف، ص8-9، احمد علی سہارنپوری)

دسواں اٹھ کر یوں لن ترانی کرتا ہے۔

وقت ذکر میلاد کے کھڑا ہونا قرون ثلثہ میں کہیں ثابت نہیں ہوتا غیر اصل ہونے کو کافی ہے قیام کا ثبوت ہی کہیں احادیث و آثار سے قولاً فعلاً تقریراً ہر گز کہیں نہیں ہو سکتا تو یہ امر محدث ہے۔ ثانیاً اگر فرضاً کچھ ہو بھی جاوے تو واجب سنت مستحب تو کسی طرح نہیں ہو سکتا یہاں قیام کے

باب میں کوئی نص ہی نہیں نہ قوی نہ ضعیف اور قیام کے باب میں جب کچھ ثبوت ہی نہیں اور فعل اس کا ایک بار بھی ثابت نہیں تو سنت کیا مستحب و مندوب بھی نہیں ہو سکا نہایت الامر اگر کوئی عرق ریزی کرے تو جواز اباحت تک نوبت آوے گی مگر مباح کو سنت واجب جاننے سے پھر بدعت و منکر ہو جاوے گا۔ (فتاویٰ میلاد شریف، ص 14 تا 16، رشید احمد گنگوہی)

گیارھواں اٹھ کر اپنی دلی خباثت کا یوں رونا روتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ دین رحمہم اللہ تعالیٰ بلکہ ان کے بعد بھی چھ سو سال تک دنیا میں کہیں بھی اس بدعت کا کوئی نام ونشان نہیں تھا۔ (جشن ربیع الاول محبت کے آئینہ میں، ص 27، از رشید احمد)________ جو نہ اللہ تعالیٰ نے بتایا، نہ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا، نہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کیا، نہ تابعین، تبع تابعین، ائمہ دین رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے کسی سے اس کا کوئی ثبوت ہے۔ (ص: 29)________ آخر جس بات کا زمانۂ خیر القرون میں دور دور تک کوئی پتا نہیں ملتا اس کی توجیہ کیا کریں گے؟ سیدھی سی بات یہ ہے کہ یہ کار ثواب نہیں اللہ تعالیٰ کی حکومت کے مقابلے میں اپنی متوازی حکومت بنانا ہے، جو بڑا بھیانک جرم ہے کسی کام کو ثواب یا گناہ بتانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ (ص: 30)

بارھواں اٹھ کر یوں چیختا چلاتا ہے۔

کیا صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے دن کو خاص کر کے ایسا کرتے تھے؟ یا کوئی خاص وقت اور طریقہ یا جگہ مقرر کیا کرتے تھے؟ یا گانے بجانے والوں اور والیوں کے انداز بلکہ ان کے گانوں کے لے و تال پر نعت گایا کرتے تھے؟ یقیناً صحابہ رضوان اللہ علیہم ایسا نہیں کیا کرتے تھے، اور جب صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین ایسا نہیں کیا کرتے تھے تو ان لوگوں کا ایسا کرنا یقیناً بدعت ہے۔ (عید میلاد النبی ﷺ اور ہم، ص 37، عادل سہیل ظفر)________ کیا صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور اُن کے بعد تابعین، تبع تابعین اور چھ سو سال تک اُمت کے کسی عالم کو کسی امام کو، نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے محبت نہیں تھی؟ کیا محبت کے اس فلسفہ کو صحابہ رضی اللہ عنہم نہ سمجھ پائے تھے کہ وہ اس بات کو بنیاد بنا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی عید مناتے، یا

تابعین یا تبع تابعین، یعنی سبحان اللہ عید میلاد منوانے اور منانے والے میرے کلمہ گو بھائیوں کو محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ مفہوم سمجھ میں آگیا جو درست ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین، تابعین تبع تابعین چھ ساڑھے چھ سو سال تک اُمت کے علما اور ائمہ رحمہم اللہ جمعیا بے چارے غلطی پر تھے؟۔ (ص:40۔41)_______ عید میلاد منوانے والے میرے مسلمان بھائی، کم از کم یہ تو سوچیں کہ، اگر اُن کی بیان کردہ منطق، یعنی، ہر خوشی اور نعمت والے دن کا عید ہونا، درست ہوتی تو صحابہ رضی اللہ عنہم اور یہ علماء کرام رحمہم اللہ ہر خوشی اور نئ نعمت ملنے والے دن کی عید مناتے۔ اور شاید اس طرح سال بھر میں سے آدھا سال عیدیں ہی رہتیں، نبوت کے جھوٹے دعوی داروں کا خاتمہ، زکوۃ کی ادائیگی سے انکار کرنے والے کا قلع قمع، ہر نیا شہر، ہر نیا ملک فتح ہونا، فوج در فوج لوگوں کا مسلمان ہونا یہ سب اللہ کی نعمتیں ہی تو تھیں، غور کیجیئے کہ کتنی عیدیں ہوتیں؟۔ (ص:45)

تیرھواں اٹھ کر ہذیانی کیفیت میں یوں کہنا شروع ہے۔

اختلاف تو اس بات پر ہے کہ ربیع الاوّل کی بارھویں تاریخ کو مقرر کرکے اس میں میلاد منانا، محفل اور مجلس منعقد کرنا، جلوس نکالنا یا اس دن کو مخصوص کرکے فقرا اور مساکین کو کھانا کھلانا وغیرہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرامؓ اور اہل خیر القرون سے ثابت ہے؟ اگر کوئی ثابت کردے کہ ان حضرات کے دور میں جشن عید میلاد النبی منایا جاتا تھا تو بس لیکن اگر کوئی ثابت نہ کرسکے اور تا قیامت کر بھی نہیں پائے گا گا تو سوال یہ ہے کہ پھر یہ عمل بدعت ہوا کہ نہیں؟ (کیا صلوٰۃ وسلام اور محفل میلاد بدعت ہے؟، ص25، از نعمان محمد امین) ______ اور یہ بات بہ خوبی ظاہر و باہر ہے کہ یہ مجلس میلاد مذکور بعد قرون ثلثہ کے اہل بدعت نے ایجاد کی ہے۔ (ص:28)______ جو کام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا اور نہ کرنے کا حکم دیا اور صحابہ کرامؓ نے نہیں کیا، ایسا کام دین سمجھ کر کرنا گویا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ میں نقص نکالنا ہے کہ ان باتوں کو معاذاللہ! وہ سمجھ نہیں سکے جن کو ہم ادا کر رہے ہیں۔ (ص:88)

چودھواں اٹھ کر یوں بلبلاتا ہے۔

میلاد ساتویں صدی کی پیداوار ہے، اور ہر وہ چیز جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے عہد میں دینی حیثیت سے نہ رہی ہو، وہ بعد والوں کے لئے بھی دینی حیثیت اختیار نہ کرے گی، اور

جو مولود آج لوگوں کے درمیان رائج ہے یہ رسول اور آپ کے صحابہ کے عہد میں اور قرون مشہود لہا بالخیر میں اور ساتویں صدی کی ابتداء تک جو کہ فتنوں اور آزمائشوں کی صدی تھی نہیں موجود تھا، پھر بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ بلکہ یہ بدعت اور گمراہی ہے۔(مسئلہ میلاد اسلام کی نظر میں، ص29-30، از ابی بکر جابر الجزائری، ترجمہ محمد غیاث الدین مظاہری) __________ جب کہ وہ رسول اور خلفائے راشدین کی سنت نہ تھی، اور نہ سلف صالحین کا عمل تھا، بلکہ تاریخ اسلام کے تاریک دور میں اس کی ایجاد ہوئی۔(ص:31)

جواب:۔

قارئین کرام! یہاں پر بھان متی کے چودہ افراد کا ٹولہ ہےآپ ان کی باطنی خباثت اور دیدہ دلیری دیکھئے کہ سلف پر یہ الزام رکھ دیا کہ میلاد شریف نہ تو سلف صالحین نے منایا نہ خیرالقرون میں اس کا ذکر ہے۔حالانکہ ہم پچھلے صفحات میں قرآن و حدیث، سلف صالحین کے اقوال، اور منکرین میلاد کے اقوال پیش کر چکے ہیں۔ جبکہ اب جواب کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی، ایک دفعہ پھر سابقہ اوراق پلٹ کر ملاحظہ فرمالیجئے کہ آیا یہ ان کا اعتراض درست ہے یا صرف دروغ گوئی پر مبنی ہے۔چلئے یہاں بھی کچھ عرض کر دیتے ہیں۔

اس پر سب سے پہلا سوال یہ ہے کہ جب ہر چیز کا ثبوت آپ قرآن وحدیث، اقوال صحابہ، آئمہ مجتہدین سے طلب کرتے ہیں تو آپ خود اپنے اس قول کی سند لائیے۔ کیا یہ کسی حدیث کے الفاظ ہیں؟ کیا قرآن عظیم کی یہ کوئی آیت ہے؟ اچھا کیا صحابہ اور آئمہ مجتہدین میں سے کسی کا قول دکھا سکتے ہیں کہ انھوں نے بدعت کی یہ تعریف کی ہے؟۔اگر نہیں تو پھر کس طرح اس دعویٰ بے دلیل کو دوسروں کے سر تھوپتے ہو؟ اور کس منہ سے مولود، فاتحہ، گیارہویں وغیرہ کیلئے قرآن وحدیث، اقوال صحابہ و آئمہ کی

تصریح چاہتے ہو؟ کیا ساری پابندیاں ہمارے ہی لئے ہیں ، تمہارے ذمہ کچھ نہیں جو منہ سے کہدو قرآن وحدیث۔

الغرض نہ تو کوئی آیت، نہ کوئی حدیث، نہ کسی صحابہ کا قول، نہ حکم آئمہ مجتہدین۔ مگر اصرار یہ کہ ہر اس چیز کو بدعت تسلیم کرلو جو قرون ثلثہ میں ہیئت کذائی کے ساتھ نہ رہے ہوں، بہت کچھ مطالبہ کے بعد اس امر کی جو دلیل دی گئی۔ وہ حدیث یہ ہے :۔

خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم۔

سب سے اچھا میرا زمانہ پھر ان لوگوں کا جو مجھ سے ملے ہیں۔ پھر ان کا جوان سے ملے ہیں پھر ان کا جوان سے ملے ہیں۔

اوّلاً ہر عربی خواں اور ترجمے کے بعد ہر اُردوداں یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ اس حدیث کو اصل مدعا سے کوئی علاقہ نہیں۔ دعویٰ تو یہ کہ جو امر ان تین زمانوں میں ایجاد ہو وہ سنت ہے اور جو اس کے بعد ہو وہ بدعت ہے اور دلیل یہ کہ ’’سب سے اچھا میرا زمانہ اور اس کے بعد جو لوگ ان کا زمانہ پھر جو لوگ ان کے بعد ہیں ان کا زمانہ‘‘۔ اَب اس حدیث کے کس لفظ کا مطلب ہے جو ان تینوں زمانوں میں ہو وہ سنت اور جو بعد میں ہو وہ بدعت اگر نہیں ہے تو اس حدیث سے دعویٰ کس طرح ثابت ہوگا۔ حدیث میں تو صرف یہ بیان ہے کہ میرا اور میرے بعد تین زمانہ اچھا ہے تو کیا اچھے زمانہ میں جو بات ہوتی ہے سب اچھی ہوتی ہے۔آخر حضور (ﷺ) کے ہی زمانہ میں منافقین بھی تھے تو وہ بھی اچھے تھے؟ اچھے لوگ جتنا کام کرتے ہیں سب اچھا ہی ہوتا ہے۔ حضرت علی اور امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی لڑائیاں سب سنت ہوں گی۔

پھر اس حدیث میں راوی کو خود شک ہے کہ حضور (ﷺ) نے دو مرتبہ قرن کا لفظ فرمایا یا تین مرتبہ۔ اگر دو دفعہ والی روایت مانی جائے تو قرون ثلٰثہ کے دعویٰ کا پتہ نہ چلے حالانکہ پہلے قول والے یہی کہتے ہیں۔ پھر قرن کے معنی زمانہ ہیں۔ ایک قرن کتنے برس کا ہوتا ہے خود اس میں بیحد اختلاف ہے کوئی 53ھ تک قرن ثلٰثہ کو ختم مانتا ہے تو کوئی 220ھ تک۔ پس اگر 53ھ تک لیجئے تو اس کے بعد صحابہ کی ایجادیں ہی بدعت ٹھہرتی ہیں اور 220ھ تک سنت اس تقدیر پر رفض وخروج، جبر وقدر تمام گمراہ فرقے سُنی ہوں گے کہ سب 220ھ کے اندر اندر کے ہیں۔ مختصر یہ کہ یہ حدیث کسی طرح بھی پہلے قول والوں کی تائید نہیں کرتی۔ طرفہ یہ کہ اگر اس حدیث کا آنکھ بند کر کے وہی مطلب مان لیا جائے جو یہ لوگ سمجھانا چاہتے ہیں تو صرف یہ ثابت ہو گا کہ جو اس زمانہ میں ہو وہ سنت لیکن جو اسے کے بعد ہو وہ بدعت اس کا اب بھی کوئی ثبوت نہیں یہ اَب بھی بلادلیل ہے۔ بقیہ تینوں اقوال کا بھی یہی حال ہے کہ وہ باہم متعارض چوتھا تیسرے کو اور دوسرا پہلے کو اس طرح ایک صحیح ہو تو دوسرا باطل کیونکہ اس کی بنیاد ہی غلط ہے کہ دارومدار وقت ہے۔ پھر ان میں کتنی جرات بے باکی ہے کہ اس کی بنیاد پر معاذاللہ تو ائمہ تابعین بلکہ صحابہ تک بدعتی اور گمراہ اور دین سے بھٹکے ہوئے نظر آتے ہیں۔ جیسا کہ اوپر کی تفصیل سے ظاہر ہے کہ ان میں بہتوں نے ہر زمانہ میں کچھ ایسے دینی اُمور ایجاد کئے جو زمانۂ ماسبق میں ایسی ہیئت کے ساتھ موجود نہ تھے۔

یہی پریشان کن صورت حال ہے جو مولود فاتحہ وغیرہ اُمور خیر کو بدعت کہہ کر اور کہنے کو درپیش ہے کہ ان کے پاس کوئی ایسی دلیل نہیں جس سے مولود فاتحہ وغیرہ تو بدعت قرار پائیں اور بنائے مدارس، ترتیب نصاب تعلیم دینی احادیث کریمہ کی کتابوں کو اس طرح شائع کرنا وہ بھی شروح وحواشی کے ساتھ، فقہ کی کتابوں کا لکھنا، قرآن شریف

کے اعراب وغیرہ تنظیم جماعت اہلحدیث وغیرہ بایں ہیئت کذائی بے شمار دینی امور اور بدعت نہ ہوں۔ جب کبھی انہوں مولود فاتحہ کو بدعت کہا ان سے ان کا ثبوت طلب کیا گیا انہوں نے وہی حدیث کل بدعۃ ضلالۃ اور خیر القرون قرنی دُہرائی۔ پس ان سے سوال ہوا اگر یہی بنیاد بدعت ہونے نہ ہونے کی ہے تو یہ سارے امور جن کو آپ رات دن ثواب جان کر کرتے ہیں یہ کیوں بدعت نہیں حالانکہ یہ سب نو ایجاد اور قرن ثلثہ کے بعد کے ہیں اور مرجیہ، جبریہ، قدریہ وغیرہ گمراہ کیوں؟ سنت کیوں نہیں جبکہ وہ قرون ثلثہ کے اندر ہیں۔

(عقائد اہلسنت، صفحہ 218 تا 220)

امام حجۃ الاسلام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

علمی کتابیں اور تصانیف بدعت ہیں کہ زمانہ صحابہ اور کسی قدر تابعین کے شروع زمانہ میں کوئی کتاب یا تصنیف نہ تھی ہجرت کے ایک صدی بعد تو یعنی اکثر صحابہ اور بعض تابعین جیسے سعید بن مسیب اور حسن بصری اور دوسرے عمدہ تابعین کی وفات کے ایک سو بیس سال بعد یہ کام شروع ہوا بلکہ پہلے ائمہ حدیث کی کتابوں کا لکھنا اور تصنیف کرنا بُرا جانتے تھے اس غرض س کہ لوگ ان کتابوں کے باعث یاد کرنا اور قرآن کا پڑھنا کہیں چھوڑ نہ بیٹھیں اور کہتے تھے کہ جیسے ہم یاد کرتے تھے ویسے تم بھی یاد کیا کرو۔ اسی لئے حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بعض دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے قرآن مجید کے مصحف میں جمع کرنا مناسب نہ سمجھا اور فرمایا کہ ہم ایسا کام کیوں کریں جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہیں کیا اور اس بات سے ڈرے کہ لوگ کہیں لکھے ہوئے قرآن پر بھروسہ کرکے اس کی تلاوت نہ چھوڑ دیں۔ اور یہ فرمایا کہ قرآن کو ایسا ہی رہنے دو کہ ایک دوسرے سے سیکھ کر پڑھ لیا کریں تاکہ ان کا شغل اور مقصود باقی رہے

یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بعض صحابہ نے قرآن کے لکھنے کو کہا اس خوف سے کہ لوگ سستی اور کاہلی نہ کریں۔ یا یہ کہ اگر پڑھنے میں کسی کلمہ یا مشابہات کے خلاف ہو تو کوئی اصلی ایسی نہ ملے جس سے اس خلاف کو دور کریں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دل بھی اس بات کے لئے کھل گیا اور قران مجید کو ایک مصحف میں جمع کیا۔

(احیاء العلوم، جلد 1 صفحہ 184)

مفتی محمد خلیل خاں قادری برکاتی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

حضرات مانعین کا تمام طائفہ اس مرض میں گرفتار ہے کہ قرن وزمانہ حاکم شرعی ہے۔ یعنی جو نئی بات قرآن و حدیث میں بایں ہیئت کذائی (اس صورت و ہیئت میں) مذکور نہیں، صراحۃً کہیں اُس کا ذکر نہیں، جب فلاں زمانہ میں ہو تو کچھ بُری نہیں اور فلاں زمانہ میں ہو تو ضلالت وگمراہی۔ حالانکہ شرعاً وعقلاً، کسی طرح زمانہ کو احکامِ شریعت، یا کسی فعل کے حسن و قبیح، اُس کے اچھا یا بُرا ہونے پر قابو نہیں۔ نیک بات کسی وقت میں ہو نیک ہے۔ اور بُرا کام کسی زمانے میں ہو بُرا ہے۔ آخر مصر کے بلوائیوں کا حضرت امیر المؤمنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنا، میدانِ کرب وبلا میں، فرات کے کنارے نواسۂ رسول (ﷺ) کا بھوکا پیاسا، ناخداترسوں کے نیزوں سے شہادت پانا، یزید پلید وغیرہ کے دور اقتدار میں مدینہ طیبہ ومکہ معظّمہ میں، لرزہ دینے والے واقعات کا رونما ہونا، خارجیوں کی بدعتوں، رافضیوں کی شناعتوں، ناصبوں کی خباثتوں اور معتزلہ کی خرافتوں کا ظہور میں آنا۔ اسی طرح اور دوسرے امور، شنیعہ کے زمانہ صحابۂ وتابعین میں حادث ہوئے۔ معاذاللہ اس وجہ سے نیک و حسن نہیں ٹھہر سکتے کہ وہ قرونِ ثلٰثہ میں حادث ہوئے۔ اور ہزارہا امور حسنہ کہ ان کے بعد شائع ہوئے وہ اس

وجہ سے قبیح وبد، نہیں کہے جاسکتے کہ قرون ثلٰثہ میں ان کا وجود نہ تھا۔ مثلاً خطبہ میں چاروں خلفائے کرام اور دونوں عم کریم کا ذکر فرمانا اور اذان کے بعد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام عرض کرنا وغیرہا۔ تو اس کا مدار نفسِ فعل کے حسن و قبح پر ہے۔ جس کام کی خوبی صراحۃً یا اشارۃً قرآن و حدیث سے ثابت وہ بے شک حسن ہوگا، چاہے کہیں اور کسی دور میں واقع ہو۔ اور جس کام کی بُرائی تصریحاً یا تلویحاً شرع میں وارد، وہ بے شک قبیح ٹھہرے گا۔ خواہ کسی وقت کسی زمانہ میں حادث ہو۔ جمہور محققین ائمہ و علمانے اس قاعدہ کی تصریح فرمائی۔ اگرچہ منکرین براہِ سینہ زوری اسے نہ مانے۔

(توضیحات و تشریحات فیصلہ ہفت مسئلہ، صفحہ 59-60)

مفتی اقتدار احمد خان نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

سلام پڑھنا بہت شاندار عبادت اور اللہ کی فرمانبرداری ہے ۔ اور شروع اسلام سے مروّج ہے۔ ہاں زمانہ کے اعتبار سے الفاظ اور طریقوں میں تبدیلیاں ترقیاں ہوتی چلی آئی ہیں کیونکہ اسلام مثل ایک درخت کے ہے درخت میں ایک ہی وقت سب کچھ نہیں ہوتا۔ کبھی صرف جڑ ہوتی ہے کبھی صرف چھوٹی چھوٹی شاخیں کبھی صرف پتے، کبھی صرف پھول کبھی پھل، اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے درختِ اسلام کی جڑ لگائی ۔ صحابہ کرام کے زمانے میں چند شاخیں۔ اللہ کریم کا کرم ہے کہ یہ درخت دن بدن پھل پھول رہا ہے ۔ اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ میری اُمت کی مثل بارش کے ہے ۔ کہا نہیں جاتا کہ اس کا اوّل اچھا ہے یا آخر چنانچہ مشکوٰۃ شریف نے صفحہ 583 پر ترمذی کی روایت نقل فرمائی:۔

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مثل امتی مثل المطر لایدری اولہ خیر ام اخرہ رواہ الترمذی۔

(ترجمہ) :۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میری اُمت کی مثال بارش کی طرح ہے۔ (الخ)

کتنا بیوقوف ہے۔وہ شخص جو درخت کی تازہ کونپلوں کو دیکھ کر صرف اس لیے نہ مانے کہ یہ کل اس درخت میں نہ تھیں۔اِسی طرح نادان ہیں وہ لوگ جو ہر بات میں یہ حوالہ مانگتے ہیں کہ بعینہٖ ان ہی الفاظ کا ثبوت صحابہ کے زمانے سے پیش کرو۔ حالانکہ صحابہ کے سامنے تو نبی کریم (ﷺ) جڑ لگانے والے تھے۔ پھر تعجب اور افسوس صرف اس بات کا ہے کہ یہ بدنصیب لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام اور نعت خوانی کے لیے ہم سے ثبوت مانگتے ہیں۔اپنے کسی کام پر حوالہ پیش نہیں کرتے۔مثلاً جو قرآن مجید آج زیب وزینت کا ہے۔وہ تبع تابعین کے زمانے میں نہ تھا اور جس حالت میں تبع تابعین کے پاس پہنچا وہ حالت تابعین کے زمانے میں نہ تھی اور جس حالت میں تابعین کو ملا وہ صحابہ کے زمانے میں نہ تھی۔اور جس طرح صحابہ کرام نے قرآن مجید کو تدوین کیا نبی پاک نے نہ کیا مگر اس کو کوئی بدعت نہیں کہتا دیکھو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ، تابعین، تبع تابعین کے ادوار مبارکہ سے آج تک قربانی والی عید کو عیدالاضحیٰ کہا جاتا ہے۔ مگر دیوبند اور بریلی ہندوستان پاکستان ہر جگہ اِس عید کو ان علاقوں میں بقر عید کا نام دیا گیا۔دیوبندی وہابی بھی اس کو بقر عید کہتے ہیں۔ علماء اولیاء کرام نے اس کو جائز رکھنا شروع کردیا۔ دنیا جانتی ہے کہ یہ لفظ قرون ثلاثہ کتبِ فقہاءِ عربی، فارسی کہیں موجود نہیں۔ بلکہ علماءِ ہند کی اپنی ایجاد ہے۔ مگر ان میں سے کسی نے بھی اس اسلامی دن کے نامِ خود ساختہ کو بدعت یا گناہ نہ کہا بلکہ اس نام (بقر عید) کو اتنا جاری اور مشہور کیا کہ بہت سے لوگ اس کا شرعی اور مسنون نام ہی بھول گئے۔ یہ سب کچھ کیوں کیا گیا۔صرف ہندوؤں، بت پرستوں، گاؤماتا کے پجاریوں کو ذلیل وپریشان کرنے کے لئے۔اس لیے

کہ اس لفظ بقر عید کا ترجمہ ہے "گائے کی ذبح والی عید"۔ لفظ بقر کو اسی لیے مخصوص کیا کہ یہ ہندوؤں کا معبود ہے ورنہ تو قربانی بکرے، دنبے اور اونٹ کی بھی ہوتی ہے تو جب ہندوؤں کو ستانے کے لیے دین میں یہ بدعت ایجاد ہو سکتی ہے۔ پس منکرین سلام (اور میلاد) کو پریشان کرنے کے لیے مروّجہ نئے شاندار طریقے سے سلام (میلاد) پڑھنا لازم ہو ضروری ہے۔ یہ منکرین حضرات اسی قسم کی ہزارہا بدعتیں ہر روز دین میں ایجاد کرتے رہتے ہیں مگر نہ گناہ نہ حرام، ان کے نزدیک صرف وہ کام بدعت گناہ اور شرک و کفر ہے اور نہ جانے کیا کیا ہے جس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت خوانی وعظمت کا اظہار ہو۔ اللہ اُن کو ہدایت دے آمین۔

(العطایا الاحمدیہ فی فتاویٰ نعیمیہ، جلد 2 صفحہ 167۔169)

اس مقام پر معترض کا تدوین قرآن کی بدعت کو جائز کہنا ہے، در حقیقت خود اپنے عقیدے سے فرار ہے۔ ذرا منکرین میلاد کی منطق ملاحظہ کیجئے:۔

کچھ ایسی نئی چیزیں ایجاد کی گئی جن کا سلف نے انکار نہیں کیا تھا مثلاً قرآن مجید کو ایک کتاب میں جمع کرنا، اور حدیث شریف کی تدوین ان امور کی شریعت مطہرہ میں اصل ملتی ہے، لہٰذا یہ کوئی بدعت نہیں بنتے۔ (دین میں بدعت اور عید میلاد النبی ﷺ، ص 19، از عبدالعزیز بن سالم العمر)________قرآن مجید کو ایک کتاب میں جمع کرنے کی شریعت میں دلیل ملتی ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید لکھنے کا حکم دیا کرتے تھے، لیکن قرآن جدا جدا اور متفرق طور پر لکھا ہوا تھا، تو صحابہ کرام نے اس کی حفاظت کے لیے ایک کتاب میں جمع کر دیا۔ (ص: 9)

دیکھئے بات چل رہی لفظ "بدعت" پر کہ بدعت کیا ہے؟ اور بقول منکرین میلاد کے کہ ہر بدعت گمراہی ہے اور جہنم میں لے جانی والی ہے تو ہمارا یہ کہنا ہے کہ تدوین

قرآن بدعت ہے یا نہیں؟۔یقیناً یہ بدعت ہے اور اچھی بدعت ہے اور دیکھا جائے تو علماء کرام کی تصریح کے مطابق یہ بدعت واجبہ ہوئی،جو بدعت حسنہ کے زمرے میں آتی ہے۔کیونکہ مسلمانوں کو اس کی شدید حاجت تھی۔جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سلسلے میں بات کی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی جواب تھا کہ یہ کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا میں کیسے کروں؟۔تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جانتے تھے کہ یہ بدعت ہے مگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قائل کرنے پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مان جاتے ہیں کہ یہ واقعی اچھی بدعت ہے اس سے مسلمانوں کو فائدہ عظیم پہنچے گا۔ بہر کیف کچھ بھی کہا جائے یہ بدعت کے ہی زمرے میں آتی ہے اور وہ بھی بدعت حسنہ۔اور جب تدوین قرآن کی بدعت جائز ہو سکتی ہے تو میلاد شریف کیوں جائز نہیں ہو سکتی۔لہٰذا اس پر بدعت بدعت کی رٹ لگانا حماقت کے سوا اور کیا ہے۔

امام حجۃ الاسلام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ حمام ان نعمتوں سے جسے لوگوں نے نو ایجاد کیا ہے۔

(احیاء العلوم، جلد 1 صفحہ 319)

شاہ ولی اللہ محدیث دہلوی تحریر فرماتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں احکام فقہ جمع نہیں ہوئے تھے اور جیسے فی زمانہ فقہاء ہر مسئلہ میں بحثیں کرتے ہیں ایسے مباحث بھی نہ تھے۔

(حجۃ اللہ البالغہ، صفحہ نمبر 234)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مزید فرماتے ہیں۔

چوتھی صدی سے پہلے لوگ کسی خالص ایک مذہب پر متفق نہ تھے۔ قوت القلوب میں ابوطالب مکی نے بیان کیا ہے کہ یہ کتابیں اور مجموعے نئی چیزیں ہیں۔

(حجۃ اللہ البالغہ، صفحہ نمبر 252)

مگر افسوس ہے ان پر جن کی زبان پر ہر وقت یہ گردان جاری رہتی ہے کہ "ہر بدعت گمراہی ہے" جب کچھ نہ بن پڑی تو بدعت کا ایک قاعدہ اپنی طرف سے گھڑ لیا ،بدعت قولی ہوتی، بدعت فعلی ہوتی ،بدعت اعتقادی ہوتی ،پھر مصالح مرسلہ کی منطق جھاڑنی شروع کر دیتے ہیں۔ بات اس میں نہیں کہ یہ بدعت مراسلہ ضروریہ ہے یا حاجیہ ،اعتقادی، قولی ہے فعلی (حالانکہ اس میں تو کوئی قید نہیں) بات اس میں ہے، کہ ہے تو بدعت ،نام تو بدعت ہے اور تمہاری تشریح کے مطابق ہر بدعت گمراہی پر مبنی ہے تو پھر تم نے یہ قول کیوں گھڑ لئے۔ بدعت تو ہر جگہ بدعت ہی رہے گی۔ اب جن بدعتوں کو تم لوگ مصالح ضروریہ یا حاجیہ میں لاتے ہو ان مصالح ضروریہ یا حاجیہ کے متعلق تو تمہارے اکابر وہابی صاحب تو پہلے ہی یہ فتویٰ دے چکے ہیں۔ یہ صرف ہم چند وہابیوں کے فتووں پر اکتفا کر رہے ہیں۔ وہابیوں کے امام عبدالستار دہلوی نے لکھا ہے کہ:۔

بیشک مساجد میں محراب مروّجہ کا بنانا ناجائز اور بدعت ہے۔

(فتاوی ستاریہ، جلد 1 صفحہ 56) بحوالہ (الوہابیت، صفحہ 177)

اور ملاحظہ کیجئے۔

"لفظ محراب ہی مسجد کے لیے معیوب ہے۔ بالاخانہ ، غرفہ وغیرہ بنانا یہود و نصاریٰ کا فعل ہے۔ اور یہ دیواری محراب ہنود کی ایجاد ہے"۔

(صحیفہ اہل حدیث کراچی، صفحہ 21،16 ذیقعدہ 1382ھ) بحوالہ (الوہابیت، صفحہ 177)

مولوی عبدالجلیل نے لکھا ہے کہ :۔

''مسجد میں محراب بنانا خلاف سنت ہے''۔

(صحیفہ اہل حدیث کراچی، صفحہ 16،21 ذیقعدہ 1382ھ) بحوالہ (الوہابیت، صفحہ 178)

اب بتاؤ تمہاری ان تشریح کی کیا اوقات رہ گئی۔ یقیناجو لوگ علماء سلف کے طریقوں سے ہٹ کر چلتے ہیں وہ پھر یوں ہی ذلیل و خوار ہوتے ہیں کہ آسمان کا تھوکا چہرے پر ہی پڑتا ہے۔ اللہ کریم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ہدایت نصیب فرمائے آمین۔

مزید معترض لوگوں کا بدعت کو بدعت لغوی و بدعت شرعی میں تقسیم کرنا، کیا اس کا ثبوت صحابہ سے ثابت ہے ؟کہ اُنہوں نے بدعت کو بدعت لغوی و شرعی میں تقسیم کیا ہو تو پھر یہ لوگ کس منہ سے اہل سنت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ میلاد کا ثبوت دو کہ میلاد خیر القرون میں تھا۔ جب کچھ نہیں بن پڑتا تو بدعت کی تشریح کرنی شروع کر دیتے ہیں۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ جب علماء کرام بدعت کی تشریح کر چکے تو اُس کو اپناتے اور اپنی نئی نئی اصطاحیں مسلمانوں پر نہ ٹھونستے تو امت افتراق و تفریق سے بچی رہتی مگر ان لوگوں کا دراصل مقصد ہی یہی ہے کہ مسلمانوں میں افتراق و تفریق کا بیج بو کر شجر اسلام کو کمزور کیا جائے۔ ملاحظہ ہو معترض اپنے جواز کیلئے بدعت کی یوں تعریف کرتا ہے۔

عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد روشن کی اور لوگ بھی اکھٹا ہوگئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے گمان کیا کہ یہ انکا عمل نیا ہے تو فرمایا ''کیا ہی اچھی بدعت ہے'' اور یہ بھی کہ عمر رضی اللہ عنہ خلفاء راشدین میں سے ہیں جنکی قول سے دلیل پکڑی جاسکتی ہے جب وہ نصوص کے مخالف نہ ہو۔ (دین میں بدعت اور عید میلادالنبی ﷺ، ص 7، از عبدالعزیز بن سالم العمر) ____________ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ''یہ طریقہ کیا ہی اچھا ہے'' ان کی اس سے مراد لغوی بدعت تھی نہ کہ شرعی۔ (ص:19) ________ جب کہا جائے کہ : یہ بدعت ہے تو یہ لغت کے اعتبار سے بدعت ہوگی نہ کہ شریعت کے اعتبار سے، (ص:19) _______ شریعت

میں بدعت اسے کہا جاتا ہے جس کی شریعت میں کوئی دلیل اور اصل نہ ملتی ہو جس کی طرف رجوع کیا جاسکے۔(ص:19)

اس کا جواب بھی وہی ہے جو ہم تدوین قرآن میں دے آئے ہیں ۔یہاں چند باتیں قارئین کرام کے لئے دلچسپی کا باعث ہوں گی۔ یہ کہتے ہیں کہ اس بدعت سے مراد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بدعت لغوی ہے۔

پہلی بات تو یہ ہے کیا یہ غیب کا علم رکھتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل کی بات جان لی کہ آپ کا مقصد بدعت لغوی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو نباضِ قوم ہیں تو آپ نے خود ہی اپنی زبان مبارک سے بدعت لغوی کا کیوں نہ اظہار فرمادیا۔ صرف بدعت حسنہ ہی کیوں کہا؟

تیسری بات یہ ہے کہ خود بھی اقرار کر رہے ہیں کہ بدعت لغوی ہے تو جب بدعت مان لی اور اچھی بدعت مان لی تو ہماری بات کی تائید ہوگئی کہ بدعت حسنہ بھی ہوتی ہے اور بدعت سیۂ بھی۔ بات تو اسی میں ہے کہ ہر بدعت بری نہیں تو پھر اہلسنت کے ہر معمولات پر بدعت کی رٹ لگا کر کہ ”ہر بدعت گمراہی ہے“ خود اپنے آپ کو فریب دینا چاہتے ہیں یا عوام الناس کی آنکھوں میں دھول جھونکنا چاہتے ہیں۔

چوتھی بات یہ کہتے کہ خلفاء راشدین کی بات کی دلیل جبھی پکڑی جاسکتی ہے جبکہ وہ نصوص کے خلاف نہ ہو۔ کیا اس تحریر سے اس بات کا عندیہ نہیں ملتا کہ خلفاء راشدین کی بات نصوص کے خلاف ہوسکتی ہے۔ معاذاللہ، کیا یہ خلفاء راشدین کی بے ادبی وگستاخی نہیں۔ آپ سوچ سکتے ہیں کہ خلفاء راشدین جن پر میرے اور سب کے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو ناز ہے وہ نصوص کے خلاف کوئی قدم اٹھا سکتے ہیں۔ اُن کا کوئی قول و

فعل شریعت سے متصادم نہیں ہو سکتا۔ خیر جو لوگ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد پر اتنا خار کھاتے ہیں اور طرح طرح کی بے ادبیاں اور گستاخیاں کرتے ہیں تو پھر ان سے کچھ بعید نہیں۔ حالانکہ جب میلاد کی اصل شریعت میں ملتی ہے تو اس کو حرام کہہ دینا دین میں دخل اندازی نہیں تو اور کیا ہے۔

یہی کچھ انداز معترض لوگ نماز تراویح کے بارے میں اپناتے ہیں۔ ملاحظہ کیجئے۔

ایک اپنا قفل ذہن یوں کھولتا ہے۔

نماز تراویح کو بدعت کہنا درست نہیں کیونکہ یہ بدعت تب ہوتی جب اس کا نبی کریم ﷺ سے کوئی ثبوت ہی نہ ملتا۔ (صحیح تاریخ ولادت مصطفیٰ ﷺ، ص25، ابوعدنان محمد منیر قمر نواب الدین)________ (حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ) اپنے ارشاد میں بدعت کا جو لفظ استعمال فرمایا ہے وہ بھی اپنے متبادر و معروف معنوں میں نہیں، بلکہ یہ مشاکلہ (یعنی شکلاً ملتا جلتا) ہے۔ جو کہ عربوں میں معروف تھا کہ ایسا لفظ استعمال کرنا جس سے اس کا اصل معنیٰ نہیں بلکہ کوئی دوسرا معنیٰ مراد ہوتا ہے اس طرح قول فاروق میں بدعت سے مراد ہے۔ "گذشتہ ایّام میں نہ پائی جانے والی چیز کو جود میں لانا"۔ جبکہ یہ بھی نہیں کہ بالکلیہ سابق میں موجود نہ تھی۔ بلکہ اس کا اجراء سنت رسول ﷺ ہونے کے پیش نظر ہی کیا گیا تھا۔ (ص:25)________ اعراب قرآن بدعت کے ضمن میں ہر گز نہیں آتا یہ "مرسلہ مرسلہ" کے باب سے ہے۔ یعنی دین امور میں سے کسی حرج کو رفع کرنے اور کسی ضروری امر کی حفاظ کے لئے کوئی اقدام کرنا۔ (ص:26)________ ائمہ مجتہدین کی طرف سے بھی بعض قواعد وضع کیئے گئے ہیں جو کہ مصالح مرسلہ ضروریہ میں سے ہیں۔ (ص:27)

دوسرا قفل ذہن یوں کھولتا ہے۔

عمر رضی اللہ عنہ کا قول "کیا ہی اچھی بدعت ہے" یہ تراویح کی نماز کے بارے میں تھی اور یہ سنت ہے عمر رضی اللہ عنہ نے لغوی بدعت کے طور پر کہا تھا۔ (دین میں بدعت اور عید میلاد النبی ﷺ، ص6۔7، از عبدالعزیز بن سالم العمر)________ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو چند راتیں تراویح کی نماز پڑھائی تھی، اور پھر اس ڈر اور خدشہ سے چھوڑ دی کے کہیں ان پر فرض نہ

کر دی جائے، اور صحابہ کرام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں علیحدہ علیحدہ اور متفرق طور پر ادا کرتے رہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی اسی طرح ادا کرتے رہے، یہاں تک کہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں ایک امام کے پیچھے جمع کر دیا، جس طرح وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھے، اور یہ کوئی دین میں بدعت نہیں ہے۔(ص:19-20)

اس کا جواب بھی وہی ہے جو ہم پہلے دے چکے ہیں صرف اتنا عرض کرتے ہیں کہ ان لوگوں کا وطیرہ ہے کہ ضرورت پڑنے پر گدھے کو بھی باپ بنا لیتے ہیں۔ بدعت تو بدعت ہے چاہے کسی صورت میں بھی ہو ہمارا بھی یہی کہنا ہے کہ ہر بدعت گمراہی پر مبنی نہیں ہوتی۔ لہٰذا علماء اگر بدعت کی اقسام کریں تو انہیں خیر القرون یاد آ جاتا اور وقت پڑنے پر خود ہی توجیہہ کا سہارا لیتے ہیں۔ اور خیر القرون یاد نہیں آتا۔ یا پھر ان کی اپنی زبان میں کہ کہ لوگ معاذ اللہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے بھی عقل و دانش میں آگے نکل گئے کہ وہ تو نہ سمجھے اور یہ سمجھ گئے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العظیم۔

قارئین کرام ملاحظہ فرمائیں کہ ایک تو کہتا ہے کہ نماز تراویح کو بدعت کہنا ہی درست نہیں اور دوسرا پہلے والے کی تذلیل کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اے جھوٹے! ایسا نہیں بلکہ یہ تو بدعت لغوی ہے شرعی نہیں۔ اب آپ خود فیصلہ کر لیں کہ ان لوگوں کا شمار کن میں کیا جائے۔ اور پھر بقول پہلے معترض کے کہ بدعت کے کے معنی اصل میں دوسرے ہیں اور عرب لوگ ایسے جملہ بول دیا کرتے ہیں۔ اور بدعت کا لفظ جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے استعمال فرمایا یہ معروف معنوں میں نہیں۔ یہ جہلا یہ بات نہیں جانتے کہ اس طرح یہ کہہ کر دوسرے جہلاء کو یہ دعوت فکر دے رہے ہیں کہ آؤ اپنی ناقص عقل و فکر سے جو چاہے معنیٰ بناتے پھرو اور مذہب کو کھیل تماشا بنا دو۔ اس طرح سے غبی لوگ ان منکرین میلاد کی بات کو سامنے رکھ کر پھر حدیث کے متعلق بھی یہی کہیں گے کہ حدیث میں لفظ بدعت کے طور پر استعمال نہیں ہوا بلکہ عرب کے

مقولے کے طور پر استعمال ہوا ہے اور اس کا معنی بدعت نہیں تو ان منکرین میلاد کی کوئی بات مانے گا۔ ہر گز نہیں۔ بدعت بدعت ہی ہوتی ہے چاہے وہ خیر القرون میں ہو یا خیر القرون کے بعد، اس کو بدعت ہی ماننا پڑے گا۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے۔

قال الشافعی رحمه الله تعالیٰ ما احدث مما یخالف الکتاب او السنة او الاثر او الاجماع فهو ضلالة وما احدث من الخیر مما لا یخالف شیئا من ذلك فلیس بمذموم۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جو چیز کتاب یا سنت یا اثر یا اجماع کے خلاف ہو وہ گمراہی ہے اور جو اچھی بات ایسی ایجاد کی جائے جو ان میں سے کسی کے مخالف نہ ہو وہ مذموم نہیں۔

(مقالات شارح بخاری، جلد اول، صفحہ 201)

مقتدائے وقت فقیہ محدث علامہ عثمان بن حسن دنبالی اپنے رسالہ "اثبات قیام" میں فرماتے ہیں۔

اجاب بذالك الامام المحقق الولی ابوذرعة العراقی حین سئل عن فعل المولد مستحب او مکروه فاجاب بقوله الولیمة والطعام مستحب کل وقت فکیف اذا انضم الی ذالك السرور بظهور نور النبوة فی هذا الشهر الشرف ولا یلزم من کونه بدعة کونه مکروها فکم من بدعة مستحبة بل واجبة۔

امام محقق ابوذرعہ سے سوال کیا گیا کہ میلاد شریف کرنا مستحب ہے یا مکروہ؟ جواب دیا کہ دعوت اور کھانا ہر وقت مستحب ہے تو کیسے ناجائز ہو جائے گا کہ اس مبارک مہینے میں نورِ

نبوت کا ظہور ہوا ہے اور بدعت ہونے سے مکروہ ہونا لازم نہیں آتا۔ بہت سی بدعت مستحب ہیں بلکہ واجب ہیں۔

(مقالات شارح بخاری، جلد اول، صفحہ 202)

چند خاص بدعتیں جو ایجاد ہوئیں جن پر لوگ عمل بھی کرتے ہیں۔

1) کھانا کھانے کے بعد خیر والقرون میں صحابہ کرام انگلیوں کو تلوں سے صاف کرتے تھے اور صابن وغیرہ سے ہاتھوں کی صفائی کو بدعت کہتے تھے۔

2) وہ مسجدوں میں زمین پر بغیر فرش کے نماز پڑھتے تھے۔

3) وہ سفر پیدال طے کرتے یا جانوروں پر سواری کیا کرتے تھے۔

4) علماء فرماتے ہیں ایک بدعت یہ رائج ہوگئی کہ جمعہ کے دن سویرے جانا چھوڑ دیا اور مسلمانوں کو یہود اور نصاریٰ سے بھی شرم نہیں آتی کہ وہ اپنے عبادت خانوں میں ہفتہ اور اتوار کو سویرے جاتے ہیں۔

5) تلاوت کے بعد صدق اللہ العظیم کہنا بدعت ہے جس پر تقریباً سب کا عمل ہے۔

اب ہم مکہ معظّمہ کے عظیم اور شہرہ آفاق عالم علامہ سید محمد بن علوی مالکی کی کتاب منہج السلف فی فہم النصوص بین النظریۃ والتطبیق، اردو ترجمہ مسلک سلف صالحین سے بدعت کے متعلق جو خوبصورتی سے اظہار فرمایا ہے درج کرتے ہیں۔ تاکہ حقیقت روشن وعیاں ہوجائے۔ آپ فرماتے ہیں۔

بعض نام نہاد اہل علم نے حدیث کا استعمال غلط کیا اور اس سے استدلال کرتے ہوئے ان تمام امور کا رد کیا جو فقہی، معاشرتی اور علمی تقاضوں سے متعلق ہیں اور ان کی کیفیات اور صورتیں ایسی ہیں جو عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور قرون ثلثہ میں نہیں

تھیں۔اور ہر ایک کے بارے میں یہی کہا کہ یہ نئے امور ہیں اور ہر نیا امر بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے، یہ لفظ عموم اور بدعت کے گمراہی ہونے میں صریح ہیں، پھر اس کے بعد یوں کہتا ہے کہ کیا صاحب رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اس فرمان "ہر بدعت گمراہی ہے" کے بعد یہ صحیح ہو سکتا ہے کہ کوئی مجتہد یا فقیہ آکر کہہ دے کہ نہیں نہیں، ایسا نہیں ہر بدعت گمراہی نہیں بلکہ بعض گمراہی، بعض حسنہ اور بعض سیئہ ہیں۔۔۔؟ اور اس طریقہ سے کثیر لوگ دھوکا کھا جاتے ہیں اور وہ چیختا چلاتا اور انکار کرتا رہتا ہے اور مقاصد شریعت سے ناواقف اور دین اسلام کی روح سے ناآشنا لوگوں کی تعداد بڑھاتا رہتا ہے۔

پھر جلد ہی ایک نئی اختراع پر مجبور ہو جاتا ہے جو اس کے درپیش مسائل کا حل اور زندگی کے واقعی امور کی عقدہ کشائی کرے، اور یقیناً وہ ایک وسیلہ کی اختراع کی طرف پناہ لینے پر مجبور ہو جاتا ہے کیونکہ اگر وہ اختراع نہ کرے تو کھانے، پینے اور رہنے سہنے کے معاملات سے ہاتھ دھو بیٹھے، بلکہ لباس، سانس لینا اور ازدواجی زندگی اس کے لیے دشوار ہو جائے نیز اہل و عیال، عزیز و اقارب اور معاشرتی معاملات تو درکنار ذاتی معاملات نبھانے سے کنارہ کش ہو جائے اور وہ اختراعی وسیلہ یہ ہے جو وہ واضح الفاظ میں کہتا ہے کہ:۔

ان البدعة تنقسم الی بدعة دینیة ودنیویة۔

"بے شک بدعت کی دو قسمیں ہیں: دینیہ اور دنیویہ"۔

واہ سبحان اللہ اس معترض نے اپنی ذات کے لیے صریح لفظ سے کھیلنا اور مذاق کرنا جائز قرار دے لیا اور اس تقسیم کو گھڑ لیا، یقیناً یہ تسمیہ (دینیہ اور دنیویہ) اختراعی ہے، اگر ہم یہ تسلیم کر بھی لیں کہ یہ مفہوم و معنی عہد نبوت سے موجود ہے لیکن بہر حال یہ

تقسیم اور یہ تسمیہ (دینیہ و دنیویہ) عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں قطعاً موجود نہیں تھا۔ تو بتاؤ یہ تقسیم کہاں سے نازل ہوئی؟ اور یہ اختراعی تسمیہ کہاں سے ٹپک پڑا؟

اب جو یہ کہے کہ بدعت کی قسمیں حسنہ اور سیئہ شارع علیہ السلام سے منقول نہیں ہیں۔ ہم اسے کہتے ہیں کہ ایسے ہی بدعت کی قسمیں دینیہ اور دنیویہ کا حال ہے جو عین بدعت اور عین اختراع ہے کیونکہ حضرت شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "ہر بدعت گمراہی ہے"۔ اور یہ فرمان عالی شان مطلق ہے، تو یہ فوراً کہے گا کہ نہیں نہیں، ایسا نہیں ہر بدعت مطلق گمراہی نہیں، بلکہ اس کی دو قسمیں ہیں: ایک دینیہ اور یہ گمراہی ہے، دوسری دنیویہ اور یہ کچھ بھی نہیں۔

جب ایک انصاف پسند اور دانشور شخص دیکھتا ہے کہ بدعت حسنہ اور سیئہ میں تقسیم کرنا بدعت، اختراع یا باطل ہے جس کی کوئی اصل نہیں، یا غیر مقبول اور مردود ہے، تو بلاشک و شبہ وہ بدعت کی دینیہ اور دنیویہ میں تقسیم کو بھی اسی قبیلے سے ٹھہرائے گا، کیونکہ یہ دونوں تقسیمیں ایک مرکز اور ایک نقطہ سے متعلق ہیں اور ایک مشترکہ سوچ و بچار کو جنم لیتی ہیں اس کے علاوہ مشکل سے نکلنے کا کوئی راستہ بھی نہیں و گرنہ ہم جمود کا شکار ہو جائیں گے اور اس مشکل، تنگی اور نقصان میں مبتلا ہو جائیں گے جس سے ہمیں نکال کر آسانی، کشائش اور نفع کی راہ دکھانے کے لیے شریعت اسلامیہ نازل ہوئی ہے۔

بدعت کا مسئلہ ایک مشکل مسئلہ ہے لہٰذا ہم اس کی وضاحت کر دیتے ہیں اور ان شاء اللہ اس سے ہر طرح کا اشکال دور التباس زائل ہو جائے گا، اور زیر بحث کلام اس شارح حکیم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے، جن کی مبارک زبان شریعت کی زبان ہے، اور ایسی مرتب اور متناسب زبان ہے جس میں تناقض ہے نہ تعارض، تو ضروری ہے کہ شارع

علیہ السلام کے کلام کو اس شرعی میزان پر سمجھا جائے جسے وہ خود لے کر تشریف لائے، اور جب تمہیں یہ معلوم ہو جائے کہ بدعت دراصل یہ ہے کہ ہر وہ امر جو ایسا نیا اور اختراعی ہو جس کی وضع کسی مثال پر مبنی نہ ہو، تو بہر صورت یہ بات ذہن سے نکلنے نہ پائے کہ یہاں وہ مذموم بدعت اور اختراع مراد ہے جو امر دین سے زیادتی ہو تا کہ دین کا حصہ بنے اور شریعت میں زیادتی ہو تا کہ شریعت کا ایک نیا رخ دھارا جائے تاکہ وہ صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہو کر پیروی کے قابل ہو جائے اور یہی وہ بدعت جس سے سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس فرمان عالی شان سے ڈرایا۔

من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد۔ (بخاری و مسلم)

"جو شخص ہمارے دین میں کوئی ایسی ایجاد کرے جس کی اصل دین میں نہ ہو تو وہ مردود ہے"۔

متعلقہ موضوع میں حد فاصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان "فی امرنا ھذا" ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہمارے مفہوم میں بدعت کی تقسیم حسنہ اور سیئہ کی طرف لغوی بدعت کی تقسیم ہے جو محض اختراع اور احداث کا نام ہے اور ہمیں شرعی معنی میں بدعت کے گمراہی ہونے میں قطعاً کوئی شک نہیں، وہ جو دین میں زیادتی اور امور شریعت شریعت کی طرف منسوب ہو، بے شک فتنہ مردودہ اور مذمومہ ہے، اور اگر وہ منکرین اس معنی کو حسن نیت کے ساتھ سمجھ لیں تو اس پر واضح ہو جائے گا کہ اجتماع کا محل قریب اور افتراق و نزاع کا مقام بعید ہے۔

میں نے دیکھا ہے کہ مفاہیم قریب قریب ہیں کیونکہ تقسیم کے منکرین بدعت شرعیہ کی تقسیم کا انکار کرتے ہیں جس کی واضح دلیل ان کی یہ تقسیم ہے کہ بدعت کی دو

قسمیں ہیں: دینیہ اور دنیویہ۔ اور انہوں نے ضرورتاً اس تقسیم کا اعتبار کیا، اور جو بدعت کی تقسیم حسنہ اور سیئہ میں کرتے ہیں وہ تقسیم بدعت لغویہ کی نسبت سے ہے نہ کہ شرعیہ کے حوالے سے، کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ دین و شریعت میں زیادتی گمراہی اور بہت بڑی برائی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں لہٰذا جو اختلاف اور افتراق سے بالاتر ہو کر اجتماع اور موافقت کی کوشش کرے، اس کے نزدیک یہ اختلاف محض شکلی ہے۔

بے شک جو حضرات حسنہ اور سیئہ کی طرف بدعت کی تقسیم کا انکار کرتے اور دینیہ اور دنیویہ کی تقسیم کے قائل ہیں بلاشبہ ان کو بایک بنی سے کوئی واسطہ نہیں، کیونکہ جب انہوں نے یہ بیان کیا کہ بدعت دینیہ گمراہی ہے اور یہ حق ہے اور جو یہ کہا بدعت دنیویہ کوئے شے نہیں یہ ان کی فحش غلطی ہے کیونکہ اس سے انہوں ے ہر بدعت دنیویہ پر اباحت کا حکم لگایا ہے، حالانکہ اس میں بہت بڑا نقصان ہے اور اس ے بہت بڑی مصیبت اور فتنہ برپا ہو جاتا ہے، کیونکہ اگر وہ اس قول کو بغیر کسی احتراز یا تقیید کے مطلق رکھیں تو وہ اس غلط مفہوم میں واقع ہونے سے محفوظ نہیں رہ سکتے جب تک وہ اس پر مفصل کلام نہ کریں، اور یہ تفصیل واجب اور ضروری ہے، اور وہ یہ تھی کہ وہ کہتے کہ یہ بدعت دنیویہ، اس میں کچھ خیر ہے اور کچھ شر، جیسا کہ واقع اور مشاہدہ میں موجود ہے جس کا کوئی اندھا اور جاہل بھی انکار نہیں کر سکتا اور اتنی زیادتی اس میں ضروری تھی اور بدعت کی تقسیم دینیہ اور دنیویہ کی طرف کرنے والوں پر لازم ہے کہ وہ تعبیر میں احتیاط کریں اور اس طرح تقیید کے علاوہ قول کو مطلق نہ رہنے دیں بلکہ ایسی قید کا اضافہ کریں جو بدعت دنیویہ کی حد بندی کرے، وگرنہ وہ لوگوں کو بہت بڑی مصیبت اور عظیم شر سے دوچار کریں گے۔

میں کہتا ہوں کہ ان پر واجب ہے کہ اس غلطی پر نظر ثانی کریں اور اس مصیبت کا ازالہ کریں جس کے سبب لوگو بہت بڑے شر میں گرفتار ہیں اور ہلاکت کے اندھے کنوئیں میں گرتے جارہے ہیں، اس پر اعتماد کرتے ہوئے کہ ہر بدعت دنیویہ منہیات شرعیہ داخل نہیں، اور یہ ان کے اس مطلق قول پر مبنی ہے اور اس سے لازم آتا ہے کہ بدعت دنیویہ حلال ہے اس پر کچھ مواخذہ نہیں، اور ممنوع صرف بدعت دینیہ ہے، باوجود اس کے کہ یہ بدعت دنیویہ جن امور پر مشتمل ہے ان میں بعض ایسے ہیں جن کی خیر کثیر ہے اور بعض ایسے ہیں جن میں شر خطیر (بھاری جرم) ہے۔

لہٰذا یہ تقسیم اس اطلاق عام کے ساتھ فاسد اور ناقص ہے جو تحریر اور تحقیق کی محتاج ہے تاکہ شر اور مصائب دنیویہ میں واقع ہونے سے بچا جائے اور حفظ اور امن و سلامتی کا دامن ہاتھ میں آئے۔ وہ کیا بہتر تعبیر ہے جو ضلالت و گمراہی سے بچانے والی ہو؟ وہ کیا صحیح تعبیر ہے جو ثقہ تحریر ہو۔

ہمارا خیال ہے کہ اس مسئلہ میں ائمہ کے قول سے بڑھ کر کوئی بھی تعبیر زیادہ صحیح، ٹھوس اور مضبوط نہیں ہوسکتی کیونکہ وہ دین کے اصول و قواعد کے بہت بہتر جانتے اور پہچانتے ہیں، تو انہوں نے اس بدعت کو دو قسموں میں منقسم کیا ہے یعنی بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ۔ حسنہ ہر قسم کی بھلائی، نفع اور دینی و دنیوی مفاد کو شامل ہے اور اسلام اسے قبول کرتا ہے اور رضا مندی کا اظہار کرتا ہے نیز شریعت کے اصول و قواعد اسے شامل ہیں، اور سیئہ وہ قباحت ہے جو ہر قسم کی برائی، نقصان اور مصیبت کو شامل ہے چاہے وہ دینی ہو یا دنیوی، اسلام اس کا قطعاً رد کرتا ہے اور اس کے قواعد واصول اسے قبول نہیں کرتے کیونکہ شرعی اصول تو مفادات کی طرف رہنمائی کرتے ہیں اور مصائب و آلام کو

دور کرتے ہیں اور بھلائی کو لاتے ہیں. برائی کا رد کرتے ہیں اور مفاد عامہ کو ثابت کرتے ہیں۔

ہم کہتے ہیں کہ اگر کوئی انصاف پسند شخص اس موضوع میں تحقیق و تدبر سے کام لے تو بلاشک و شبہ وہ محسوس کرے گا کہ اس معنی کی تحقیق میں قائل کا یہی قول کافی ہے کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں، حسنہ اور سیئہ۔ اور معلوا ہوا کہ اس سے مراد بدعت لغویہ ہے جیسا کہ پہلے ذکر ہوا، رہی وہ بدعت جسے منکرین نے دنیویہ کے نام سے تعبیر کیا ہے تو یقیناً یہ قول بڑی دقت نظر اور احتیاط کا محتاج ہے کیونکہ یہ تو ہر نئے امر ہر حکم شرع اور قواعد دین میں کمی و بیشی کا تقاضا کرتا ہے، اور مسلمانوں پر لازم کرتا ہے کہ وہ اپنے تمام نئے امور کو شریعت اسلامیہ پر پیش کریں چاہے وہ امور دنیویہ عامہ ہوں یا خاصہ، تاکہ اسلام میں اس کا حکم دیکھا جائے اگر یہ بدعت ہیں تو، اور اس فیصلے کا تحقق بحمدہ تعالیٰ اس امر اور معتبر تقسیم سے ہی ہوگا جو ائمہ اصول سے منقول ہے، اللہ تعالیٰ جل شانہ ائمہ اصول اور ان کی تحریر سے راضی ہو جن کے الفاظ عمدہ اور صحیح ہیں جو ایسے صاف اور روشن معانی کی طرف راہنمائی کرتے ہیں جو ہر طرح کے نقص، تحریف یا تاویل سے پاک اور منزہ ہیں۔

حضور پر نور شافع النشور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی:۔

کل محدثة بدعة وکل بدعة ضلالة۔

(دین میں) ہر نیا امر بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

اس کی مراد متعین کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ جو زبانیں ارباب مذاہب فقہیہ میں مختلف مسائل کے بارے بدعت وضلالت کا فتویٰ لگانے میں مطلق العنان ہیں ان کا ناطقہ بند کیا جائے اور ائمہ مجتہدین کا تحفظ کیا جائے جو محض رائے پر حکم لگانے کی بجائے

ماخذ شرعیہ کی تلاش میں ہوتے ہیں تاکہ مسئلہ کی ان کی طرف نسبت کی جاسکے اور ان ماخذ کو وہ نہایت دیانتداری، عدالت، کثرت مطالعہ اور مثبت سوچ کے ساتھ بسیار تفتیش کے بعد حاصل کر پاتے ہیں، اور بعد والے ان کے طریقے کو اپنا لیتے ہیں کیونکہ وہ ائمہ نظر و تحقیق، استنباط اور ترجیح کے تمام تر پہلوؤں سے بخوبی واقف ہوتے ہیں اور بسا اوقات کچھ لوگ ان کے اختلافات کو عقیدہ کا اختلاف سمجھتے ہیں اور نادانی کے سبب شرک اور بدعت وضلالت تک کا حکم نافذ کر دیتے ہیں، حالانکہ یہ اختلاف ایسے افراط و تفریط کا متحمل نہیں ہوتا، کیونکہ ان کا اختلاف صرف عبادات اور معاملات میں متخالفہ مفاہیم پر مبنی ہوتا ہے جو تکفیر اور تبدیع وغیرہ کی صلاحیت نہیں رکھتا، ایسے لوگوں کو درج ذیل احادیث مبارکہ سے عبرت حاصل کرنی چاہئے اور ایسے فتوؤں سے اپنا دامن سیاہ کرنے سے احتراز کرنا چاہئے۔ چنانچہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

انما اتخوف علیکم رجلا قرء القرآن حتی اذا روی علیہ بهجته و کان رده الاسلام اعتزل الی ماشاء اللہ و خرج علی جاره بسیفه ورماه بالشرك۔

(رواہ البزار والہیثمی فی مجمع الزوائد: 188/1 وکنزالعمال: 1/10)

"بے شک مجھے تم پر ایک ایسے شخص کا خدشہ ہے جو قرآن پڑھے گا حتیٰ کہ اس پر قرآن کی رونق محسوس ہوگی اور وہ اسلام سے بایں صورت پھر جائے گا کہ اپنے پڑوسی پر تلوار لے کر نکلے گا اور اسے شرک کا طعنہ دے گا"۔

ابن مردویہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم رؤف رحیم ﷺ نے فرمایا:۔

اخوف ما اخاف علیکم ثلاثا رجل اتاہ اللہ القرآن حتی اذا رای بھجتہ وتردی الاسلام اعارہ اللہ ماشاء اخترط سیفہ وضرب جارہ و رماہ بالکفر قالوا: یارسول اللہ، ایھما اولی بالکفر، الرامی او المرمی بہ؟ قال: الرامی۔۔۔(الحدیث)

"مجھے تم پر تین آدمیوں کا زیادہ خوف ہے: ایک وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن عطا کیا حتیٰ کہ جب وہ اس کا وقار دیکھ لے اور اسلام کی حمایت میں کھڑا ہے، اللہ اس کو عار دلائے تو وہ اپنی تلوار سونت کر پڑوسی کو مارے گا اور اسے کفر کا فتویٰ دے گا۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کفر کا زیادہ مستحق کون ہوگا؟ فتویٰ دینے والا یا جس کے بارے میں فتویٰ دیا گیا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: فتویٰ دینے والا"۔

(منہج السلف اردو ترجمہ مسلک سلف صالحین، صفحہ 447 تا 455)

اب ہم یہ بھی مختصر طور پر بتاتے چلیں کہ علماء سلف نے بدعت کی کیا اقسام کی ہیں جن کو سن کر مخالفین کے پیٹ میں مروڑ شروع ہو جاتی ہے۔ حالانکہ یہ اقسام بالکل صحیح اور اسلامی اصول و ضوابط پر متعین کی گئیں ہیں۔

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ اپنی شہرہ آفاق کتاب جاء الحق میں فرماتے ہیں۔

بدعت دو طرح کی ہوتی ہے۔ بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ۔ اب یاد رکھنا چاہیے کہ بدعت حسنہ تین طرح کی ہے۔ بدعت جائز، بدعت مستحب، بدعت واجب۔ اور بدعت سیئہ دو طرح کی ہے۔ بدعت مکروہ اور بدعت حرام۔ اس تقسیم کی دلیل ملاحظ ہو۔ مرقات باب الاعتصام بالکتاب والسنہ میں ہے۔

البدعة اما واجبة کتعلم النحو وتدوین اصول الفقه اما محرمة کمذهب الجبریة واما مندوبة کاحداث الروابط والمدارس وکل احسان لم یعهد فی الصدر الاول وکالتروایح ای بالجمعاعة العامة و اما مکروهة کزخرفة المسجد واما مباحة کالمصافحة عقیب الصبح والتوسع بلذیذ الماکل والمشارب۔

"بدعت یا تو واجب ہے جیسے علمِ نحو کا سیکھنا اور اصول فقہ کا جمع کرنا اور یا حرام ہے جیسے جبریہ مذہب اور یا مستحب ہے۔ جیسے مسافر خانوں اور مدرسوں کا ایجاد کرنا اور ہر وہ اچھی بات جو پہلے زمانہ میں نہ تھی اور جیسے عام جماعت سے تراویح پڑھنا اور یا مکروہ ہے جیسے مسجدوں کو فخریہ زینت دینا اور یا جائز ہے جیسے فجر کی نماز کے بعد مصافحہ کرنا اور عمدہ عمدہ کھانوں اور شربتوں میں وسعت کرنا"۔

شامی جلد اوّل کتاب الصلوٰۃ باب الامامت میں ہے۔

ای صاحب بدعة محرمة والا فقد تکون واجبة کنصب الادلة و تعلم النحو ومندوبة کاحداث نحو رباط ومدرسة وکل احسان لم یکن فی الصدر الاوّل مکروحة کزخرفة المسجد ومباحة کالتوسع بلذیذ الماکل والمشارب والثیاب کما فی شرح الجامع الصغیر۔

"یعنی حرام والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے ورنہ بدعت تو کبھی واجب ہوتی ہے جیسے کہ دلائل قائم کرنا اور علم نحو کا سیکھنا اور کبھی مستحب جیسے مسافر خانہ اور مدرسے اور ہر وہ اچھے چیز جو کہ پہلے زمانہ میں نہ تھی ان کا ایجاد کرنا اور کبھی مکروہ جیسے کہ مسجدوں کی فخریہ زینت اور کبھی مباح جیسے عمدہ کھانے، شربتوں اور کپڑوں میں وسعت کرنا اسی طرح جامع صغیر کی شرح میں ہے"۔

ان عبارات سے بدعت کی پانچ قسمیں بخوبی واضح ہوئیں۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ ہر بدعت حرام نہیں بلکہ بعض بدعتیں کبھی ضروری بھی ہوتی ہیں جیسے کہ علم فقہ و اصول فقہ یا قرآن کریم کا جمع کرنا یا قرآن کریم میں اعراب لگانا یا آج کل قرآن کریم کا چھاپنا اور دینی مدرسوں میں تعلیم کے درس وغیرہ بنانا۔

بدعت حسنہ اور سیۂ کی پہچان تو بتادی گئی کہ جو بدعت اسلام کے خلاف ہو یا کسی سنت کو مٹانے والی ہو۔ وہ بدعت سیۂ۔ اور جو ایسی نہ ہو۔ وہ بدعت حسنہ ہے۔ اب ان پانچ قسموں کی علامتیں معلوم کرو۔

بدعت جائز:۔ ہر وہ نیا کام جو شریعت میں منع نہ ہو۔ اور بغیر کسی نیت خیر کے کیا جاوے۔ جیسے چند کھانے کھانا وغیرہ۔ اس کا حوالہ مرقاۃ اور شامی سے گذر گیا۔ ان کاموں پر نہ ثواب نہ عذاب۔

بدعت مستحبہ:۔ وہ نیا کام جو شریعت میں منع نہ ہو۔ اور اس کو عام مسلمان کارِ ثواب جانتے ہوں یا کوئی شخص اس کو نیت خیر سیکرے جیسے محفل میلاد شریف اور فاتحہ بزرگان کہ عام مسلمان اس کو کارِ ثواب جانتے ہیں۔ اس کو کرنے والا ثواب پاویگا۔ اور نہ کرنے والا گنہگار نہیں ہوگا۔۔۔۔۔

بدعت واجبہ:۔ وہ نیا کام جو شرعاً منع نہ ہو اور اس کے چھوڑنے سے دین میں حرج واقع ہو۔ جیسے قرآن کے اعراب اور دینی مدارس اور علم نحو وغیرہ پڑھنا۔

بدعت مکروہہ:۔ وہ نیا کام جس سے کوئی سنت چھوٹ جاوے۔ اگر سنت غیر مؤکدہ چھوٹی تو یہ بدعت مکروہ تنزیہی ہے اور اگر سنت مؤکدہ چھوٹی تو یہ بدعت مکروہ تحریمی۔

بدعت حرام:۔وہ نیا کام جس سے کوئی واجب چھوٹ جاوے۔یعنی واجب کو مٹانے والی ہو۔

(جاءالحق، صفحہ218تا220)

لہٰذا یہی زیادہ حق ہے کہ ہم علماء سلف کی بتائی ہوئی راہ کو اپنائیں اور اپنی دماغی اختراعی باتوں سے بچیں اور طرح طرح کی فتنہ گر لوگوں کی سوچوں سے بچیں کہ اسی میں اُمت مسلمہ کا مفاد ہے۔اسی میں مسلمانوں کی بقا ہے۔

ان کے پیش کردہ خیر القرون کے اعتراض میں یہ اعتراض بھی شامل ہے کہ :۔
صحابۂ کرام نے قیام تعظیمی نہیں کیا۔آپ کیوں کرتے ہیں۔کیا آپ صحابہ سے محبت میں بڑھ کر ہیں۔جب انتہائی محبت کے باوجود صحابہ نے ایسا نہیں کیا تو دوسروں کو ایسی تعظیم کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ خداوند قدوس نے وتعزروہ وتوقروہ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا حکم فرمایا ہے تو مسلمانوں کا جذبۂ دل جس طرح بھی رہبری کرے ہر طریقے سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم جائز ہے۔صحابۂ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے نہ کرنے سے کوئی فعل ناجائز نہیں ہو جائے گا۔اس لیے کہ صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کا کرنا کسی کام کے جائز ہونے کی دلیل تو ضرور ہے مگر نہ کرنا اس کے ناجائز ہونے کی دلیل ہر گز نہیں۔اسی لیے صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) نے جو کام نہیں کیے ایسے بے شمار کام مسلمان روزانہ کرتے رہتے ہیں۔

حضرت علامہ قسطلانی شارح بخاری علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔

الفعل یدل علی الجواز وعدم الفعل لایدل علی المنع۔

”کرنے سے جائز ہونا سمجھا جاتا ہے اور نہ کرنے سے ممانعت نہیں سمجھی جاتی“۔

(مواہب لدنیہ بحوالہ اقامۃ القیامہ، صفحہ 49)

اور شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں۔

نکردن چیزے دیگرست و منع فرمودن چیزے دیگر ۔ ملخصاً ۔

”نہ کرنا دوسری چیز ہے اور منع فرمانا دوسری چیز ہے“۔

(تحفۂ اثنا عشریہ بحوالہ اقامۃ القیامہ، صفحہ 49)

لہٰذا صحابۂ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے نہ کرنے سے قیام تعظیمی کو شرک و کفر یا حرام و ناجائز ٹھہرانا غلطی ہے۔ دیکھئے بعض صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) نے حدیثیں لکھیں مگر انہوں نے امام بخاری (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی طرح ہر حدیث لکھنے سے پہلے نہ غسل کیا اور نہ دو رکعت نماز پڑھی اور اسی طرح صحابۂ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے ہر حال میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیثیں ایک دوسرے سے بیان کرتے تھے۔ یعنی حضرت امام مالک (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی طرح ایک دوسرے سے حدیث بیان کرنے کے لیے صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) غسل نہیں کیا کرتے تھے، نہ کپڑے میں عطر لگاتے تھے اور نہ اس کے لیے خوشبو سلگاتے تھے تو کیا صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے اس طرح نہ کرنے سے حضرت امام بخاری اور حضرت امام مالک (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم) کا حدیث شریف کی تعظیم کرنا حرام و ناجائز ہو جائے گا۔ اور یہ لوگ گنہگار قرار دیئے جائیں گے؟ نہیں ہرگز نہیں بلکہ وہ بلاشبہ جائز و مستحسن ہی رہے گا۔ تو اسی طرح صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کا تعظیمی قیام نہ کرنے کے باوجود لوگوں کا

کھڑے ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرنا جائز ہی رہے گا۔ شرک و کفر یا حرام و ناجائز نہیں ہو جائے گا۔

قیام تعظیمی کے بارے میں مخالفین کے نزدیک بہت اہم اعتراض یہ ہے کہ حدیث شریف میں کسی کی تعظیم کے لیے کھڑے ہونے کو منع کیا گیا ہے جیسا کہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ **لا تقوموا كما تقوم الاعاجم يعظم بعضها بعضا**۔ (مشکوٰۃ شریف، ص403) "تم لوگ نہ کھڑے ہو جیسے عجمی لوگ ایک دوسرے کے لئے کھڑے ہو کر تعظیم کرتے ہیں"۔ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا:۔ "جس کو پسند ہو کہ لوگ تعظیم کے لیے اس کے سامنے کھڑے رہیں وہ اپنی جگہ دوزخ میں ڈھونڈے"۔ اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ۔ **كانوا اذا رأوه لم يقوموا لما يعلمون من كراهيته لذلك**۔ (مشکوٰۃ شریف 403) "صحابہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھتے تو کھڑے نہیں ہوتے تھے اس لیے کہ وہ جانتے تھے حضور کو یہ نہ پسند ہے" ان احادیث کریمہ سے معلوم ہوا کہ تعظیم کے لیے کھڑا ہونا جائز نہیں۔

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ ہر صورت میں کھڑے ہونے کو حدیث شریف میں نہیں منع کیا گیا ہے بلکہ صرف اس حالت میں منع کیا گیا ہے جب کوئی شخص چاہے کہ لوگ اس کے لیے قیام کریں۔ یا وہ بیٹھا رہے اور پسند کرے کہ لوگ اس کے سامنے کھڑے رہیں۔ اس لیے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آنے پر خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی قوم سے فرمایا۔ قوموا الی سیدکم۔ اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔

محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔

قیام مکروہ بعینہٖ نیست بلکہ مکروہ محبت قیام ست از کسیکہ قیام کردہ شدہ است برائے دے۔ واگر دے محبت قیام نہ دارد قیام برائے دے مکروہ نبود۔ قاضی عیاض مالکی گفتہ کہ قیام منہی عنہ در حق کسے ست کہ نشستہ باشد وایستادہ باشند پیش و ے مردم تا نشستن و ے۔ (اشعۃ اللمعات، ج4 ص28)

"کھڑا ہونا مکروہ نہیں بلکہ کھڑا ہونے کو چاہنا مکروہ ہے۔ اگر کوئی شخص کھڑا ہونے کو نہ چاہتا ہو تو اس کے لیے کھڑا ہونا مکروہ نہیں۔ حضرت قاضی عیاض نے فرمایا کہ کھڑا ہونا اس شخص کے لیے منع ہے جو کہ خود تو بیٹھا ہو اور لوگ اس کے سامنے بیٹھے رہنے تک کھڑے رہیں"۔

اور محی السنۃ حضرت امام نووی علیہ الرحمۃ والرضوان حدیث قوموا الی سیدکم کے تحت تحریر فرماتے ہیں۔

فیہ اکرام اھل الفضل وتلقیھم بالقیام لھم اذا اقبلوا ھکذا احتج بہ جماھیر العلماء لاستحباب القیام قال القاضی ولیس ھذا من القیام المنھی عنہ وانما ذاك فیمن یقومون علیہ وھو جالس ویمثلون قیاما طول جلوسہ قلت القیام للقادم من اھل الفضل مستحب وقد جاء فیہ احادیث ولم یصح فی النھی عنہ شیء صریح۔ (مسلم شریف مع نووی، ج2 ص95)

اس حدیث شریف سے بزرگوں کی تعظیم اور ان کے آنے پر کھڑے ہو کر ان سے ملنا ثابت ہے اور قیام تعظیمی کے مستحب ہونے پر جمہور علماء نے اس سے دلیل پکڑی ہے۔ حضرت قاضی عیاض نے فرمایا یہ قیام منع قیاموں میں سے نہیں ہے۔ منع اس شخص

کے بارے میں ہے کہ جس کے پاس لوگ کھڑے ہوں اور وہ بیٹھا ہو اور لوگ اس کے بیٹھے رہنے تک کھڑے رہیں۔ حضرت امام نووی فرماتے ہیں میں کہتا ہوں کہ بزرگوں کی آمد پر کھڑا ہونا مستحب ہے اور اس کے بارے میں حدیثیں ہیں لیکن ممانعت میں صراحتاً کوئی حدیث نہیں آئی" ۔

اور حدیث شریف میں ہے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ توبہ قبول ہونے کے بعد جب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ فقام طلحة بن عبيد الله يهر ول حتى صافحني وهناني۔ (مسلم شریف، ج2 ص262)

"تو حضرت طلحہ بن عبیداللہ کھڑے ہوگئے اور دوڑ کر آئے مجھ سے مصافحہ کیا اور مبارکباددی"۔

اس حدیث کے تحت حضرت امام نووی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔

فيه استحباب مصافحة القادم والقيام له اكراما والهرولة الى لقا۔ (مسلم شریف مع نووی، ج2 ص262)

"اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ آنے والے سے مصافحہ کرنا، اس کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا اور دوڑ کر اس سے ملنا مستحب ہے" ۔

اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث جو مخالفین پیش کرتے ہیں۔ اس کے تحت محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

ا زیں جا معلوم می شود کہ مکروہ و منہی عنہ دوست دا شتن برپا ایستادن مردم بخدمت بطریق تعظیم و تکبر و انچہ بریں وجہ نبود مکروہ نباشد۔ (اشعۃ اللمعات، ج4 ص29)

"اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ تعظیم و تکبر کے طریقے پر خدمت میں لوگوں کے کھڑے ہونے کو چاہنا مکروہ منع ہے اور جو اس طریقے پر نہ ہو مکروہ نہیں"۔

اس لیے فقہائے کرام نے قیام تعظیمی کے جواز کی تصریح فرمائی ہے۔ شیخ علاؤ الدین محمد بن علی حصکفی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔

یجوزبل یندب القیام تعظیما للقادم کما یجوز القیام ولو للقاری بین یدی العالم۔ (درمختار مع شامی، ج5 ص246)

"آنے والے کی تعظیم کو کھڑا ہونا جائز بلکہ مستحب ہے جیسا کہ قرآن پڑھنے والے کو عالم کے سامنے کھڑا ہو جانا جائز ہے"۔

اور اسی کے تحت حضرت علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

قیام قاری القران لمن یجیء تعظیما لا یکرہ اذا کان ممن یستحق التعظیم۔ (ردالمختار، ج5 ص246)

"قرآن پڑھنے والے کا آنے والے کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا مکروہ نہیں جبکہ وہ تعظیم کے لائق ہو"۔

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔

درمطالب المؤمنین از قنیہ نقل کردہ کہ مکروہ نیست قیام جالس

از برائے کسے کہ درآمدہ است بروے بجہت تعظیم۔(اشعۃ اللمعات، ج4ص28)

"مطالب المؤمنین میں قنیہ سے نقل کیا کہ بیٹھے ہوئے آدمی کا کسی آنے والے کی تعظیم کے لیے کھڑا ہو جانا مکروہ نہیں"۔

(تعظیم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صفحہ 66تا72)

مفتی محمد خلیل خاں قادری برکاتی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

صدہا سال سے جمہور علماء کرام وفقہاء اعلام اور محدثین وائمہ معتمدین رحمھم اللہ تعالیٰ نے ذکر ولادت نبی اکرم واعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت قیام فرمایا۔اسے مقبول رکھا۔اسے مستحسن جانا اور اُسے باعث خیر وبرکات ٹھہرایا اور سال ہاسال سے دنیائے اسلام میں، بلاد عرب وعجم میں، خواص وعوام کا یہی معمول چلا آرہا ہے۔اور بنابریں اسے شعارِ اہلسنت وجماعت سمجھا اور مانا جاتا ہے۔جس نے اہلسنت وجماعت کو، دوسرے گمراہ فرقوں سے ممتاز کیا اور کوئی مخالف اس پر کوئی ممانعتِ شرعی کی کوئی سند پیش نہ کرسکا، تو ہمارے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ ہم وہ کام کرتے ہیں جسے خیارِ اہل اسلام نے حَسَن جانا اور مستحسن مانا۔اور کوئی ممانعتِ شرعی چونکہ اس پر وارد نہیں۔اس لیے وہ اللہ عزوجل کے نزدیک بھی حَسَن ہے۔

(توضیحات وتشریحات فیصلہ ہفت مسئلہ، صفحہ 56-57)

معلوم ہوا کہ بات بات پر طوطے کی طرح رٹ لگا کر کہنا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے یہ کام نہیں کیا وہ کام نہیں کیا۔اُن کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت نہ تھی جو کام تم میلاد والے محبت سمجھ کر کرتے ہو؟ یہ سوال بے فضول

اور ان لوگوں کی جہالت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ کتب تاریخ میں ایسی بہت سی مثالیں بھری پڑی ہیں سمجھ دار کے لئے تو ایک دو مثالیں ہی کافی ہوتی ہیں اور ضدی ہٹ دھرم کے لئے دفتر بھی ناکافی۔

میلاد شریف کے دن مقرر کرنے پر اعتراض کرنے والوں کو جواب دیتے ہوئے ابو عبدالوہاب محمد عمر اچھروی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

اب اللہ جل شانہٗ سے دریافت فرمالیں کہ میلاد شریف کا دن مقرر کرنا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت خوانی کرنی جائز ہے یا نہیں۔ اللہ جل شانہٗ نے یومِ میثاق مقرر فرما کر تمام انبیاء کے مجمع میں خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کا خطاب فرمایا اور آپ (ﷺ) کی شان بابرکت کا بیان فرما کر تمام انبیاء سے اقرار کروایا۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ۔

(پ 3، سورۃ آل عمران، آیت نمبر 81)

(ترجمہ) اور جس وقت لیا اللہ تعالیٰ نے پکا وعدہ انبیاء سے کہ جو کچھ میں تم کو کتاب اور حکمت دوں۔ پھر شریف لائیں گے تمہارے پاس ایک رسول جو تصدیق کرنے والی اُس چیز کی جو تمہارے پاس ہے تو تم اُس کے ساتھ ضرور ایمان لانا اور اُس کی ضرور مدد کرنا۔ فرمایا اُس نے کیا تم نے اقرار کیا اور اُس پر پکا وعدہ کیا تو انہوں نے عرض کی کہ ہم نے اقرار کیا۔ ارشاد فرمایا کہ تم گواہ رہو میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں۔

یومِ میلاد شریف میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے محامد و محاسن بیان کرنے والوں کو شیطان کہنے والو! قرآن پاک میں تو سنت اللہ ثابت ہو گیا۔ پہلے خدا پر اعتراض کرو پھر ہم پر فتویٰ دینا اگر قائل رہو۔

(مقیاس حنفیّت، حصہ اوّل، صفحہ 149-150)

سلطان الواعظین مولانا ابوالنور محمد بشیر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

اگر یہ کہا جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک مرتبہ ہی تشریف لائے تھے پھر یہ ہر سال 12/ربیع الاوّل کو اس قسم کے مظاہرے کیوں کئے جاتے ہیں؟ تو ہم کہیں گے کہ بے شک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری ہوئی۔ وہ روز اور وہ تاریخ ہمیشہ کے لیے مقدس اور مسلمانوں کے لیے اہم ہو گئی۔ دیکھئے قرآن پاک ایک ہی بار اترا تھا۔ مگر جس رات وہ اترا ہے۔ وہ رات لیلۃ القدر بن گئی۔ اور نہ صرف اسی ایک سال کی ایک رات بلکہ ہمیشہ کے لیے اس تاریخ کی وہ رات لیلۃ القدر بن گئی۔ اور آج مسلمان رمضان شریف کی 27ویں رات کو اسی اہمیت و تقدس کے ساتھ مناتے ہیں۔ یہ رات قرآن پاک کی تشریف آوری سے قیامت تک کے لیے ایک مخصوص رات بن گئی۔ تو جو تاریخ صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی تاریخ ہے۔ وہ کیوں نہ ہمیشہ کے لیے مخصوص ہو گی؟۔

(آنا جانا نور کا، صفحہ 56)

اب رہا یہ اعتراض کہ کیا صحابہ نے میلاد منایا تھا؟ اس کا جواب دیتے ہوئے مولانا ابوالحامد محمد ضیاء اللہ قادری اشرفی فرماتے ہیں۔

اس دور میں محفل میلاد شریف منعقد کرنا۔ اُس پر خرچ کرنا ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ اور بغض و کینہ سے لبریز سینے اس کو اسراف قرار دے کر بدعت و حرام گردانتے ہیں۔ عوام پر اپنے گمراہ کن عقیدہ کا دباؤ اور اثر ڈالنے کے لئے یہ کہتے پھرتے ہیں کہ کیا ابو بکر صدیق کیا عمر فاروق کیا عثمان غنی کیا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ایسا کیا تھا۔ میلاد منایا تھا۔ حالانکہ ان لوگوں کو یہ علم نہیں کہ جیسے ڈنڈی مار لوگوں کو پکڑنے کے لئے، فریب کار، دھوکہ باز لوگوں کو پکڑنے کے لئے ایک محکمہ ہے۔ اسی طرح شریعت مطہرہ نے علماء اہل سنت و جماعت کو ایسے دین متین سے دھوکہ کرنے والے، فریب کار اور ڈنڈی مار دین کے رہزن کو پکڑنے کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ خلفاء راشدین علیہم الرضوان سے میلاد شریف کا ثبوت مانگنے والو آؤ خلفاء راشدین علیہم الرضوان نے میلاد شریف سے ثبوت پیش کیا جاتا ہے اور حوالہ بھی اس محدث اور محقق کا پیش کیا جاتا ہے۔ جو آپ کے ہاں بھی مستند اور معتبرہ ہیں۔ اور ان کا نام نامی اسمِ گرامی ہے علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ۔ جو حرمین شریفین کے مفتی اور خطیب بھی رہ چکے ہیں۔ اور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جلیل المرتبت علمائے حقانی سے ہیں۔ اپنی کتاب النعمۃ الکبریٰ علی العالم فی مولا سید ولد آدم کے صفحہ 7۔8 پر تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت خلیفہ اوّل خلیفہ برحق امیر المؤمنین سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

من انفق درهما علی قرأة مولد النبی صلی الله علیه وسلم کان رفیقی فی الجنة۔

”جس نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد شریف پڑھنے پر ایک درہم بھی خرچ کیا وہ جنت میں میرا ساتھی ہوگا“۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

من عظم مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقد احیا الاسلام۔

''جس نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے میلاد شریف کی تعظیم کی۔ اُس نے گویا اسلام کو زندہ کر دیا''۔

اب میلاد شریف کی عظمت کا انکار کرنے والے حضرات سے پوچھا جائے کہ آپ صرف انکار ہی نہیں کرتے بلکہ بدعت و حرام کے فتوے لگاتے ہو۔ ہوش کے ناخن لو اور اتنے بیباک نہ ہو جاؤ۔ ذرا یہ تو دیکھو کہ آپ کے فتوؤں کی زد میں کون کون سے اکابر آتے ہیں۔

(مدلل تقریریں، صفحہ 168۔169)

اعتراض:۔

منکرین میلاد کے خیال میں ان کا ایک بھاری بھرکم اعتراض یہ ہوتا ہے کہ ان مجالس میں منکرات ہوتی ہیں جس کی وجہ سے میلاد منانا بدعت و حرام ہے۔ان لوگوں کا وطیرہ بہت پرانا ہے کہ ایک مسئلے کے ساتھ کئی کئی مسئلے منتھی کر کے عوام الناس کو ورغلانے کی کوشش کرتے ہیں۔کچھ تو اعتراض قارئین کرام نے ملاحظہ فرما لئے مزید اعتراض جو ان لوگوں نے میلاد کے ضمن میں کئے وہ بھی اعتراض کے ساتھ ملاحظہ فرما لیں گے۔ہم کوشش تو یہی کریں گے کہ بیان میلاد النبی ﷺ تک محدود رکھیں اگر کہیں ضرورت پڑی تو ایک دو حوالوں پر ہی اکتفا کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔یہاں منکرات کا ٹولہ دس افراد پر مشتمل ہے جو یوں اپنی اپنی راگ یوں الاپتے ہیں۔

پہلا اٹھ کر اپنی راگنی یوں گانا شروع کرتا ہے۔

یہ جشن میلاد۔۔بدعت ہونے کے ساتھ ساتھ۔۔اکثر و بیشتر دیگر منکرات پر بھی مشتمل ہوتا ہے، مثلاً مرد وزن کا اختلاط، گانا بجانا اور آلات و موسیقی کا استعمال، نشہ آور اشیا کا استعمال۔(جشن میلاد النبی ﷺ کی تاریخی و شرعی حیثیت، ص14، عطاء الرحمٰن ضیاء اللہ)_______انہی منکرات میں سے یہ بھی ہے کہ بعض لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ اس محفل میلاد میں حاضر ہوتے ہیں۔(ص:16)

دوسرا اٹھ کر دلی کدورت کا اظہار یوں کرتا ہے۔

چونکہ میلاد کے دن مسلمان جو کچھ کرتے ہیں وہ سنت رسول صلی اللہ وسلم اور اسوہ صحابہ سے ثابت نہیں اسلئے اس دن جلسے کرنا، جلوس نکالنا، نعرے لگانا، روشنی کرنا، پٹاخے چھوڑنا، نیاز و فاتحہ کرنا، بریانی کھانا اور رقص کرنا اور قوالی کی محفلیں جمانا۔یہ تمام خرافات سے پرہیز کرنا ضروری ہوجاتا ہے۔ورنہ یہ عشق رسول شتم رسول میں بدل جائے گا۔(عید میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت، ص10، محمد اشفاق حسین)

تیسرا اٹھ کر زہر افشانی کرتے ہوئے کہتا ہے۔

لیکن آج انہیں سرکار دوعالم کے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر محفل منعقد ہو رہی ہے۔جلسہ ہو رہا ہے اور اس میں سازوسرور کے ساتھ نعت پڑھی جارہی ہے اور اس میں قوالی شریف ہو رہی ہے اور قوالی کے ساتھ لفظ شریف بھی لگ گیا ہے۔اور اس میں پورے آب وتاب کے ساتھ ہارمونیم بج رہا ہے سازوسرور ہو رہا ہے۔عام گانوں میں اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نعت میں کوئی فرق نہیں رکھا جارہا ہے۔نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سیرت کے ساتھ اس سے بڑا مذاق اور کیا ہوسکتا ہے۔اس کے علاوہ ریڈیو اور ٹیلیویژن پر عورتیں اور مرد مل کر نعتیں پڑھ رہے ہیں ٹیلیویژن دیکھنے والوں نے بتایا کہ عورتیں پورے آرائش اور زیبائش کے ساتھ ٹیلیویژن پر آرہی ہیں۔یہ ایک مذاق ہے جو آپ ﷺ کی سیرت طیبہ اور آپ ﷺ کی تعلیمات کے ساتھ ہو رہا ہے۔(سیرت النبی ﷺ کے جلسے اور جلوس، ص8)________کعبہ شریف کی شبیھیں بنائی جارہی رہیں روضہ اقدس کی شبیھیں بنائی جارہی ہیں۔گنبد خضراء کی شبیھیں بنائی جارہی ہیں۔پورا الالوکھیت ان چیزوں سے بھرا ہوا ہے۔اور دنیا بھر کی عورتیں بچے بوڑھے اس کو متبرک سمجھ

کر برکت حاصل کرنے کے لے اس کو ہاتھ لگانے کی کوشش کر رہے ہیں وہاں جاکر دعائیں مانگی جارہی ہیں، منتیں مانی جارہی ہیں اور آج آپ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی کے نام پر شرک و بدعات شروع کردیں روضہ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس گنبد سے کوئی مناسبت نہیں جو آپ نے اپنے ہاتھوں بناکر کھڑا کردیا ہے لیکن اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس کو مقدس سمجھ کر تبرک کے لئے کوئی اس کو چوم رہا ہے کوء اس کو ہاتھ لگارہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو حجر اسود کو چومتے وقت فرماتے ہیں کہ اسے حجر اسود! میں جانتا ہوں تو ایک پتھر کے سوا کچھ نہیں ہے خدا کی قسم! اگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو میں نے تجھے چومتا ہوا نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے کبھی نہ چومتا لیکن میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو چومتے ہوئے دیکھا ہے اور ان کی یہ سنت ہے اس واسطے میں تجھے چومتا ہوں۔ وہاں تو حجر اسود کو یہ کہا جارہا ہے اور یہاں اپنے ہاتھ سے ایک گنبد بناکر کھڑا کردیا، اپنے ہاتھ سے ایک کعبہ بناکر کھڑا کردیا، اور اس کو متبرک سمجھا جارہا ہے اور اس کو چوما جارہا ہے۔ یہ تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جس چیز کو مٹانے کے لئے تشریف لائے تھے اسی کو زندہ کیا جارہا ہے چراغاں ہورہا ہے ریکارڈرنگ ہورہی ہے۔ گانے بجانے ہورہے ہیں تفریح بازی ہورہی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر میلہ منعقد کیا ہوا ہے یہ دین کو کھیل کود بنانے کا ایک بہانہ ہے جو شیطان نے ہمیں سکھادیا ہے۔ (ص:10-11)_____ پہلے بات صرف جلسوں کی حد تک تھی اب تو جلسوں سے آگے بڑھ کر جلوس نکلنا شروع ہوگئے۔ اور اس کے لئے استدلال یہ کیا جاتا ہے کہ فلاں فرقہ فلاں مہینے میں اپنے امام کی یاد میں جلوس نکالتا ہے تو پھر ہم اپنے نبی کے نام پر ربیع الاول میں جلوس کیوں نہ نکالیں گویا کہ اب ان کی نقل اتاری جارہی ہے کہ جب محرم کو جلوس نکلتا ہے تو ربیع الاول کا بھی نکلنا چاہئے۔ (ص:9)

چوتھا اٹھ کر دل کے پھپھولے یوں پھوڑتا ہے۔

یہ محفل میلاد بدعت ہونے کے ساتھ ساتھ دوسرے ناجائز اور منکر باتوں سے خالی بھی نہیں، مثلاً مردوں اور عورتوں کا اختلاط، گانے وباجے، آلات موسیقی، شراب اور مخدرات نوشی وغیرہ۔ (عید میلاد النبی کی شرعی حیثیت، ص:9، از عبدالعزیز بن باز)

پانچواں اٹھ کر ہذیانی کیفیت میں یوں چلاتا ہے۔

جس میلاد کی حیثیت اس وقت اور بھی خطرناک ہو جاتی ہے جب اس میں راگ رنگ اور گانے بجانے کا عنصر شامل ہو جائے، چاہے اسے قوالی کہیں یا کوئی بھی نام دے لیں۔(صحیح تاریخ ولادت مصطفیٰ ﷺ، ص22، ابو عدنان محمد منیر قمر نواب الدین) ________ جب جلوسوں میں مردوزن کا اختلاط ہو تو وہاں کیا کیا برائیاں جنم نہ لیں۔ اور پھر ذکر و دعاء کے اپنے بنائے ہوئے طریقے جن میں کسی کو بدعت کہا جاسکتا ہے تو کوئی شرک پر منتج ہوتے ہیں۔ جیسے دعاء وندائے غیر اللہ وغیرہ۔ (ص:22) ________ یہ صحیح ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا وجود مسعود ایک نعمتِ عظمیٰ ہے۔ اور یہ بھی درست ہے کہ شکران نعمت واجب ہے، مگر یہ کہاں لکھا کہ ذکر و شکر نعمت کے لئے جلوس نکالنا جلسے کرنا، بھنگڑے ڈالنا، سبیلیں لگانا اور قوالیاں سننا ضروری ہے۔ اور کیا صحابہ و تابعین، ائمہ مجتہدین حتیٰ کہ خود صاحب میلاد نے ایسے ہی اس نعمت کا شکریہ ادا کیا تھا؟ اگر نہیں تو پھر ہمیں اس کا حق کس نے دیا؟ اور اگر اسی طرح شکر نعمت واجب ہے تب تو پھر کاروبار زیست ٹھپ کرنا پڑیں گے۔ تاکہ ہر روز جلوس و جشن کا اہتمام کیا جاسکے۔ (ص:27)

چھٹا اٹھ کر دل کے پھپھولے یوں پھوڑتا ہے۔

ان کا یہ اجتماع امور حرام اور برائیوں پر مشتمل ہوتا ہے جس میں مرد و عورت کا اختلاط اور رقص و سرور کی محفل اور گانا بجانا بھی شامل ہے، یا پھر وہ شرکیہ اعمال مثلا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے استغاثہ اور آپ کو دشمن کے خلاف مدد کے لیے پکارتے ہیں بلاشک و شبہ یہ حرام اور بدعت ہے۔ جو دین میں قرون مفضلہ کے کئی دور کے بعد ایجاد کی گئی ہے۔ (عید میلاد النبی کے موقع پر تقسیم کردہ کھانے حکم، ص6۔7، از محمد صالح المنجد) ________ اہل علم کے فتاوی جات میں اس روز اور بدعتیوں کے دوسرے تہواروں میں تقسیم کیا جانے والا کھانا اور اشیاء تناول کرنے کو حرام بیان کیا گیا ۔(عید میلاد النبی کے موقع پر تقسیم کردہ کھانے حکم، ص10، از محمد صالح المنجد) ________ شیخ ابن باز سے درج ذیل سوال کیا گیا: میلاد النبی کے موقع پر ذبح کردہ گوشت کھانے کا کیا حکم ہے؟ تو شیخ کا جواب تھا: اگر وہ میلاد والے (یعنی جس کا میلاد میلاد منایا جارہاہے) کے لیے ذبح کیا گیا ہے تو یہ شرک اکبر ہے، لیکن اگر اس نے کھانے کے لیے ذبح کیا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن اسے کھانا نہیں چاہیے۔(ص:10) ________ (دوسرے کتابچے میں لکھتا ہے) جشن میلاد کے ایام میں میلاد

النبی کی مٹھائی خریدنا اس کی ترویج اور ایک قسم کی معاونت کا باعث ہے، بلکہ یہ ایک طرح کا جشن میلاد اور اسے عید منانا ہے، کیونکہ عید وہ ہے جس کے لوگ عادی ہوں، اس لیے اگر تو لوگوں کا جشن میلاد میں یہ معین چیز کھانا عادت ہو، یا پھر وہ اسے میلاد کے لیے تیار کرتے ہوں اور باقی ایام میں نہ ملتی ہو تو اس کی خرید و فروخت اور کھانے اور اس دن ہدیہ دینا جشن میلاد منانے کی ایک قسم ہے، اس لیے ایسا نہیں کرنا چاہیے۔(میلاد النبی کی مٹھائی خریدنے کا حکم، ص3، از محمد صالح المنجد)_____ اہل اسلام کے لیے ان تہواروں کا منانا جائز نہیں اور نہ ہی ان کے لیے اس میں خوشی و سرور کا اظہار کرنا جائز ہے۔(ص:4)_____ اسی طرح مسلمان کے لیے اس میں کسی بھی طرح سے معاونت کرنا حرام ہے چاہے وہ کھانا ہو یا پینا۔(ص:6)

ساتواں اٹھ کر دل کی یوں ماتم کرتا ہے۔

وہ اس اجتماع کو حرام کاموں پر مشتمل کر دیتے ہیں جس میں مرد و زن کا اختلاط، اور رقص و سرور اور موسیقی کی محفلیں سجائی جاتی ہیں،۔(دین میں بدعت اور عید میلاد النبی ﷺ، ص11، از عبدالعزیز بن سالم العمر)

آٹھواں اٹھ کر اپنے دلی بغض سے یوں پردہ اٹھاتا ہے۔

مجلس مولود کو جیسا کہ اس زمانے میں اس ہیئۃ کذائیہ مشہورہ کی ساتھ مروج ہے یعنی حاضر کرنا شیرینی اور طرح طرح کے افعال کا مرتکب ہونا جیسے فرش و فروش قالین وغیرہ اور چراغ اور قندیل فانوس وغیرہ سامان روشنی زائد علی الحاجتہ اور مجتمع ہونا اور خلط ملط ہونا چھوٹوں بڑوں کا بلکہ عورتوں اور مردوں لڑکوں کا اور پڑھنا اشعار کا راگنی میں، اور پڑھنا روایتوں موضوعہ کا جو بالکل بے اصل ہیں اور مبالغہ کر کے زور سے پڑھنا صلوٰۃ و تسلیم کا اس مجلس کو محل نزول روح پر فتوح حضرت علیہ السلام کا سمجھنا ایسے مجلس مولود کو حقیقت میں اس کو مجلس شیطان کہنا چاہیے۔(فتاویٰ میلاد شریف، ص7۔8، احمد علی سہارنپوری)

نواں اٹھ کر اپنی خباثت کا اظہار یوں کرتا ہے۔

محفل میلاد میں جس طرح کی خرافات ہوتی ہیں ان سے کون واقف نہیں۔ بے ریش لڑکے غلط سلط نعتیں پڑھتے ہیں، موضوع اور من گھڑت قصے کہانیاں جن کا حدیث و سیرت کی کسی

کتاب میں کوئی وجود نہیں ، بیان کی جاتی ہیں، شور وشغب ہوتا ہے۔ نمازیں غارت ہوتی ہیں اور نامعلوم کیا کیا ہوتا ہے۔(کیا صلوٰۃ وسلام اور محفل میلاد بدعت ہے؟،ص 49،از نعمان محمد امین) جشن عید میلاد النبی پر جو لاکھوں رُپیہ خرچ کیا جاتا یہ محض اسراف و تبذیر اور فضول خرچی ہے۔(ص:51) خلاصہ یہ کہ جشن عید میلاد النبی کے نام پر جو خرافات رائج کر دی گئی ہیں اور جن میں ہر آنے والے سال میں مسلسل اضافہ کیا جارہا ہے ، یہ اسلام کی دعوت ، اس کی روح اور اس کے مزاج کے یکسر منافی ہے۔(ص:79)

دسواں اٹھ کر یوں بلبلاتا ہے۔

مجلس مولود مروجہ بدعت ہے بوجہ خلط امور مکروہہ کے مکروہ تحریمہ ہے اور قیام بھی بوجہ خصوصیت کے بدعت ہے اور مرد لڑکوں کا پڑھنا راگ میں بسبب اندیشۂ ہیجان فتنہ کے مکروہ ہے۔(فتاویٰ رشیدیہ کامل،ص 148،رشید احمد گنگوہی)

جواب :۔

عید میلاد النبی ﷺ منانے والوں پر یہ بہتان طرازی ہے کہ اُن کے میلاد کے اجتماع میں منکرات بہت ہوتی ہے۔خرافات ہوتیں ہیں، یعنی ڈھول باجے وغیرہ، حالانکہ سب جانتے ہیں کہ اصل میلاد کرنے والوں کا ان منکرات سے تو کوئی تعلق نہیں ہوتا اور اگر کہیں یہ منکرات جاہل عوام صرف اپنے شوق میں یا عید میلاد کو بدنام کرنے والے اپنے خبث باطنی سے اس ایسے مواقع پیدا کر دیتے ہیں تاکہ لوگوں کو انگلی اٹھانے کا موقع میسر ہو جائے تو اس سے اصل میلاد منانے والوں پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔جو رات دن یہی رونا روتے ہیں کہ میلاد شریف میں مرد وزن کا اختلاط ہوتا ہے اور برائیاں جنم لیتی ہیں ان کے اکابر کیا میڈیا پر آکر مرد وزن کے پروگراموں میں حصہ نہیں لیتے ۔نکاح کی محافل میں شرکت نہیں،ان پر کبھی کفر وشرک کا فتویٰ نہیں لگایا۔ بہرکیف ایسے ہی اعتراض کا جواب دیتے ہوئے حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

اوّلاً یہ حرام چیزیں ہر مجلس میلاد میں ہوتی نہیں۔بلکہ اکثر نہیں ہوتیں۔ عورتیں پردوں میں علیحدہ بیٹھتی ہیں۔ اور مرد علیحدہ۔ پڑھنے والے پابند شریعت ہوتے ہیں۔ روایات بھی صحیح بلکہ ہم نے تو یہ دیکھا ہے کہ پڑھنے والے سننے والے باوضو بیٹھتے ہیں۔ سب دورد شریف پڑھتے رہتے ہیں۔اور رقت طاری ہوتی ہے بسا اوقات آنسو جاری ہوتے ہیں اور محبوب علیہ السلام کا ذکر پاک ہوتا ہے۔

لذت بادہ عشقش ز من مست مپرس ☆ ذوق ایں مے نہ شناسی بخدا تانہ حشپی

ع۔ہائے کمبخت تو نے پی ہی نہیں

اور اگر کسی جگہ یہ باتیں ہوتی بھی ہوں۔ تو یہ باتیں حرام ہوں گی اصل میلاد یعنی ذکر ولادت مصطفٰے علیہ السلام کیوں حرام ہوگا حرام چیز کے شامل ہوجانے سے کوئی سنت یا جائز کام حرام نہیں ہوجاتا۔ ورنہ سب سے پہلے دینی مدرسے حرام ہونے چاہئیں ۔کیونکہ وہاں مرد بے داڑھی والے بچے جوانوں کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ ان کا آپس میں اختلاط بھی ہوتا ہے کبھی کبھی اس کے بُرے نتیجے بھی برآمد ہوتے ہیں۔اور ترمذی و بخاری ابن ماجہ وغیرہ کتب حدیث و تفسیر پڑھتے ہیں ۔ ان میں تمام روایات صحیح ہی نہیں ہوتیں۔ بعض ضعیف بلکہ موضوع بھی ہوتی ہیں۔ بعض طلباء بلکہ بعض مدرسین داڑھی منڈے بھی ہوتے ہیں۔ تو کیا ان کی وجہ سے مدرسے بند کئے جائیں گے ؟ نہیں بلکہ ان محرمات کو روکنے کی کوشش کی جاوے گی۔ بتاؤ اگر داڑھی منڈا قران پڑھے تو کیسا؟ قرآن پڑھنا بند کروگے ؟ ہر گز نہیں ۔ تو اگر داڑھی منڈا میلاد شریف پڑھے تو کیوں بند کرتے ہو؟۔

(جاء الحق، صفحہ 239۔240)

سلطان الواعظین مولانا ابوالنور محمد بشیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ ہمارے حضور (ﷺ) اللہ (عزوجل) کی سب نعمتوں سے بڑی نعمت ہیں اور نعمت کے لیئے خدا کا ارشاد ہے کہ میری نعمتوں کا ذکر کرو ۔تو ہم جو ماہِ ربیع الاول شریف میں جلوس نکالتے ہیں اور محافل میلاد کا انعقاد کرتے ہیں وہ اسی ذکر مصطفےٰ (ﷺ) کے لیے۔ جلوس میلاد شریف یا جلسۂ میلاد شریف کیا ہوتا ہے؟ یہی ذکرِ مصطفےٰ (ﷺ)۔ نعرہائے رسالت کی گونج ،درود پاک کے نغمات ۔حضور (ﷺ) کی نعتوں کی بہتات۔ سیرت نبوی کے بیانات اور حضور (ﷺ) کے فیوض و برکات اور آپ (ﷺ) کے فضائل و کمالات پر مشتمل مواعظ و تقاریر یہ سب کچھ ذکرِ مصطفےٰ (ﷺ) نہیں تو اور کیا ہے؟۔ غور فرمائیے کہ اس ذکرِ مصطفےٰ (ﷺ) پر مشتمل جلسہ و جلوس میں کون سی ایسی بات ہے جس سے یہ تقاریب ناجائز ہو جائیں، ہاں اس بات کو بڑا اچھالا جاتا ہے کہ صاحب ! دیکھئے جلوس میں بعض غیر شرعی حرکات ہیں۔ باجے بجتے ہیں، گانے گائے جاتے ہیں وغیرہ وغیرہ میرے بھائیو جو بات غیر شرعی ہے وہ واقعی ناجائز ہے اگر جلوس میں باجے واجے کوئی بجاتا ہے تو بُرا کرتا ہے۔ ہمارے علماء ہر سال ایسی غیر شرعی حرکتوں سے باز رہنے کی تلقین فرماتے رہتے ہیں۔ لیکن یہ اصول بھی تو کوئی اصول نہیں کہ کسی جائز چیز کو صرف اس لیے ناجائز قرار دے دیا جائے کہ فلاں شخص نے اس میں یہ غیر شرعی حرکت کی تھی۔ آپ اس ناجائز چیز کو منع کیجئے۔ نہ کہ صرف اس تقریب ہی کو مٹا دیا جائے۔ نکاح کرنا سنت ہے لیکن تقریب نکاح میں اگر کوئی باجے بجائے تو کیا آپ تقریب نکاح ہی کو بدعت قرار دے دیں گے یا صرف باجوں کو روکیں گے؟ ظاہر ہے کہ صرف باجوں کو روکیں گے۔ تقریب نکاح کے خلاف کچھ نہ کہیں گے۔ مگر تعجب کی بات ہے۔ کہ جلوسِ میلاد شریف میں کوئی ناعاقبت اندیش غیر شرعی حرکت کر دے تو جلوس ہی کو بدعت قرار دے دیا جاتا ہے۔ اس کا تو معنی یہ ہوا کہ

سر میں اگر درد ہو تو درد کا علاج نہیں کرنا چاہیے بلکہ سر ہی کو اُڑا دینا چاہیے اور اگر اس ہیئت اور طرز پر اعتراض ہو۔ کہ جس طرز پر یہ چرچا کیا جاتا ہے۔اس ہیئت کا پہلے زمانہ میں (ذکر) نہیں ملتا۔ تو میری گذارش ہے کہ اصل جب ثابت ہو تو اس کی کوئی بھی طرز اور ہیئت ہو۔ جب تک وہ طرز و ہیئت کسی شرعی ممانعت کی زد میں نہ آئے، جائز ہے ورنہ آجکل کے مذہبی جلسے صبح کے درسہائے قرآن، تبلیغی انجمنیں اور قرآن ان کے قواعد وضوابط ، اور ان پر عمل کرنے کو ضروری بتانا سب کچھ ناجائز ہو جائے گا۔ لیکن اِن امور کو سب جائز بلکہ موجب اجر وثواب بتاتے ہیں۔ کیوں؟ صرف اس لیے کہ سب دین کی تبلیغ کی صورتیں ہیں۔ تبلیغ اصل ہے اور وہ ثابت ہے۔ اب اس تبلیغ کو زمانہ کے حالات کے مطابق کسی طرز اور ہیئت سے بھی کیجئے جائز ہے۔ یہ ہر روز فجر کی نماز کے بعد درسِ قرآن دینا اور آدھ گھنٹہ یا کم وبیش وقت کا تقریر پہلے زمانہ میں کہاں ثابت ہے؟ لیکن جائز اس لیے ہے کہ اصل تبلیغِ دین ہے۔ کسی طرز سے بھی کیجئے جائز ہے۔ درس قرآن کی شکل میں ہو یا سالانہ جلسے کی شکل میں ہر طرح جائز ہے۔ اسی طرح اصل تعظیم رسول ذکر حبیب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اور تحدیثِ نعمت ہے۔ اب زمانہ کے حالات کے مطابق کسی طرز وصورت میں کیجئے، جائز ہے۔ جلوس کی شکل میں یا جلسہ کی شکل میں ہر طرح جائز ہے۔

(خطیب، صفحہ 144 تا 146)

مزید ہم مولانا ابوالکلام احسن القادری کی کتاب ''عرس کیا ہے'' سے ایک اقتباس ادنیٰ سا تصرف کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔

مختصر مگر مدلل جواب یہ ہے کہ اگر کسی میلاد میں واہیات وخرافات اور ناجائز باتیں ہوتیں ہیں تو یہ ناجائز باتیں یقیناً حرام و ناجائز ہوں گی۔ اس کو کوئی مسلمان جائز

نہیں کہہ سکتا۔ مگر نفس میلاد بلاشک وشبہ جائز رہے گا۔ اب میلادوں میں فی زمانہ جو کہیں کہیں خرافات ولغویات رائج ہوگئی ہیں ان کو سختی سے روکنا اور اس کی اصلاح کرنا ہر کلمہ گو مسلمان پر ضروری ہے مگر بجائے ان خرافات کو روکنے کے نفس میلاد ہی کو حرام قرار دینا یہ کہاں کی دانش مندی ہے۔ اس کا مطلب تو یہی ہوا کہ اگر ناک پر مکھی بیٹھ جائے تو مکھی بھگانے کے بجائے ناک ہی کا صفایا کردیا جائے نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔

خداوند کریم جل شانہ ان منکرین و مانعین میلاد کو فہم و بصرت عطا فرمائے۔
عوارض کی حرمت کا نفس شی پر کیا اثر پڑتا ہے۔ عوارض لاکھ حرام سہی مگر سوال تو یہاں نفس میلاد کا ہے۔ معترضین میلاد میں اگر صداقت ہے تو اس کی حرمت پر کوئی شرعی دلیل پیش کریں۔

کیا اگر کچھ لوگ اپنی شامت اعمال سے حج میں چوریاں، ناجائز تجارتیں اور حرمِ الٰہی کی بے ادبیاں کرنے لگیں تو اس کی وجہ سے حج ہی کو حرام قرار دے دیا جائے گا یا اس کے اندر جو خرابیاں پیدا ہوگئی ہیں اسے ختم کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ ہرگز ان خرافات کی وجہ سے اصل حج سے کبھی بھی نہ روکا جائے گا۔

اسی طرح شادی بیاہ میں صدہا حرام رسمیں ایسی داخل ہوگئی ہیں کہ جس کی وجہ سے مسلمانوں کی حالت دگرگوں ہوتی جارہی ہے تو کیا ان حرام رسموں کی وجہ سے اصل شادی بھی حرام ہوجائے گی؟ یا شہر شہر گاؤں گاؤں اعلان کردیا جائے کہ بھائیو! چونکہ شادی میں بہت سی ناجائز رسوم داخل ہوگئی ہیں لہٰذا آج سے شادی کرنا حرام۔ آپ خود فیصلہ کرکے بتایئے کہ ایسا کوئی کرسکتا ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں، بلکہ کوشش یہ کی جائے کہ شادی میں جتنی ناجائز رسوم داخل ہوگئی ہیں انہیں ختم کردیا جائے۔ بس اس طرح

اگر بعض میلادوں کے جلسے جلوس میں غنڈے اور اوباش قسم کے لوگ ناجائز اور خرافات باتیں کرتے ہیں تو انہیں اس سے روکا جائے گا مگر یہ واضح رہے کہ نفس میلاد کو کبھی روکا نہیں جائے گا یا اس طرح کا فتویٰ کبھی نہیں دیا جائے گا کہ میلاد کرنا ہی حرام وناجائز ہے کیونکہ مسنون یا جائز کام میں حرام چیزوں کے مل جانے سے اصل حلال کام حرام نہیں ہوتا۔ بلکہ حرام تو حرام ہی رہتا ہے اور حلال حلال۔

(عرس کیا ہے۔ صفحہ 11 تا 13)

مفتی محمد خان قادری مدظلہ العالی فرماتے ہیں۔

بھنگڑا، رقص اور ڈانس بلکہ ہر وہ عمل جو خلافِ شرع ہو، اس کو کوئی جائز نہیں سمجھتا۔ اگر کوئی شخص ان اعمال کو محفل میلاد کا حصہ تصور کرتا ہے تو اسے غلط فہمی ہے۔ اور اسے علماء کی تصانیف کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ اگر بعض جہال ایسا کرتے ہیں تو ان کا محاسبہ ضروری ہے۔ لیکن ان کے اس عمل کی وجہ سے محفل میلاد کو بدعت اور خلافِ شرع کہنا صراحۃً زیادتی ہے۔ آج تک کسی عالم نے یہ فتویٰ نہیں دیا کہ مسجد سے چونکہ جوتے چوری کر لیے جاتے ہیں اس لیے مسجد نہیں ہونی چاہیے۔ البتہ یہی کہا کہ جوتوں کی حفاظت ہونی چاہیے اور اس کے لیے انتظام کیا جانا چاہیے۔

(محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ، صفحہ 19۔20)

جناب محمد نجم مصطفائی فرماتے ہیں۔

دیکھئے عید الفطر اور عید الضحیٰ جو مسلمانوں کی اجتماعی عبادات اور خوشی کے ایام ہیں مگر بدنصیبی سے ان ایام کو آج میلوں کی شکل دے دی گئی ہے جس کی وجہ سے پارکوں اور دیگر تفریح گاہوں میں مرد اور عورتوں کا مخلوط اجتماع ہوتا ہے۔ عورتیں

انتہائی بھڑکتے ہوئے لباس میں سرخی پاؤڈر سے بن سنور کر ساحل سمندر، پارکوں اور عام تفریح گاہوں میں گھومتی پھرتی نظر آئیں گی۔ اوباش اور آوارہ لڑکے فحش حرکات کرتے ہیں۔ بلند آواز سے بے ہودا گانوں کی ریکاڈگ ہوتی ہے۔ ہر شہر ہر گاؤں ہر محلّہ اور ہر گلی میں ایک میلے کا سا سماں ہوتا ہے۔

اسلام کے احکام کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دی جاتی ہیں یوں لگتا ہے کہ عید کیا آئی گویا ہر طرف بے حیائی کا بازار گرم ہوگیا۔ ان تمام ناجائز اور غیر اسلامی حرکات کے باوجود آج تک کسی مولوی نے یہ نہیں کہا کہ عیدالفطر اور عیدالضحیٰ کی نماز بند کر دی جائیں یا عید کے دن خوشیاں نہ منائی جائیں لوگ نہا دھو کر اور نئے کپڑے پہن کر عید گاہوں میں ہر گزنہ جائیں۔ کیونکہ عید کا دن منانے سے بے شمار حرام کاموں کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ عید کی نماز فرض نہیں بلکہ سنت مؤکدہ ہے اگر کسی سنت کو اپنانے سے بے شمار برائیوں کے دروازے کھلنے لگ جائیں تو اس سنت کو ترک دینا چاہیے۔

(سہانی گھڑی، صفحہ 41)

معترض لوگ علامہ ابن الحاج کے کلام ''المدخل'' کے حوالے سے بھی بہت شوروغوغہ کرتے ہیں کہ اُنہوں نے میلاد کی برائی بیان کی ہے یہ ان لوگوں کا علامہ ابن الحاج پر افتراء ہے۔

زرقانی علی المواہب میں ہے۔

وانها حسنة قال السيوطى وهو مقتضى كلام ابن الحاج فى مدخله فانه انماذم ما حتوىٰ عليه من المحرمات مع تصريحه قبل بانه ينبغى تخصيص هذا الشهر بزيادة فعل البرو كثرة الصدقات و الخيرات وغير ذالك من وجوه القربات وهذا هو عمل المولد المستحسن والحافظ ابو

الخطاب ابن دحية الف فی ذلك التنوير فی مولد البشير النذير و اختاره ابو الطيب السبطی نزيل قوص والاول اظهر لما اشتمل عليه من الخير الكثير۔

یہ بدعت حسنہ ہے۔ علامہ سیوطی نے فرمایا: مدخل میں ابن الحاج کے کلام کا یہی مقتضا ہے۔انہوں نے برائی ان باتوں کی کی ہے جو اس محفل میں ناجائز ہوتی ہیں(مثلا مزامیر باجہ وغیرہ) وہ پہلے خود یہ تصریح کر چکے ہیں کہ اس مہینہ (ربیع الاوّل) کو صدقات و خیرات کی کثرت کے لئے اور دیگر اچھے کاموں کی زیادتی کے لئے خاص کرنا چاہئے۔ یہی مستحسن میلاد شریف ہے۔ اور حافظ ابوالخطاب ابن دحیہ نے اس بارے میں ایک کتاب تصنیف کی ہے جس کا نام ”التنویر فی مولد البشیر النذیر“ ہے۔ اسی کو ابوالطیب سبطی نے اختیار فرمایا، اس کا بدعت حسنہ ہونا ہی زیادہ ظاہر ہے۔ اس لئے کہ یہ بے شمار خیر پر مشتمل ہے۔

(مقالات شارح بخاری، جلد اول، صفحہ 202۔203)

حضرت علامہ عبدالباقی زرقانی سب مباحث کا خلاصہ یہ لکھتے ہیں۔

والحاصل ان عمله بدعة لكنه اشتمل على محاسن وضدها ومن تحرى المحاسن واجتنب ضدها كانت بدعة حسنة ومن لا فلا۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اس زمانے میں اس محفل میں کچھ ناروا باتیں شامل ہو گئی ہیں۔ مثلاً مزامیر وغیرہ تو اگر محفل میں کوئی ناروا بات ہے تو ممنوع اور اگر ہرگز ناجائز بات سے محفل خالی ہے تو بدعت حسنہ ہے۔

(زرقانی: جلد1، صفحہ 140) بحوالہ (مقالات شارح بخاری، جلد اول، صفحہ 203)

علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

علامہ ابن الحاج نے مدخل میں جو انکار کیا ہے وہ انعقادِ محفلِ میلاد پر نہیں بلکہ ان بدعات اور نفسانی خواہشات پر ہے جو لوگوں نے محافلِ میلاد میں شامل کر دی تھیں۔ آلات محرمہ کے ساتھ گانا بجانا میلاد شریف کی محفلوں میں شامل کر دیا تھا، ایسے منکرات پر صاحب مدخل نے انکار فرمایا اور ایسے ناجائز امور پر ہر سُنّی مسلمان انکار کرتا ہے۔ صاحب مدخل کی عبارات سے دھوکہ دینے والوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ امام قسطلانی نے ان کا یہ طلسم بھی توڑ پھوڑ کر رکھ دیا ہے۔

(میلاد النبی ﷺ، صفحہ 91)

جب ان معترضین سے میلاد کی حرمت کے متعلق دلیل مانگی جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ دلیل ہمارے ذمہ نہیں بلکہ میلاد منانے والوں کے ذمہ ہے۔ کہتے ہیں۔

ہم اپنے طور پر کوئی انفرادی عبادت ،اجتماعی طور پر انجام نہیں دے سکتے، اسکے لئے حکم اور دور صحابہ کی عمل دلیل اور نظیر درکار ہے۔ مثلاً مصافحہ سنت ہے لیکن نماز فجر کے بعد نمازیوں کا اجتماعی طور پر ایک دوسرے سے مصافحہ کرنا سنت سے ثابت نہیں۔ اس لئے فقہاء نے اس سے منع فرمایا۔ (عیدمیلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت، ص 3)________ اس طرح فقہ کی معتبر کتاب "اصول سرخسی" میں ہے کہ احکام شرعی میں دلیل مثبت عمل کرنے والے کے ذمہ ہے، نہ کہ مانع پر، جو دعویٰ کرنے والا ہوگا دلیل بھی اس کے ذمہ ہوگی۔ (ص: 3)________ عامل اور دعویدار پر ہی دلیل کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ جبکہ فقہاء کے نزدیک عمل ہی نہیں بلکہ ترک عمل ہی سنت ہے اگر مسلمان مغرب کی تین کے بجائے چار رکعت نماز پڑھے اور مخالفین سے کہے کہ تمہارے پاس ایک زائد رکعت کی ممانعت کی دلیل کیا ہے؟ تو اسکا اہل بدعت کے پاس جو جواب ہوگا وہی جواب عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے والوں کا ہوگا۔ (ص8)

اہل سنت وجماعت کا نظریہ ہے کہ :۔

اصل اشیاء میں اباحت ہے یعنی جس چیز کی ممانعت شرع مطہر سے ثابت ہے اور اس کی برائی پر دلیل شرعی ناطق وہی تو ممنوع و مذموم ہے، باقی سب چیزیں جائز و مباح رہیں گی، خاص ان کا وجود جواز قرآن و حدیث میں منصوص ہو یا ان کا کچھ ذکر نہ آیا ہو تو جو شخص جس فعل کو ناجائز یا حرام کہے، اس پر واجب کہ اپنے دعوٰی پر دلیل قائم کرے اور جائز و مباح کہنے والوں کو ہرگز دلیل کی حاجت نہیں کہ ممانعت پر کوئی دلیل قائم کرے اور دلیل شرعی نہ ہونا یہی جواز کی دلیل کافی ہے۔

(تحفظ عقائد اہلسنت، صفحہ 702)

امام عارف سیدی عبدالغنی نابلسی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں۔

لیس الاحتیاط فی الافتراء علی اللہ تعالیٰ باثبات الحرمۃ اوالکراھۃ الذین لابدلھما من دلیل بل فی الاباحۃ التی ھی الاصل۔

یہ کچھ احتیاط نہیں ہے کہ کسی چیز کو حرام یا مکروہ کہہ کر خدا پر افتراء کردو کہ حرمت و کراہیت کے لیے تو دلیل درکار ہے، بلکہ احتیاط اس میں ہے کہ اباحت مانی جائے کہ اصل وہی ہے۔

(تحفظ عقائد اہلسنت، صفحہ 703)

مفتی اقتدار احمد خان نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

قانونِ شریعت کے مطابق منع کی آٹھ قسمیں ہیں اور ہر قسم کی ممانعت دلیل سے ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ علمِ اصول فقہ کی مسلم کتاب التوضیح کے صفحہ 418 پر ہے۔

النھی لاستعمالہ فی معان بھی التحریم والکراھۃ والتنزیھم۔ والتحقیر وبیان عاقبت۔ والارشادوالسفقۃ والیاس۔

(ترجمہ) ممانعت آٹھ قسم کی ہے۔

1) حرمت یعنی اُس طرح کا عمل کرنا حرام ہو۔

2) مکروہ تحریمی۔

3) مکروہ تنزیہی۔

4) حقارت دلانے کے لیے۔

5) خراب انجام بتانے کے لئے ممانعت ہو۔

6) صرف روکنے کے لئے شریعت نے منع کیا ہو۔

7) دنیوی نقصان کے خدشے سے ممانعت ہو۔

8) جس سے مایوسی ہو۔اس سے رکنے باز رہنے کے لئے ممانعت ہو۔

چنانچہ فتاویٰ درّ مختار وردّالمحتار جلد اول صفحہ 611 پر ہے۔

لاَیلزم منه ان یکون مکروھا الا بنھی خاص لان الکراھة حکم شرعی فلاَ بدله من دلیل۔

(ترجمہ):۔بخلاف مکروہ تنزیہی (الخ) نہیں لازم آتا اس ترک سے مکروہ تنزیہی ہونا۔مگر خاص حدیث وقرآن کے منع کرنے سے اس لیے کہ مکروہ تنزیہی ہونا بھی شریعت کا حکم ہے۔پس ضروری ہے اس کے لیے دلیل کی۔

(العطایاالاحمدیہ فی فتاویٰ نعیمیہ، جلد1 صفحہ 205)

معترضین (منکرین میلاد) لوگ میلاد مصطفیٰ ﷺ کی شیرینی وطعام کو ناجائز و حرام کہہ کر خود شارع بنتے ہیں۔اور یہ سب جانتے ہیں کہ جو کسی حلال و پاک طیب چیز کو حرام کہے تو وہ خدا کے مقابل کھڑا ہو گیا کیونکہ رب تعالیٰ نے تو اسے حرام نہیں کہا اور یہ

لوگ حرام کہتے ہیں۔ بلکہ اپنا سارا زور اسی پر صرف کرتے ہیں صرف اور صرف میلاد النبی ﷺ کی دشمنی و عداوت میں۔ حالانکہ کہ حدیث شریف میں ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افشوا السلام واطعموا الطعام۔ (ابن ماجہ)

"اسلام پھیلاؤ اور کھانا کھلاؤ"۔

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحب الحلواء والعسل۔ (مشکوٰۃ)

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو میٹھی چیز یعنی شیرینی اور شہد سے محبت تھی"۔

معلوم ہوا کہ بتقریب میلاد شریف بھی عام کھانا پکا کر کھلانا تعمیلِ ارشادِ نبوی ہے۔ اور مسلمانوں کا شیرینی بانٹنا، کھانا اور کھلانا ایک ہی چیز سے محبت کا اظہار ہے۔ جس سے حضور (ﷺ) کو بھی محبت ہے۔

(آنا جانا نور کا، صفحہ 143)

اگر یہ کہا جائے کہ یہ فضول خرچی ہے تو ہم کہیں گے کہ کسی نیک کام کی ممانعت کے لیے جب کوئی دلیل نظر نہ آئے تو یہ لوگ آخری حربہ استعمال کرتے ہیں۔ کہ یہ فضول خرچی ہے۔ منکرین حج و زیارت اور منکرین قربانی بھی فضول خرچی کا راگ الاپتے ہیں۔ علاوہ ازیں جلوس میلاد شریف کو ناجائز سمجھنے کی صورت میں اس پر تھوڑا خرچ بھی فضول خرچی ہی نظر آئے گا اور جواز کی صورت میں اس قسم کا خیال بھی نہیں آسکتا۔

دیکھئے اپنے سالانہ جلسوں، کانفرسوں میں پنڈال کی زیبائش پر ہزاروں روپے خرچ کر دیئے جاتے ہیں۔ ماہناموں اور رسالوں کی طباعت ان کے تین تین رنگ کے بلاکوں سے چھپے ہوئے مزین ٹائٹیلوں پر سینکڑوں روپے صرف کر دیئے جاتے ہیں اور

اس کو کبھی کسی نے فضول خرچی نہیں بتایا۔ پھر اگر سارے عالم کے سلطان، جانِ جہان، اور روحِ ایمان، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کی خاطر کچھ روپے خرچ ہو جائیں اور کوئی اسے فضول خرچی بتانے لگے تو ایسے بدبخت شخص کی بدبختی میں کیا شک ہو سکتا ہے ؟۔

(آنا جانا نور کا، صفحہ 66)

اور مکہ معظّمہ کے عالم علامہ سید محمد بن علوی مالکی فرماتے ہیں۔

ماہ ربیع الاول کا ہلال مسعود نظر آتے ہی بعض منبروں سے حرارت و غضب سے بھرپور چیخ و پکار سنائی دینے لگتی ہے اور کئی جرائد و رسالے دین کی حمایت اور غیرت کی آگ سے مشتعل ہو جاتے ہیں اور اعلان یہ ہوتا ہے کہ میلاد اور محفل میلاد قبیح بدعت ہے اور بہت بڑی برائی ہے۔ اس دعویٰ سے کہ سلف صالحین نے یہ عمل نہیں کیا، اگر اس میں کوئی بھلائی ہوتی تو وہ اسے ترک نہ کرتے، لہٰذا یہ بدعت گمراہی ہے۔ (اسی طرح کے کلمات کہتے رہتے ہیں)

اور بعض حضرات ان مخالفات اور منکرات کو اس موضوع میں شامل کر لیتے ہیں جو بعض اجتماعات میں واقع ہوتے ہیں۔ حالانکہ وہ مولد شریف کا ہی خاصہ نہیں بلکہ اجتماع اور محفل میں عوام کی جہالت کے سبب واقع ہوتے ہیں اور یہ حضرات انہیں اس طرح متعلقہ موضوع میں شامل کر لیتے ہیں کہ نیک اور صالح عمل کو فاسد اور ردی عمل کے ساتھ خلط ملط کر دیتے ہیں تاکہ اس پر انکار کی وجہ صحیح ہو سکتے ہاں، جو منکرات اور مخالفات اس عمل میں داخل ہو جائیں، وہ مولد شریف کے خاص نہیں بلکہ ہر دینی اور روحانی اجتماع میں جہلاء سے عادتاً واقع ہوتی ہیں۔ مثلاً جمعہ، عید، طواف، سعی، عرفات اور رمی جمار کے وقت اجتماعات میں جو امور ایسے رونما ہوتے ہیں جو کثرت ہجوم اور وقت و جگہ کی

تنگی کا تقاضا ہیں۔ پس جو مخالفات عوام کی جہالت کے سبب واقع ہوں چاہے قصداً ہوں یا بغیر قصد کے تو وہ بہر صورت باطل اور مردود ہیں جس کا انکار ضروری ہے، اور یہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں داخل ہے۔ اس حیثیت سے کہ اس کا مولد سے کوئی تعلق نہیں نہ احتفال سے۔

(منہج السلف اردو ترجمہ مسلک سلف صالحین، صفحہ 502-503)

مزید اور فرماتے ہیں۔

بے شک حضور صلی اللہ علہ وسلم کی تعظیم مشروع ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم میلاد کی خوشی و مسرت کا اظہار، دعوتوں کا اہتمام، ذکر کا اجتماع اور فقراء کا احترام تعظیم اور فرحت و شادمانی کے واضح مظہر ہیں اور اللہ تعالیٰ کے شکر کی بجاآوری ہے۔ اس بات پر کہ اس نے ہمیں اپنے دین متین کی ہدایت دی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ کی نعمت عظمیٰ کا ہم پر احسان کیا۔

(منہج السلف اردو ترجمہ مسلک سلف صالحین، صفحہ 510-511)

اعتراض :۔

توحید کے علمبردار کہلانے والے یہ آٹھ رکنی بھان متی کا ٹولہ اس بات سے ذرا نہیں شرماتے نہ ہی ان کو اس مقام پر غیرت آتی ہے کہ نبی کریم رؤف رحیم ﷺ جیسے پیارے آقا کی ولادت کو کبھی ہنود کے دنوں سے تشبیہ دی جاتی ہے اور کبھی عیسائیوں کے دنوں سے۔ کیا ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان جس کے دل میں پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت ہو گی وہ کبھی اس طرح کا تقابلی موازنہ کرے گا۔ ہر گز نہیں۔ کہاں عیسائیوں اور ہنود کے تہوار اور کہاں مسلمانوں کے رؤف ورحیم آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا دن۔ کیا

اس طرح سے مشابہت دینا کسی مسلمان کا کام ہو سکتا ہے؟ اور پھر اُن کے منانے میں اور ہمارے منانے میں زمین و آسمان کا فرق مگر یہ لوگ اپنی شیطانی انا کی تسکین کی خاطر ایسے حربے استعمال کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پاک در کا وفادار بنائے غدار نہ بنائے۔ ذرا ان کے اعتراض ملاحظہ کیجئے۔

پہلا اٹھ کر اپنی راگنی یوں گانا شروع کرتا ہے۔

اس طرح کے برتھ ڈے (سالگرہ اور برسی) کی تقریبات کے ایجاد کرنے سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس امت کے لئے دین کو کامل نہیں کیا۔ (جشن عید میلاد النبی ﷺ کی تاریخی و شرعی حیثیت، ص:10، عطاء الرحمٰن ضیاء اللہ) ____ بلکہ وہ نو ایجاد کردہ بدعتوں میں سے اور اہل کتاب یہود و نصاریٰ کے تہواروں میں مشابہت اختیار کرنے میں سے ہے۔ (ص:13)

دوسرا اٹھ کر زہر افشانی اس طرح کرتا ہے۔

یہ محفل میلاد یہود و نصاریٰ کی عیدوں میں مشابہت ہے۔ (عید میلاد النبی کی شرعی حیثیت، ص3، از عبدالعزیز بن باز) ________ اور اس طرح کے میلاد کو ایجاد کرنے سے یہی سمجھا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لئے دین کو مکمل نہیں کیا۔ (ص:5)

تیسرا اٹھ کر اپنی خباثت کا اظہار ان لفظوں میں کرتا ہے۔

عید محبت بھی مذکورہ قسم سے ہی ہے کیونکہ وہ بت پرست عیسائیوں کی عیدوں میں سے ہے۔ (عید محبت اور کافروں کی دیگر عیدوں سے متعلق اہل علم کے فتوے، ص:3، ترتیب ابو کلیم مقصود الحسن فیضی) ________ اسی طرح مسلمان پر یہ بھی حرام ہے کہ اس عید اور اسی طرح کی دیگر حرام عیدوں کے موقعہ پر کسی قسم کا تعاون کرے۔ (ص:3)

چوتھا اٹھ کر اپنے دل بغض کا یوں مظاہرہ کرتا ہے۔

پس یہ ہر روز اعادۂ ولادت تو مثل ہنود کے کہ سانگ کنھیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں۔ (فتاویٰ میلاد شریف، ص17، رشید احمد گنگوہی) ________ (دوسری کتاب میں یوں لکھتا ہے)۔ معہذا بفعل ہنود ہے اور تشبہ غیر قوم کے ساتھ منع ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ کامل، ص229)

پانچواں اٹھ کر ہذیاتی کیفیت میں یوں چلاتا ہے۔

خاص واقعہ کے دن کو تہوار بنانا یہود ونصاریٰ اور دیگر کافر قوموں کی عادت تھی اور ہے۔ (عید میلاد النبی ﷺ اور ہم، ص 50، عادل سہیل ظفر)

چھٹا اٹھ کر اپنے خبث باطن کا یوں اظہار کرتا ہے۔

اس فعل میں شیعوں اور عیسائیوں کی تقلید ہے۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یوم پیدائش پر "عید میلاد مسیح" جسے عام زبان میں کرسمس کہتے ہیں، وہ بھی اپنے نبی کا یوم پیدائش بڑی دھوم دھام سے مناتے ہیں تو سب سے پہلے تو اس میں عیسائیوں کی تقلید ہو گئی اور پھر شیعہ حضرات حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی سالانہ برسی منایا کرتے ہیں اور موقع پر تعزیہ، علم دلدل وغیرہ نکالا کرتے ہیں۔ انھوں نے جو کچھ حضرت حسینؓ اور آل رسول کے نام پر کیا وہی ہم نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر کرنا شروع کر دیا۔ (کیا صلوٰۃ وسلام اور محفل میلاد بدعت ہے؟، ص 52، از نعمان محمد امین) ________ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر اور بیت اللہ شریف کا ماڈل بنا کر اسے بازاروں میں پھرانا اور اس کے ساتھ روضۂ اطہر اور بیت اللہ شریف کا سا معاملہ کرنا صحیح ہے تو روافض کا تعزیہ اور دلدل کے ماڈل رچانا کیوں غلط ہے؟ افسوس ہے کہ جو ملعون بدعت شیعوں نے ایجاد کی اور جو عمل عیسائی کرتے ہیں ہم نے ان کی تقلید کر کے ان کے عمل کو جائز قرار دے دیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے۔ "جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ اسی میں سے ہے"۔ (ص:52) ______ جب شیعوں کا تعزیہ بنانا حرام ہے تو سنیوں کا روضۂ اطہر اور بیت اللہ شریف کا ماڈل بنانا کیسے جائز ہو گیا؟ اور روضۂ اطہر اور بیت اللہ کی شبیہ بنا کر اسے منہدم کرنے والوں کو یہ احسان تک نہیں ہوتا کہ وہ اسلامی شعائر کی توہین کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ (ص:53)

ساتواں اٹھ کر اپنے دل کے پھپھولے یوں پھوڑتا ہے۔

اسی طرح پیدائش اور وفات کے دنوں میں اجتماعی، جشن عید، اور ڈے منانے سے بھی روک دیا ہے۔ (عید میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت، ص 3، محمد اشفاق حسین) ________ دنیا جانتی ہے کہ عیسائی کرسمس کے دن کیا کرتے ہیں وہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یوم ولادت میں

خوب پیتے، عیش کرتے ہیں اور نشے میں ڈرائیونگ کرنے سے سینکڑوں انسانوں کی جان جاتی ہے۔ مصر کے بعض مسلمانوں نے تو عید میلاد کے موقع پر شراب پینا شروع کر دیا ہے۔ (ص: 5)____ قرآن و حدیث میں انبیاء اور بزرگوں کی اتباع اور پیروی کرنے کا حکم دیا گیا ہے نہ کہ انکا ڈے منانے کا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا ذکر قرآن میں مفصل مذکور ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کا قصہ قرآن مجید میں جا بجا ملتا ہے۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر بھی موجود ہے باوجودیکہ یہ ولادتیں شاندار ولادتیں ہیں اور اعجازی صورتوں اور عجائبات الٰہی کا مظہر بھی ہیں۔ مگر پھر بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی گزشتہ نبی کے تذکرہ میلاد کیلئے کسی خاص تاریخ میں کوئی اس قسم کی محفل ہرگز مقرر نہیں فرمائی۔ نہ جشن منایا اور نہ جلوس نکالا نہ ہی قوالیاں کرائیں، نہ چراغاں کیا، نہ جھنڈیاں لگائیں، نہ محراب بنوائے، نہ لنگر شریف پکائے، نہ کھانے کھائے نہ کھلائے۔ (ص: 4-5)________ جب ڈے منانا بالفرض جائز اور مفید کام ہے تو ایسی صورت میں تمام انبیاء، شہداء، صحابہ اور بزرگوں، ائمہ فقہ اور حدیث کا ڈے منانا، عرس کرنا لازم ہو جاتا ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت منایا جائے گا تو تمام انسانوں کے باپ حضرت آدم اور ابوالانبیاء حضرت ابراہیم کو کیسے فراموش کیا جا سکتا ہے۔ (ص: 3-4)

آٹھواں اٹھ کر اپنی منطق یوں جھاڑتا ہے۔

یہ طریقہ ہم نے غیر مسلموں سے لیا ہے۔ ہم نے دیکھا کہ غیر مسلم اقوام اپنے بڑے بڑے لیڈروں کے دن منایا کرتی ہیں۔ اور ان دنوں میں خاص جشن اور خاص محفل منعقد کرتی ہیں اور ان کی دیکھا دیکھی ہم نے سوچا کہ ہم بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تذکرے کے لئے عید میلاد النبی ﷺ منائیں گے۔ (سیرت النبی ﷺ کے جلسے اور جلوس، ص 3، تقی عثمانی)__ ہم نبی کریم ﷺ کو دنیا کے دوسرے لیڈروں پر قیاس نہیں کر سکتے۔ کہ ان کا ایک دن منا لیا اور بات ختم ہو گئی بلکہ سرکار دوعالم ﷺ کی حیات طیبہ کو ہماری زندگی کے ایک ایک شعبے کے لئے اللہ تعالیٰ نے نمونہ بنادیا ہے۔ اور سب چیزوں میں ہمیں ان کی اقتدا کرنی ہے۔ ہمارا زندگی کا ہر دن ان کی یاد منانے کا دن ہے۔ (ص: 3)

جواب:۔

علامہ مفتی محمد عبدالوہاب خان قادری رضوی مدظلہ العالی فرماتے ہیں۔

استغفراللہ و معاذاللہ کس شاطرانہ تلبیس کے ساتھ ذکر ولادت شریف (میلاد شریف) کا انکار ہی نہیں بلکہ گستاخی کے ساتھ انکار کیا جارہا ہے۔ تعجب تو یہ ہے کہ ذکر ولادت اور نقل جنم سازی یعنی ڈرامہ بازی کا بھی شعور نہیں کہ دونوں میں فرق کرسکے پھر ذکر ولادت شریفہ یعنی حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا ذکر تو قرآن کریم میں متعدد مقامات پر موجود ہے ان آیات مبارکہ کی تلاوت قیام و قعود کہ نمازی نماز کے قیام بھی کرتا ہے اور قاری بیٹھ کر تلاوت کرتا ہے وہ بھی تو ذکر تشریف آوری حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی آمد کا ہے اور یہاں میلاد میں بھی ذکر ان کی آمد کا ہوتا ہے اگرچہ قیام کے ساتھ ہو۔ قیام میں کیا ہے درود وسلام ہی تو ہے جس کے بارے میں اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔ یاایھاالذین امنوا صلوا علیہ وسلم تسلیما۔ ہے کوئی مائی کا لال جو یہ ثابت کرے دے کہ کھڑے ہوکر یا وقت ذکر ولادت درود وسلام کی ممانعت فرمائی ہو۔ پھر شقاوت کا یہ عالم کہ کنھیا جو کافر اور سانگ اس کی جنم کا مشرکانہ رسوم پر مشتمل ہوتا ہے، ذکر ولادت کو اس سے بھی بدتر بتلارہا ہے (معاذاللہ) یہ قلب و ذہن کی خباثت کا ثمرہ ہے، سچ ہے شراب کی بوتل میں سے شراب ہی برآمد ہوگی لیبل کے بدلنے سے شراب کی ماہیت نہ بدل جائے گی۔

(صاعقۃ الرضا علی اعداء المصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صفحہ 203-204)

مزید اور فرماتے ہیں۔

یہ لوگ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عداوت رکھتے اور ان کے ذکر ولادت شریفہ (میلاد شریف) کو بُرا جانتے ہیں اور تبرا بازی اور گستاخی کو شیر مادر بنانے

کی خاطر مسلمانوں پر طرح طرح کے بہتان لگانے اور محفل میلاد میں ان امور مذموعہ جو ان کے ذہن کی خباثت ہے افتراء کرتے ہیں۔ محفل میلاد بحمدہ ان کے لگائے ہوئے بہتانوں سے پاک ہے اور اگر بالفرض باطل کوئی امر خلاف شرع ہو بھی تو اس کی اصلاح لازم نہ کہ ذکر ولادت شریفہ کو حرام کہا جائے (معاذاللہ) یہ تو ایسا ہے جیسے کوئی دیوبندی (وہابی، نجدی) مولوی کہتا ہے کہ اے مسلمانو! مسجد میں بُرے کام بھی ہوتے ہیں، جوتیاں بھی چوری ہو جاتی ہیں، مال و اسباب بھی چوری ہو جاتا ہے لہٰذا مسجد کا بنانا حرام ہے اور مسجدوں کو گرا دینا ضروری ہے۔ تو ہر مسلمان یہی کہے گا کہ یہ مولوی مسجدوں کا دشمن ہے۔اسلام کا باغی ہے۔ علی ھذاالقیاس۔

(صاعقۃ الرضا علی اعداء المصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، صفحہ 207)

سلطان الواعظین مولانا ابوالنور محمد بشیر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

اگر کوئی یوں کہے کہ یہ جلوس وغیرہ عیسائیوں اور ہندوؤں کی رسم ہے۔ چونکہ وہ بھی اپنے اپنے پیشواؤں کے جلوس نکالتے ہیں۔اس لیے ہمیں اس سے بچنا چاہیے تو ہم کہیں گے کہ یہ اچھی کہی کہ اگر کوئی ہندو یا عیسائی سچ بولنے کی تلقین کرنے لگے تو ہمیں اس تلقین سے باز آجانا چاہیے۔ اور یہ کہہ کر پیچھا چھڑا لینا چاہیے۔ کہ اس بات کو چونکہ ہندوؤں اور عیسائیوں نے اپنا لیا ہے۔اس لیے ہمیں اس سے بچنا چاہیے۔ نیز ہندو جمنا اور گنگا کا پانی متبرک سمجھتے ہیں۔ اور جب وہ تیرتھ کے لیے جاتے ہیں۔ تو گنگا اور جمنا کا پانی متبرک سمجھ کر گھر لاتے ہیں۔ اس لیے اب مسلمانوں کو بھی آبِ زمزم سے پیار چھوڑ دینا چاہیے۔اور حج کو بھی نہ جانا چاہیے۔اس لیے کہ دہندو بھی تیرتھ کو جاتے ہیں۔ اور آبِ زمزم کو بھی متبرک سمجھ کر کبھی گھر نہ لانا چاہیے۔اس لیے کہ ہندو بھی گنگا جمنا کا پانی مقدس سمجھ کر گھر لاتے ہیں۔ نیز مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کو مقدس شہر نہ سمجھنا

چاہیے ۔اس لیے کہ ہندو بھی متھرا و بنارس کو مقدس شہر سمجھتے ہیں۔ مزید برآں یہ سالانہ کانفرنسیں ، ماہنامے اور اخبارات و روزنامے وغیرہ بھی بند کر دینے چاہئیں کہ یہ عیسائیوں اور ہندوؤں کی رسمیں ہیں۔

اس موقعہ پر یقینایہ کہا جائے گا۔کہ نہیں صاحب ! ایسا نہیں ہو سکتا۔غیر مسلم جب اپنے غلط خیالات کے پرچار کے لیے ماہنامے ، رسالے اور اخبارات نکالتے ہیں ۔ تو ہم اپنے سچے دین کی تبلیغ کے لیے ماہنامے اور رسالے واخبارات کیوں نہ نکالیں؟ وہ لوگ جب اپنے غلط عقائد کی تشہیر کے لیے جلسے اور کانفرنسیں منعقد کرتے ہیں۔ تو ہم اپنے دینِ حق اور عقائد حقہ کی تشہیر کے لیے جلسے اور کانفرنسیں کیوں منعقد نہ کریں؟ تواسی طرح یہ کہنے میں بھی تکلیف کیوں ہو۔کہ غیر مسلم جب اپنے پیشواؤں کی عظمت کا مظاہرہ کرنے کی خاطر جلوس نکالتے ہیں تو ہم بھی اپنے حقیقی پیشوا کی سچی عظمت کا ڈنکا بجانے کی خاطر جلوس کیوں نہ نکالیں۔

(آناجانانورکا، صفحہ 64-65)

اعتراض:۔

منکرکین میلاد کے دس رکنی بھان متی کے ٹولہ کی شرک شرک کی رٹ اور شرک نوازیاں دیکھئے اور غور کیجئے۔

پہلا اٹھ کر اپنی راگنی یوں گانا شروع کرتا ہے۔

شرک کا قدیم اور اہم ذریعہ اللہ کے نیک اور مقرب بندوں کی عقیدت، محبت ، احترام اور تعظیم میں شرعی حدود تجاوز کرنا ہے۔(عید میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت، ص 3، محمد اشفاق حسین)

دوسرا اٹھ کر اپنے دلی بھڑیوں نکالتا ہے۔

اور اس کے علاوہ دیگر برائیاں ، بسا اوقات اس بھی عظیم ترین چیز شرک اکبر کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔ (جشن میلاد النبی ﷺ کی تاریخی و شرعی حیثیت، ص 15، عطاء الرحمٰن ضیاء اللہ) ___ لہٰذا اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے اور اس کے رسول ﷺ کی تعظیم کے لئے نبی ﷺ کا یوم پیدائش کا جشن منانا عبادت ہوا، اور جب یہ عبادت ہے تو کبھی یہ جائز نہیں ہے۔ (ص: 20)

تیسرا اٹھ کر اپنے دل کے پھپھولے یوں پھوڑتا ہے۔

محفل میلاد کی منکر اور باطل باتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بعض لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اس محفل میں حاضر ہوتے ہیں، اور اس لئے وہ لوگ آپ ﷺ کے استقبال میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور آپ ﷺ کو سلام و خوش آمدید اور مرحبا کہتے ہیں۔ یہ ایک عظیم باطل و فاسد عقیدہ ہے اور بدترین جہالت بھی۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ اپنی قبر مبارک سے قیامت سے پہلے نہیں نکلیں گے اور نہ کسی انسان سے ملیں گے اور نہ کسی مجلس میں حاضر ہوں گے۔ بلکہ آپ اپنی قبر مبارک میں قیامت قائم ہونے تک مقیم رہیں گے۔ (عید میلاد النبی کی شرعی حیثیت، ص 11، از عبدالعزیز بن باز) _______ ان محفلوں میں شرک اکثر شرک اکبر کا ارتکاب بھی ہوتا ہے، اور وہ ہے نبی کریم ﷺ اور آپ کے علاوہ دیگر اولیاء کرام کے بارے میں غلو، آپ ﷺ سے سوال کرنا، مدد طلب کرنا، فریاد کرنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ رسول اللہ ﷺ غیب جانتے تھے وغیرہ شرکیہ امور جو اکثر ان محفلوں میں نیز دوسرے اولیاء کرام کے عرسوں میں پائے جاتے ہیں۔ (ص 10) _____ ان کے خیال میں میلاد ان باتوں میں سے ہے جن سے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل ہوتا ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ بات نہایت خطرناک ہے۔ (ص: 3)

چوتھا اٹھ کر اپنی خباثت کا یوں اظہار کرتا ہے۔

اس سے قطع نظر کہ ان محفل میلاد میں نبی کریم ﷺ کے بارے میں ایسا افراط و غلو پایا جاتا ہے جو آدمی کو شرک اکبر تک لے جاتا ہے اور اسلام ملتِ اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ (عید میلاد النبی کی شرعی حیثیت، ص 16، محمد بن صالح العثیمین) _________ عید کا مطلب ہی ہوتا ہے کہ خوشی، فرح و سرور اور تعظیم و تکریم کا اظہار۔ اور ان ساری باتوں کا شمار عبادات میں ہوتا ہے جن سے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے ہمارے لئے ہرگز یہ جائز و درست نہیں ہے کہ ہم اپنی

طرف سے کچھ عبادات کے طریقے بنالیں۔ یہ اختیار تو صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محمد ﷺ کے پاس ہے۔(ص:15)

پانچواں اٹھ کر لن ترانی یوں کرتا ہے۔

اسی طرح آپ ﷺ کو نور مجسم اور عالم غیب ثابت کرنا وغیرہ بھی ہیں۔ جن کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں۔(صحیح تاریخ ولادت مصطفیٰ ﷺ، صفحہ 23، ابوعدنان محمد منیر قمر نواب الدین)______اس جشن میلاد جیسے اختلافی مسئلہ کا حل تلاش کرنے کے لیے کتاب الٰہی کھولیں۔ اس کے تیس پاروں یا ایک سو چودہ سورتوں کو اوّل تا آخر پڑھ جائیں آپ کو کوئی ایک بھی ایسی آیت نہیں ملے گی جس سے مروّجہ جشن منانا ثابت ہو۔ لہٰذا عدالتِ الٰہی کا فیصلہ میلاد منانے کے حق میں نہ ہوا۔ اور جس کام کا اللہ تعالیٰ نے حکم نہیں دیا اس سرانجام دے کر اجر و ثواب کی توقع رکھنا کارِ عبث ہے۔(ص:16)

چھٹا اٹھ کر خبث باطن کا یوں اظہار کرتا ہے۔

جو اعمال بھی لوگ اس دن کے ساتھ خاص کرتے ہیں وہ حرام اور بدعتی اعمال میں شمار ہوتے ہیں۔(عید میلاد النبی کے موقع پر تقسیم کردہ کھانے حکم، ص3، از محمد صالح المنجد)

ساتواں اٹھ دلی بغض کو یوں عیاں کرتا ہے۔

شرکیہ اعمال بھی کیے جاتے ہیں، مثلاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے استغاثہ اور مدد طلب کرنا، اور انہیں پکارنا، اور دشمنوں پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد مانگنا وغیرہ اعمال شامل ہوتے ہیں۔(دین میں بدعت اور عید میلاد النبی ﷺ، ص11، از عبدالعزیز بن سالم العمر)

آٹھواں اٹھ کر یوں ماتم کرتا ہے۔

پھر آج جب کہ آپ کا کسی مجلس میلاد میں آنا کسی شرعی دلیل سے ثابت نہیں اور نہ کسی کو نظر آتے ہیں تو پھر کسی طرح قیام کو فرض اور واجب قرار دیا جاسکتا ہے؟۔(کیا صلوٰۃ وسلام اور محفل میلاد بدعت ہے؟، ص68، از نعمان محمد امین)

نواں اٹھ کر یوں منطق جھاڑتا ہے۔

مجلس مولود مروج خود بدعت ہے اور اس میں قیام کو سنت مؤکدہ جانا بھی بدعت ضلالہ ہے اور فخر عالم علیہ السلام کو مجلس مولود میں حاضر جاننا بھی غیر ثابت ہے اگر باعلام اللہ تعالیٰ جانتا ہے تو شرک نہیں ورنہ شرک ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ کامل، ص 147، رشید احمد گنگوہی)

دسواں اٹھ کر ہذیانی کیفیت ہیں یوں چلاتا ہے۔

کیا غیر اللہ سے دعا کرنا اور غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا اور ان کے لئے نزر و نیاز ماننا شرک کے سوا کچھ اور ہے جو باطل اور حرام ہے، اور ان عرس و میلاد کی محفلوں کی ساری بنیاد ہی اس پر قائم ہے اور کیا رقص و سرود اور عورتوں مردوں کا اختلاط فسق و فجور اور حرام کے سوا اور کچھ ہے؟ یہ عرس و میلاد اور مواسم جب ان چیزوں سے خالی نہیں تو بھلا یہ حرام کیسے نہ ہوں گے، اور کیا ان عرس و موالد کو رسول اور آپ کے صحابہ اور صحابہ کے تابعین بھی جانتے تھے؟ جواب یہی ہے کہ نہیں نہیں! تو پھر جو چیز رسول اور آپ کے اصحاب کے زمانہ میں دین نہ رہی ہو کیا وہ اب دین ہو جائے گی؟ اور جو چیز دین نہ ہو گی تو وہ بدعت ہو گی اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں لے جانے والی ہے۔ (مسئلہ میلاد اسلام کی نظر میں، ص 27۔28، از ابی بکر جابر الجزائری، ترجمہ محمد غیاث الدین مظاہری)

جواب:۔

ان کی شرک ساز عبارات سے مندرجہ ذیل باتیں سامنے آتی ہیں۔

1) انبیاء واولیاء سے محبت کرنا شرک۔
2) تعظیم کیلئے یوم پیدائش منانا شرک۔
3) محفل میں کھڑے ہونا اور یہ سمجھنا یہ حضور ﷺ حاضر ہوتے ہیں، شرک۔
4) انبیاء واولیاء سے دشمنوں پر مدد طلب کرنا شرک۔
5) انبیاء واولیاء سے فریاد کرنا شرک،
6) انبیاء واولیاء سے سوال کرنا شرک۔

7) انبیاء واولیاء کو پکارنا شرک۔

8) انبیاء واولیاء کے لئے غیب ثابت کرنا شرک۔

9) اللہ کے نام پر جانور ذبح کیا ہوا حرام وشرک۔

10) نذرونیاز ماننا حرام وشرک۔

ہماری اس کتاب کا موضوع صرف میلاد شریف ہے اور اسی پر ہماری گفتگو بھی ہے لیکن منکرین میلاد لوگوں کی شرارت ہوتی ہے کہ مسلمانوں کے اذہان میں غلط فہمیاں پیدا کرنے کے لئے ایک موضوع کے اندر دوسرے موضوع چھیڑ کر گزر جاتے ہیں۔میلاد کے حوالے سے منکرین میلاد کے جوابات توسابقہ اوراق میں دے چکے اور آئندہ بھی دیں گے یہاں پران مسائل میں مختصر طور پر عرض کرتے چلیں تاکہ قارئین کے ذہن میں جو غلط فہمی پیدا ہواُس کا فوری طور پر ازالہ ہو جائے۔

پہلی بات یہ کہ انبیاء واولیاء سے محبت کرنا کیسے شرک ہے۔ان کی محبت میں غلو کرنے کی جو منکرین میلاد کے نزدیک مذکورہ بالا وجوہات ہیں کسی طرح درست نہیں۔غلو اور شرک جب ہو جب ان مقدس ہستیوں کو ایسا مانے جیسا خدا کی ذات و صفات کو مانتا ہے تو پھر شرک ہوتا ہے۔اور جب یہ بات نہیں تو مسلمانوں پر شرک و کفر کی مشین چلانا کہاں کی دیانت ہے۔

شرک اُسے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں کسی کو شریک جاننا کہ جیسا وہ ہے، یہ شرک ہے۔مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ کی ذات قدیم ہے اب دوسرے کسی شخص کو قدیم جانے گا یہ شرک ہوگا، اللہ تعالیٰ معبود ہے اب کسی اور کو معبود سمجھ کر پوجے گا تو یہ شرک ہوگا۔لہٰذا کوئی مسلمان ایسا نہیں جانتا اور نہ مانتا ہے۔

میلاد شریف کو شرک کہنے والوں کی جھنجھوڑتے ہوئے علامہ ابو عبدالوہاب محمد عمر اچھروی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

شرک تو وہ ہوتا ہے کہ جو کام خداوند کریم کے لئے کرنا تھا وہ مخلوق کے لئے کیا جائے تو ذات خداوندی کی طرف میلاد شریف کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جو انتظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں کیونکہ ولادۃ محال ہے۔

(مقیاس وہابیت، صفحہ 207)

دوسری بات ہے کہ کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنا شرک کے زمرے میں آتا ہے۔ان منکرین میلاد کو اس محبت میں کہاں غلو نظر آتا ہے؟۔یہ منکرین میلاد لوگ تو آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بس اتنی فضیلت جانتے ہیں کہ بس بندہ کہو اور کچھ نہ کہو، بندے تو سب ہیں مگر انبیاء واولیاء کی شانیں عام بندوں سے جُدا ہوتی ہیں۔ قرآن کریم پڑھ ڈالئے آپ کو جگہ جگہ انبیاء و اولیاء کی شان وعظمت کے چرچے ملیں گے۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے۔

وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ۔

(پ 26، سورۃ الفتح، آیت نمبر 6)

ترجمہ کنزالایمان :۔اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔

اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ میں اُسے اُس کے والد، اُس کی اولاد اور تمام لوگوں سے عزیز تر ہو جاؤں۔

(صحیح بخاری، جلد نمبر 1 حدیث نمبر 14 صفحہ 112)

معلوم ہوا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان و عظمت بیان کرنا یہ محبت کی نشانی ہے۔ جن کو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان و عظمت سے چڑ ہے وہ ذرا ایک لمحہ ٹھہر کر سوچے کہ وہ کس قسم کی توحید دنیا کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ایمان کی جان ہے۔ جب جسم میں جان ہی نہیں تو جسم تو بیکار ہے۔ معترض لوگ محبت کے معیار کو حد بندی کے ترازو میں ماپنے لگتے ہیں حالانکہ محبت کے تولنے کا کوئی پیمانہ ہی نہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں سب کچھ کہو مگر خدا نہ کہو کہ یہی ایمان ہے۔

تیسری بات یہ کہ معترض کہتا ہے کہ محفل میلاد میں کھڑے ہونا اور یہ سمجھنا یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حاضر ہوتے ہیں، شرک ہے۔ یہ بات بھی ان کہ جہالت پر مبنی ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

اہل سنت کا یہ عقیدہ نہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر محفل میں تشریف لاتے ہیں، آپ کی شان تو یہ ہے کہ اپنی حریم ناز سے سب کچھ ملاحظہ فرمارہے ہیں۔ وہ دور ہوتے ہوئے بھی ہمارے قریب ہیں اور بہت قریب۔ آپ کو اللہ (عزوجل) نے شاہد بنا کر بھیجا اور شاہد وہ ہے جو ہمارے قریب ہو اور ہمیں دیکھ رہا ہوں۔ بلا شبہ وہ ہمارے قریب ہیں۔

(سلام وقیام، صفحہ 11)

دیوبندیوں کے پیرو مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

رہا اعتقاد کہ جس مجلس مولود میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہوتے ہیں اس اعتقاد کو کفروشرک کہنا حد سے بڑھنا ہے کیونکہ یہ امر ممکن عقلاً ونقلاً بلکہ بعض مقامات پر اسکا وقوع بھی ہوتا ہے۔

(فیصلہ ہفت مسئلہ، صفحہ 5)

دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

اگر کسی امر میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں توان عوارض کو دور کرنا چاہیے نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کردیا جائے۔ ایسے امور سے انکار کرنا خیر کثیر سے بازرکھنا ہے۔ جیسے قیام مولود شریف اگر بوجہ آنے نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی شخص قیام کرے تواس میں کیا خرابی ہے۔ جب کوئی آتا ہے تولوگ اس کی تعظیم کے واسطے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ اگراس سردار عالم وعالمیان روحی فادہ کے اسم گرامی کی تعظیم کی گئی توکیاگناہ ہوا۔

(فیصلہ ہفت مسئلہ وامدادالمشتاق) بحوالہ (دین مصطفےٰ ﷺ، صفحہ 353)

حدیث شریف ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَهَا جَعْفَرٌ فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَهَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَأُصِيبَ وَإِنَّ عَيْنَيْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتَذْرِفَانِ ثُمَّ أَخَذَهَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ مِنْ غَيْرِ إِمْرَةٍ فَفُتِحَ لَهُ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جھنڈا زید نے لے لیا۔ وہ شہید کردیئے گئے پھر جعفر نے لے لیا۔ وہ بھی

شہید کر دیئے گئے۔ پھر عبداللہ بن رواحہ نے لے لیا۔وہ بھی شہید کر دیئے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک آنکھوں سے آنسو رواں تھے، پھر بغیر امیر بنائے اُسے خالد بن ولید نے لے لیا اور اُسے فتح رحمت فرما دی گئی۔

(صحیح بخاری، جلد1 حدیث نمبر1168 صفحہ516)

علامہ عبدالحکیم اختر شاہجہاں پوری علیہ الرحمۃ اس حدیث کے حاشیہ میں فرماتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں بیٹھ کر جنگِ موتہ کے علمبرداروں کی خبر دیتے رہے کہ اب جھنڈا فلاں نے سنبھال لیا ہے۔ اب وہ شہید ہوگئے۔ غرضکہ آخر تک وہیں سے بتادیا کہ اب سیف اللہ (حضرت خالد بن ولید) نے جھنڈا اُٹھالیا ہے۔ حالانکہ اُنھیں سپہ سالار بنایا نہیں گیا اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے ہاتھوں فتح دے دی ہے۔ یہ نگاہِ مصطفیٰ کی معجز نمائی ہے کہ آپ (ﷺ) کی نگاہوں میں دور و نزدیک کا معاملہ قدرت نے یکساں کر دیا تھا۔ جس طرح آپ (ﷺ) کے نزدیک کی چیزوں کو دیکھتے تھے اُسی طرح دور کی چیزیں بھی آپ (ﷺ) کو نظر آتی تھیں۔ یہاں تک کہ زمین پر بیٹھ کر آپ (ﷺ) جنت و دوزخ کا بھی مشاہدہ فرمالیا کرتے تھے جیسا کہ بعض احادیث مطہرہ میں ایسے مشاہدوں کا ذکر آیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(حاشیہ صحیح بخاری، جلد نمبر1 صفحہ516)

حدیث کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ امر ممکن ہے کہ آپ (ﷺ) محافل میلاد کو ملاحظہ فرماتے ہیں۔ جو کہ آپ ﷺ کے ذکر سے سجتی ہیں۔ اور بقول حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اور آپ (ﷺ) ان مبارک محافل آپ ﷺ کی تشریف آوری محال نہیں ممکن ہے۔

چوتھی، پانچویں، چھٹی اور ساتویں بات میں معترض کا کہنا کہ انبیاء و اولیاء سے دشمنوں پر مدد طلب کرنا،فریاد کرنا،پکارنا، شرک ہے۔یہ بھی ان لوگوں کی صریح جہالت پر مبنی ہے۔ملاحظہ کیجئے۔

فیض ملت علامہ محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی فرماتے ہیں۔

طبرانی صغیر ص:201، بی بی میمونہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے مروی ہے کہ:۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بات عندھا فی لیلتھا فقام یتوضاء للصلوٰۃ فسمعتہ یقول فی متوضأہ لبیک لبیک ثلاثا نصرت نصرت ثلاثا فلما خرج قلت یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سمعتک تقول فی متوضائک لبیک لبیک ثلاثا نصرت نصرت ثلاثا کانک تکلم انسانا فھل کان معک احد فقال ھذا راجز یستصرخنی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زوجہ مطہرہ میمونہ رضی اللہ عنہا بنت حرث کے پاس ان کی باری کی رات میں ٹھہرے توآپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تہجد کے واسطے اُٹھے نماز کے واسطے وضو کرتے وقت اسی مقام میں بیٹھے ہوئے میں نے سنا کہ آپ (ﷺ) فرماتے ہیں کہ لبیک لبیک تین مرتبہ فرمایا(یعنی میں تیرے پاس پہنچا میں تیرے پاس پہنچا) تو امداد کیا گیا توامداد کیا گیا تین دفعہ فرمایا اور اپنے وضو کرنے کے مقام میں تشریف فرما ہیں کہیں دوسری جگہ بھی نہیں گئے اور نہ غائب ہوئے۔ توجب آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ سے علیحدہ ہوئے تو میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے ایسے سنا ہے کہ آپ (ﷺ) وضو کرنے کے مقام پر بیٹھے ہی فرمارہے تھے لیبک لبیک نصرت نصرت تین دفعہ فرمایا گویا کہ آپ (ﷺ) کسی انسان سے کلام فرماتے ہیں کیا

حضور (ﷺ) کے پاس کوئی تھا تو آپ (ﷺ) نے فرمایا کہ یہ راجز مجھ سے فریاد کرتا ہے۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ حضرت عمر بن سالم راجز (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو قریش قتل کرنا چاہتے تھے تو وہ مکے سے نکلے اور مدینہ طیبہ کا راستہ اختیار کیا جبکہ اس کو مصیبت پڑی تو وہ عمرو بن سالم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غائبانہ پکارتے اور آپ (ﷺ) اس کی امداد فرماتے۔ چنانچہ ایک دفعہ راستے میں زبردست دشمن کے گھیرے میں آگئے تو اس عمرو بن سالم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اصحابی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارا اور فریاد کی کہ حضور (ﷺ) مجھے بچایئے ورنہ دشمن قتل کردیگا تو آپ (ﷺ) اس وقت حضرت میمونہ بنت حرث اپنی بیوی صاحبہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے گھر وضو فرمارہے تھے تو وہیں مدینہ طیبہ میں مقامِ وضو میں بیٹھے ہی لبیک فرما کر راجز کے پاس اپنی حاضری کا ثبوت دیا اور نصرت سے اس کی امداد فرما کر اس کو دشمن سے بچا لیا اور اپنی امداد کی۔ راجز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تسلی دی چنانچہ راجز اصحابی کے اُس واقعہ سے استمداد اور آپ (ﷺ) نے اپنی امداد غائبانہ کو اپنی زوجہ مطہرہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی بیان فرما اور جب عمرو بن سالم راجز (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی غائبانہ امداد سے مدینہ طیبہ پہنچا تو اُس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد کے متعلق چند اشعار پڑھے اس کا ایک شعر فقیر بھی عرض کرتا ہے جو سنہری حروف سے لکھنے سے قابل ہے۔

فالنصر رسول اللہ اخترا عندا

و ادع عباد اللہ یأ توا مددا

ترجمہ:۔ پس تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد مانگ کیونکہ آپ (ﷺ) کی مدد ہر وقت تیار ہے اور اللہ کے بندوں کو پکار وہ تیری مدد کو پہنچیں گے۔

یہ تمام واقعہ اور اشعار اصابہ جلد 4 ص297 اور کتاب الاستیعاب جلد 2 ص446 میں بھی مذکور ہے ہے۔ بیہقی 9/233 پر بھی موجود ہے اس حدیث پاک سے کئی مسائل ثابت ہوئے۔

1) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا۔
2) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مشکل کے وقت غائبانہ فریاد کرنا۔
3) آپ (ﷺ) کا غائبانہ پکارنے والی کی پکار سننا۔
4) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فریاد رسی فرمانا۔
5) صحابہ کرام کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری فریاد سن کر ہماری فریاد رسی فرماتے ہیں۔
6) خیر القرون میں یہی عقیدہ تھا۔

جو لوگ اس عقیدے کو کفر و شرک سے تعبیر کرتے ہیں وہ سوچیں کہ اس فتویٰ کی رو سے کس کا رُو سیاہ ہو رہا ہے۔

(ندائے یا رسول اللہ، صفحہ 65تا67)

آٹھویں بات منکرین میلاد کا یہ کہنا کہ انبیاء علیہم السلام کے لئے غیب ماننا شرک ہے۔ یہ بھی مغالطہ فریبی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو۔

یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ قرآن کریم میں ہر چیز کا بیان ہے اور لوح و قلم کا علم بھی قرآن کریم میں موجود ہے اور قرآن کریم کا علم حضور نبی اکرم ﷺ جانتے ہیں۔ قرآن کریم میں کتنا علم ہے یہ پیمانہ کسی کے پاس نہیں۔ تو جب حضور ﷺ

قرآن کریم کا مکمل علم رکھتے ہیں تو پھر کوئی غیب آپ ﷺ سے کیسے چھپ سکتا ہے۔ بلکہ یوں سمجھئے کہ جب قرآن والا اللہ رب العزت جل جلالہ حضور ﷺ سے نہ چھپا اور شب معراج میں اپنا دیدار کرادیا تو پھر کوئی غیب آپ ﷺ سے کیسے چھپ سکتا ہے۔اس سے یہ سمجھ نہ لیا جائے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم معاذاللہ خدا کے برابر ہو گیا ۔اہل سنت کا یہ عقیدہ نہیں ہے۔جو ایسا مانے اہل سنت کے نزدیک مشرک ہے۔ اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی ہے اور حضور ﷺ کا علم عطائی ہے۔اُس نے اپنے محبوب ﷺ کو کتنا علم دیا یہ کسی انسان کے بس کی بات نہیں کہ پیمانہ لے کر تولتا پھرے۔اور جہاں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں علم غیب کی نفی کی بات کی ہے وہ وہی ذاتی علم غیب ہے جو اللہ عزوجل کا خاصہ ہے۔انبیاء کا علم عطائی ہے۔اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِكُمْ ۔

(پ 3، سورۃ آل عمران، آیت نمبر 49)

ترجمہ کنزالایمان :۔اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو۔

حدیث میں ہے۔

عَنْ أَبِي وَآئِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَقَدْ خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَةً مَا تَرَكَ فِيهَا شَيْئًا إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ إِلَّا ذَكَرَهُ عَلِمَهُ مَنْ عَلِمَهُ وَجَهِلَهُ مَنْ جَهِلَهُ إِنْ كُنْتُ لَأَرَى الشَّيْءَ قَدْ نَسِيتُ فَأَعْرِفُ مَا يَعْرِفُ الرَّجُلُ إِذَا غَابَ عَنْهُ فَرَآهُ فَعَرَفَهُ

ابووائل کا بیان ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:۔بے شک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں ایک ایسا خطبہ دیا کہ اس میں بیان کرنے سے قیامت تک کی کوئی

چیز نہیں چھوڑی۔ جان گیا جو جان گیا اور بھول گیا جو بھول گیا۔ جب میں کسی چیز کو دیکھتا ہوں جسے بھول گیا تھا تو اسے جان جاتا ہوں جیسے کوئی شناسا گم ہو جائے لیکن دیکھنے پر اسے پہچان لیا جاتا ہے۔

(صحیح بخاری، جلد نمبر 3 حدیث نمبر 1514 صفحہ 588)

نویں اور دسویں بات معترض کا یہ کہنا کہ غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنا شرک ہے اور نذر و نیاز شرک ہے یہ بھی ان لوگوں کی جہالت پر مبنی ہے۔ ان لوگوں کے نزدیک جانور کو کسی بزرگ کی طرف منسوب کر دیا جائے اور اُس کو اللہ نام پر ذبح بھی کر دیا جائے تو شرک ہے۔ اصل مقصد ان کا میلاد یا گیارہویں کے نام سے منسوب جانور کو حرام کہنا ہے۔ حالانکہ یہ بھی ان لوگوں کا صرف شیطانی حربہ ہے کہ حلال چیز کو حرام کہنا ان لوگوں کا وطیرہ بن گیا ہے۔

یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ کسی بزرگ کے نام پر منسوب کئے ہوئے جانور کو اللہ عزوجل کے نام کے ساتھ یعنی بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا جائے تو یہ جانور حلال و طیب ہو گا نہ کہ حرام۔ حرام صرف اسی صورت میں ہو گا جس کو ذبح کرتے ہوئے اللہ عزوجل کے بجائے کسی غیر کا نام لیا جائے تو یہ جانور حرام ہو گا۔ اگر ذبح کے وقت اللہ عزوجل کا نام لیا تو جانور حلال ہو گا چاہے زندگی میں وہ جانور کسی کی طرف بھی منسوب ہو ۔ جیسے ہم کہتے ہیں یہ فلاں کی قربانی کا بکرا ہے، یہ فلاں کے عقیقہ کا بکرا ہے، یہ بکرا فلاں کے ولیمے کے لیے ہے تو یہ نہ شرک ہے نہ اس سے جانور حرام ہو گا ہاں اگر ذبح غیر اللہ کے نام سے کیا تو جانور حرام ہو گا۔ اور ایسا کوئی مسلمان نہیں کرتا۔

اسلامی تاریخ کے طالب علم سے یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ جب مسلمانوں کو جہاد میں مال غنیمت ہاتھ آتا تھا جس میں کفار و مشرکین کے وہ جانور جو بتوں کے نام

چھوڑے ہوئے ہوتے تھے وہ بھی مال غنیمت کے طور پر مسلمانوں کے ہاتھ آتے تھے اور مسلمان اُن جانوروں کو اللہ عزوجل کے نام سے ذبح کر کے کھاتے تھے۔ لہٰذا یہ کہہ دینا کہ جو جانور کسی بزرگ کی طرف منسوب ہو اور ان کو اللہ کے نام پر ذبح کر دیا جائے تو بھی حرام و ناجائز ہوگا صریح گمراہی پر مبنی ہے۔

مذکورہ بالا دس مسئلوں پر ہم نے سرسری نظر ڈالی ہے کیونکہ ہمارا موضوع میلاد شریف کے متعلق ہے یہ ضمناً طور پر اس لئے پیش کر دیئے گئے تاکہ قارئین کرام کو ان مسائل کی حقیقت معلوم ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ عقل سلیم عطا فرمائے۔

اعتراض:۔

منکرین میلاد کے بھان متی کنبہ کے ایک رکن یہ اعتراض کرتے ہیں کہ آیات میں فضل و رحمت سے مراد ولادت نہیں ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔

ہم نے اکثر تفاسیر دیکھی ہیں کسی ایک نے بھی ان آیتوں سے عید میلاد النبی کو ثابت کیا اور نہ فضل و رحمت و نعمت سے مراد ولادت کا معنی لیا ہے اور نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر خوشیاں منانے کا معنی کیا ہے بلکہ فضل و رحمت و نعمت سے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات مراد لی ہو ایسا بھی ذکر نہیں کیا۔ (کیا صلوٰۃ وسلام اور محفل میلاد بدعت ہے؟، ص41، از نعمان محمد امین) ______ بدعتیوں نے جو آیتوں کی تفسیر بیان کی ہے وہ اپنے عقل اور تفسیر بالرائے سے کی ہے اور حدیث میں آتا ہے کہ جو اپنی عقل سے قرآن کی تفسیر بیان کرے تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ (ص:41) کتنی بد بختی کی بات ہے کیا قرآن اس لیے نازل ہوا اور کیا قرآن یہ تعلیم دیتا ہے کہ عید میلاد النبی مناؤ اور بتیاں جلاؤ اور بے اسراف کرو؟ یہ کیسی جاہلیت ہے؟۔ (ص:41) ____ اگر خوشیاں منانی ہیں تو اسلام جو ہمارا دین اور قرآن جو ہماری ہدایت کے لیے نازل ہوا اس پر خوشیاں مناؤ۔ (ص:42)

جواب:۔

معترض لوگوں کا یہ اعتراض بھی ان کے جاہلانہ پن کی منہ بولتی تصویر ہے۔ اہلسنت وجماعت پر تفسیر بالرائے لگانے والے خود تفسیر بالرائے کے عادی ہیں۔الحمد للہ اہل سنت والجماعت ایسی جماعت ہے جو سلف صالحین کے نقش قدم پر چلتی ہے۔اور اکابر کی تفسیر کے مطابق عمل پیرا ہوتی ہے۔حیرت ہوتی ہے منکرین میلاد کی عقل ودانش پر کہ قرآن اور اسلام پر خوشیاں منانے کو تو جائز کہتے ہیں مگر جس مقدس ذات کے صدقے میں اسلام اور قرآن ملا اُن کے ذکر کے چرچے کرنے کو حرام اور بدعت وشرک کہتے ہیں۔آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا چرچا کرنا میلاد منانا یہ اسلام اور قرآن ہی کا چرچا ہے کہ ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کے چرچے کریں گے تو یہی تو پتہ چلے کہ یہ اللہ عزوجل کے ایسے پیارے محبوب ﷺ ہیں کہ جن کے وسیلے سے ہمیں اسلام اور قرآن ملا تو بتاؤ قرآن واسلام کا چرچا ہوا یا نہیں۔ارے میلاد تو ایسا مفید بابرکت عمل ہے کہ اس میں ذکر خداوندی، ذکر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کا ذکر بھی ہوتا ہے۔اور ذکر رسول ﷺ ذکر خدا ہے۔

مولانا حکیم ابوالحسان محمد رمضان علی قادری تحریر فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد۔

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۔

(پ 5، سورۃ النساء، آیت نمبر 83)

ترجمہ:۔اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو ضرور تم شیطان کے پیچھے لگ جاتے۔

اس کے تحت تفسیر روح البیان میں ہے۔

وفی الحقیقة کان النبی صلی الله علیه وسلم فضل الله ورحمته۔ یدل علیه قوله تعالے ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا۔ الی قوله ذالك فضل الله یوتیه من یشاء۔ وقوله تعالے۔ وما ارسلنك الا رحمة للعٰلمین۔ فلولا وجود النبی صلی الله علیه وسلم وبعثته لبقوا فی تیه الضلالة تاءھین کما قال یزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین۔ یعنی قبل بعثته وکانوا قد تبعوا الشیطان الی شفا حضرة من النار وکان وکان علیه السلام ورحمته علیھم فانقذھم منھا کما قال الله تعالے وکنتم علی شفا حضرة من النار فانقذکم منھا۔

(روح البیان، صفحہ 467 جلد 1)

"درحقیقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی اللہ کا فضل اور اس کی رحمت ہیں۔ اس پر یہ فرمانِ الٰہی دلالت کرتا ہے کہ فرمایا۔ ھوالذی بعث فی الامیین رسولا منھم۔ الی قولہ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ یہی فضل ہے اللہ کا جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے ونیز یہ فرمان الٰہی دلالت کرتا ہے کہ فرمایا۔ وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین۔ اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر جہاں کے لئے رحمت بنا کر۔ پس اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود نہ ہوتا اور آپ کی بعثت نہ ہوتی تو لوگ گمراہی کے میدان میں بھٹکتے پھرتے۔ جیسے کہ فرمایا ہمارا محبوب انہیں پاک فرماتا ہے۔ اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ اور یقیناً آپ کی تشریف آوری سے قبل یہ لوگ کھلی گمراہی میں تھے اور لوگوں کا یہ حال تھا کہ شیطان کی پیروی میں جہنم کے کنارے تک پہنچ چکے تھے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان پر اللہ کا فضل اور رحمت بن کر تشریف لے آئے۔ اور انہیں جہنم میں گرنے سے بچا لیا۔

جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ تم لوگ جہنم کے کنارے پر تھے۔ پس تمہیں اس میں گرنے سے بچالیا"۔

جب قرآن مجید سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی حقیقتاً اللہ کا فضل اور اس کی رحمت ہیں تو آپ (ﷺ) کی ولادت مبارکہ ۔آپ (ﷺ) کی تشریف آوری کی خوشیاں منانا بھی قرآن سے ثابت ہوُا کہ فرمایا۔ قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذالک فلیفرحوا۔اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت پر ہی خوشیان منانا چاہیے۔ اور قاعدہ ہے کہ اذاثبت الشیء ثبت بلوازمہ۔جب کوئی چیز ثابت ہوتی ہے تو اس کے لوازمات بھی ثابت ہوتے ہیں۔ پس اس قاعدہ کے تحت۔ محفل میلاد منعقد کرنا، فرش بچھانا، سٹیج تیار کرنا، روشنی کرنا، قیام وصلوٰۃ وسلام، طعام کھلانا، شیرینی تقسیم کرنا وغیرہم لوازمات کا بھی اثبات ہوگیا۔

(تنویر البرہان، صفحہ 73-74)

مفتی محمد خان قادری مدظلہ العالی فرماتے ہیں۔

مشہور محدث ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔

"فضل اللہ سے علم اور رحمت سے مراد محمد عربی (ﷺ) کی ذات اقدس ہے"۔

خطیب بغدادی اور ابن عساکر نے نقل کیا۔

"فضل سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور رحمت سے سیدنا علی مراد ہیں"۔

علامہ یہ معنی بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی ذات اقدس بلاشبہ رب کریم کی رحمت ہیں مگر:۔

المشهور وصف النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم بالرحمة کما یرشد الیه قوله تعالیٰ وما ارسلنك الا رحمة للعٰلمین۔

''سراپا رحمت ہونا حضور علیہ السلام کا وصفِ مبارک ہے جس کی شہادت اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی وما ارسلنك الا رحمة للعٰلمین عطا کرتا ہے''۔

ملاحظہ کیا آپ نے کہ مفسرین کا ذہن لفظ رحمت سے حضور علیہ السلام ہی کی طرف منتقل ہوتا ہے مگر افسوس ایسے ذہن پر جو اس سے حضور (ﷺ) کی ذات کو خارج کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔

(محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ، صفحہ 40۔41)

علامہ محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی فرماتے ہیں۔

اَلَّذِیۡنَ بَدَّلُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ كُفۡرًا ۔

(پ13، سورۃ ابراہیم، آیت نمبر 28)

''وہ لوگ کہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کو کفر کرکے تبدیل کر ڈالا''۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

واللّٰه كفار قریش و محمد نعمة اللّٰه تعالی۔ (رواہ البخاری)

''اللہ کی قسم الذین سے کفار اور نعمۃ اللہ سے حضور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔

(میلاد النبی ﷺ عید کیوں؟، صفحہ 42)

صدرالافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں۔

بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ ان لوگوں سے مراد کُفّارِ مکّہ ہیں اور وہ نعمت جس کی شکر گزاری انہوں نے نہ کی وہ اللہ کے حبیب ہیں سیدِ عالَم محمّدِ مصطفیٰ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے وجود سے اس امّت کو نوازا اور ان کی زیارت سراپا کرامت کی سعادت سے مشرف کیا۔ لازم تھا کہ اس نعمتِ جلیلہ کا شکر بجالاتے اور ان کا اِتّباع کر کے مزید کرم کے مورد ہوتے بجائے اس کے انہوں نے ناشکری کی اور سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار کیا اور اپنی قوم کو جو دین میں ان کے موافق تھے دارالہلاک میں پہنچایا۔

(تفسیر خزائن العرفان، صفحہ 466، مطبوعہ ضیاء القرآن)

قرآن کریم میں ہے۔

يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا ۔

(پ14، سورۃ النحل، آیت نمبر 83)

"اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو جاننے پہچاننے کے باوجود منکر ہو جاتے ہیں"۔

حضرت زاج اور سدی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ نعمۃ اللہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں یعنی کفار آپ کے معجزات دیکھ کر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو نبی مانتے ہیں۔ پھر عناداً انکار کرتے ہیں۔

(میلادالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید کیوں؟، صفحہ 42)

صدرالافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں۔

یعنی جو نعمتیں کہ ذکر کی گئیں ان سب کو پہچانتے ہیں اور جانتے ہیں کہ یہ سب اللہ کی طرف سے ہیں پھر بھی اس کا شکر بجا نہیں لاتے۔ سدی کا قول ہے کہ اللہ کی نعمت سے سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہیں، اس تقدیر پر معنٰی یہ ہیں کہ وہ حضور

(ﷺ) کو پہچانتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ آپ (ﷺ) کا وجود اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے۔

(تفسیر خزائن العرفان، صفحہ 497، مطبوعہ ضیاء القرآن)

معترض لوگوں کا یہ اعتراض کے میلاد شریف میں جو نعتیں پڑھیں جاتی ہیں ان میں شرکیہ الفاظ ہوتے ہیں۔ ان معترض لوگوں نے اپنی کتب اور کتابچوں میں جو اشعار لکھے ہیں فرداًفرداًتو اس پر روشنی نہیں ڈالی جاسکتی البتہ چند اشعار کے متعلق قارئین کرام کو ضرور بتائیں گے کہ ان اشعار کو شرکیہ کہنا یہ ان کی جہالت پر مبنی بات ہے۔ محافل میلاد میں علماء کی شرکت ہوتی ہے اگر کوئی شعر شریعت اسلامیہ کی روح کے خلاف ہوتا تو یقینا علماء کرام اس پر تنبیہ کرتے۔اور پڑھنے والے کو منع کر دیتے۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ "مالک و مختار نبی ﷺ" کتاب کے "ابتدائیہ" میں رقمطراز ہیں۔

نہ معلوم ہم کو کیا ہوگیا، ہم مدح کے حوالے سے بادشاہوں کے بارے میں اتنے حساس نہیں جتنے حضور انور ﷺ کے بارے میں حساس ہیں اس ماحول میں جہاں قصیدہ گو شعراء بادشاہوں کی شان میں اپنے ممدوحین کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملارہے تھے، توحید کے کسی پرستار نے ان کی زبان کو لگام نہ دی اور کسی نے کفروشرک کا حکم نہ لگایا ایک دنیوی بادشاہ کے لئے منہ سے نکلنے والی ہر نامعقول بات حق و صحیح سمجھی گئی بلکہ اس کو تاریخ و ادب کا حصہ بنادیا گیا مگر جب بات محمد مصطفےٰ ﷺ کی نعت و مدح کی آئی تو سچی باتیں بھی کڑوی معلوم ہونے لگیں اہل دانش اور اہل ادب کے لئے یہ ایک لمحہ فکریہ ہے۔

(مالک و مختار نبی ﷺ، صفحہ 2)

بہرکیف آیئے ان منکرین میلاد بھان متی کے کنبہ کے پیش کردہ اعتراضات کے چند اشعار ملاحظہ کیجئے۔

اعتراض:۔

منکرین میلاد بھان متی کے کنبہ کا ایک معترض قفل دہن کھول یوں ہرزہ سراءئی کرتا ہے۔

ان محفلوں میں ایسا قصیدہ اور ایسی نعت خوانی ہوتی ہے، جس سے یقیناً آدمی ملت اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ وہ حضرات بوصیری کے یہ اشعار بکثرت پڑھتے ہیں۔

یا اکرم الخلق مالی الو ذبہ	سواک عند حلول الحادث العمم
ان لم تکن آخذا یوم المعاد یدی	صفحا والا فقل یا زلۃ القدم
فان من جودک الدنیا وضرتھا	ومن علومک علم اللوح والقلم

اے مخلوق میں سب سے بڑھ کر داد ودہش والے! عام مصیبت در پیش ہونے کے وقت تیرے علاوہ میرا کوئی نہیں ہے کہ میں جس کی پناہ لوں۔ اگر تو قیامت کے دن عالی ظرفی کے ساتھ میرا ہاتھ نہ پکڑے، تو تو کہہ دے "اے قدم پھسل کر (جہنم میں) گرنے والا"۔ کیونکہ تیرے جود و کرم میں دنیا اور اس کی سوکن آخرت بھی ہے، اور تیرے علوم میں لوح و قلم کا علم بھی ہے"۔

اس طرح کی تعریف و توصیف اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کے لئے جائز و درست نہیں ہے۔ ہمیں تو اس آدمی پر انتہائی تعجب ہوتا ہے جو اس اشعار کو پڑھتا ہے، اگر وہ ان کا معنیٰ و مفہوم سمجھتا ہے تو کیسے اس کا ضمیر گوارہ کرتا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کو خطاب کرکے کہے: "تیرے جود و کرم میں دنیا اور اس کی سوکن آخرت ہے"۔ اس میں "من" تبعیض کی ہے اور دنیا سے مراد یہی دنا ہے اور "ضرتھا" سے مراد آخرت ہے۔ جب دنیا و آخرت دونوں نبی کریم ﷺ کے جود و سخا میں سے ہیں اور یہ دونوں آپ ﷺ کے جود و کرم کا بعض حصہ ہیں، کل نہیں ہیں، تو پھر اللہ تعالیٰ کے پلے میں کیا باقی رہ گیا؟ اللہ کے لئے موجودات میں سے کچھ بھی باقی نہیں بچا، نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں۔ اور یہی افراط و غلو "تیرے علوم میں سے لوح و قلم کا علم بھی ہے"۔ میں موجود ہے۔ میری سمجھ میں تو نہیں

آتا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس اب کون سا علم باقی بچ جائے گا، جب نبی کریم ﷺ کو خطاب کر کے کہا جائے کہ تیرے پاس لوح و قلم کا علم ہے؟(عید میلاد النبی کی شرعی حیثیت، ص 17-18، محمد بن صالح العثیمین)

جواب :-

پچھلے اوراق میں ہم قرآن کریم کے علم سے متعلق بتا آئے ہیں کہ لوح و قلم کا علم بھی قرآن میں پوشیدہ ہے اور قرآن کا مکمل علم جان عالم مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جانتے ہیں۔ معترض کا ان اشعار کی آڑ میں مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو اللہ تعالیٰ کے علم سے مقابلہ کرنا بے دینی، حماقت اور جہالت پن ہے۔ مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو اللہ کے علم سے کیا نسبت ہو سکتی ہے۔اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی لامحدود ہے اور مصطفیٰ کریم ﷺ کا علم پاک محدود ہے۔ ہاں اس محدود علم پاک کی حد کو متعین کرنا کسی انسان کے بس کی بات نہیں۔۔ موجودات عالم کا علم محدود ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے علم کو صرف موجودات عالم کی حد تک محدود مانتے ہیں وہ بددین و گمراہ ہیں۔ قارئین کرام خود اندازہ فرمالیں ایسا شخص صحیح العقیدہ کیسے ہو سکتا ہے۔ بہر کیف اب وہ صحیح اشعار ملاحظہ کیجئے۔

يَا أَكْرَمَ الْخَلْقِ مَا لِيْ مَنْ أَلُوْذُ بِهٖ سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

یہ شعر قصیدہ بردہ شریف کا 152واں شعر ہے۔

ترجمہ :-" اے بہترین کریم عالم آپ (ﷺ) کے سوا میرے لیے کوئی جگہ نہیں جہاں پناہ لوں مصیبتوں کے عام نزول کے وقت"۔

اس شعر کی شرح میں علامہ ابوالحسنات محمد احمد قادری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

مفہوم واضح ہے اور حقیقت یہ ہے کہ حضور (ﷺ) کے سوا اُن کے غلام کے لیے کوئی دستگیر نہیں۔ حتیٰ کہ قرآن کریم بھی اسی شفاعت نگر کا راستہ بتاتا ہے۔ اور فرماتا ہے کہ جب تم اپنی جانوں پر معصیت کی وجہ سے ظلم کر گزرو تو ہمارے حبیب (ﷺ) کی طرف آؤ۔ اور توبہ کرو۔ اور ہمارے حبیب (ﷺ) تمہاری سفارش کریں تو تم اللہ تعالیٰ کو تواب ورحیم پاؤ گے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔

(پ 5، سورۃ النساء، آیت نمبر 64)

ترجمہ:۔ اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شِفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

شر خیر شور سور شرر دور نار نُور	بشریٰ کہ بارگاہ یہ خیرالبشر کی ہے
مجرم بلائے آئے ہیں جاؤک ہے گواہ	پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے
بد ہیں مگر انھیں کے ہیں باغی نہیں ہیں ہم	نجدی نہ آئے اس کو یہ منزل خطر کی ہے
بے اُن کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے	حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

(طیب الوردۃ شرح قصیدہ بردہ شریف، صفحہ 386۔387)

اس مذکورہ بالا آیت مبارکہ کی تفسیر میں صدرالافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ بارگاہِ الٰہی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ اور آپ کی شفاعت کار برآری کا ذریعہ ہے سیّدِ عالم صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات

شریف کے بعد ایک اعرابی روضہء اقدس پر حاضر ہوا اور روضہ شریفہ کی خاک پاک اپنے سر پر ڈالی اور عرض کرنے لگا یارسول اللہ جو آپ نے فرمایا ہم نے سُنا اور جو آپ پر نازل ہوا اس میں یہ آیت بھی ہے وَلَوْاَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا میں نے بے شک اپنی جان پر ظلم کیا اور میں آپ کے حضور میں اللہ سے اپنے گناہ کی بخشش چاہنے حاضر ہوا تو میرے رب سے میرے گناہ کی بخشش کرائیے اس پر قبر شریف سے ندا آئی کہ تیری بخشش کی گئی اس سے چند مسائل معلوم ہوئے۔

1) اللہ تعالی کی بارگاہ میں عرضِ حاجت کے لئے اُس کے مقبولوں کو وسیلہ بنانا ذریعہ کامیابی ہے

2) قبر پر حاجت کے لئے جانا بھی " جَآءُ وْکَ "میں داخل اور خیرُ القرون کا معمول ہے۔

3) بعد وفات مقبُولانِ حق کو (یا) کے ساتھ ندا کرنا جائز ہے

4) مقبُولانِ حق مدد فرماتے ہیں اور ان کی دعا سے حاجت روائی ہوتی ہے۔

(تفسیر خزائن العرفان، صفحہ 159، مطبوعہ ضیاء القرآن)

اِنْ لَّمْ تَکُنْ فِیْ مَعَادِیْ اٰخِذًا م بِیَدِیْ فَضْلاً وَّاِلَّا فَقُلْ یَازَلَّۃَ الْقَدَمِ

یہ شعر قصیدہ بردہ شریف کا 147 واں شعر ہے۔

ترجمہ:۔ "اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے مرنے کے بعد میرے دستگیر نہ ہوں تو کہنا کہ اے قدم پھسلے ہوئے ذلیل"۔

اس شعر کی شرح میں علامہ ابوالحسنات محمد احمد قادری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم براہِ فضل و کرم اور نسبت اسمی کے لحاظ سے میری مرتے وقت دستگیری نہ فرمائیں تو میری قسمت پر افسوس کرتے ہوئے کہنے کا ہے۔ کہ اے زلۃ القدم اب پاؤں پھسلنے پر کیا ہوش اور یہ ہوش کس کام کا۔ دوسری صورت یہ کہ الا بمعنی ان لم یکن کذالک مانا جائے۔ غرض کہ اس بیت میں بہت سی توجیہات ہیں اچھی اور صاف توجیہ یہ ہے۔ کہ مصرح اوّل شرط اور اس کی بیت اوّل نمبر 147 اس کی خبر لی جائے تو اب یہ معنے ہوں گے۔ کہ اگر کوئی عہد و پیمان میرے معاصی کے مقابلہ میں نہ کام دے تو افسوس ہے میرے لغزش قدم پر اور بعض کہتے ہیں لفظ الا زائد ہے۔ جیسا کہ صاحب قاموس نے لکھا کہ لفظ اِلّا کلام عرب میں زائد بھی آتا ہے۔ تو اس اعتبار سے علامہ خرپوتی کی شرح صاف معلوم ہوتی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حاصل معنی بیت کے یہ ہیں ۔کہ میں محتاج شفاعت جناب کریم (ﷺ) کا ہوں نجات مہالک سے اور عذاب الیم سے حتیٰ کہ اگر میرا معین ان کا فضل و احسان زائد علی الوعدہ نہ ہو تو پھر میرے نفس کو عتاب کے ساتھ یازلۃ القدم یاسیئی الحال یا شدید المآل کہنا۔ لیکن چونکہ ایسا نہیں تو میں زلّۃ القدم بھی نہیں۔ ؎

عالم ہیں ان کے تو الطاف شہید لیکن　　　تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

(طیب الوردۃ شرح قصیدہ بردہ شریف، صفحہ 381-382)

فَاِنَّ مِنۡ جُوۡدِكَ الدُّنۡيَا وَضَرَّتَهَا　　　وَمِنۡ عُلُوۡمِكَ عِلۡمَ اللَّوۡحِ وَالۡقَلَمِ

یہ شعر قصیدہ بردہ شریف کا 154 واں شعر ہے۔

ترجمہ:۔ ”حضور (ﷺ) کے ہی خوانِ جود و کرم سے دنیا ہے ۔ اور اُس کی ضد یعنی آخرت کا وجود اور لوح قلم کے علم آپ کے دائرہ معلومات کا ایک جُز ہیں“۔

اس شعر کی شرح میں علامہ ابوالحسنات محمد احمد قادری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

پہلی بیت کے مضمون میں جو خفا تھا(یعنی قصیدہ کا شعر153)۔اس کی تفسیر اس بیت میں فرمائی گئی ہے کہ مجھ سے تہیدست کی شفاعت حضور (ﷺ) کو اس لیے مشکل نہیں کہ دنیا اور اس کی ضد یا سوتن جس کا دنیا کے ساتھ جمع ہونا محال ہے۔یعنی آخرت یہ سب حضور (ﷺ) کے خوان عطا کے ریزہ ہیں نہ حضور (ﷺ) ہوتے نہ دنیا وآخرت کا وجود ہوتا۔جود عربی زبان میں ایسی بخشش کو کہتے ہیں۔جو بلا عوض و غرض کسی پر کی جائے۔ اور ضرۃ اس چیز کو کہتے ہیں ۔جس کا اجتماع متعذر ہو۔ جیسے ایک خاوند کے عقد میں دو عورتیں جمع ہوں تو سوتن کہلاتی ہیں۔اسی طرح دنیا اور آخرت ان کا اجتماع محال ہے۔ جیسا کہ حضور (ﷺ) نے فرمایا۔ من احب اخرتہ اضر بدنیاہ و من احب دنیاہ اضر باختہ۔ جو آخرت کو محبوب رکھے تو یہ محبت اضر یعنی ضد دنیا ہے۔ اور دنیا کو محبوب رکھے تو یہ محبت ضد آخرت ہے۔ علامہ خرپوتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ قیل کون الکونین من جودہ لانہ واسطۃ فی فیضان الوجود علی الماھیات وسیلان الوجود علی الموجودات فکان الکونین من جودہ۔ یعنی وجود کونین حضور (ﷺ) کی جودو عطا کا ظہور ہے اِس لیے کہ کونین واسطہ ہے ۔فیضان وجود میں ماہیت پر اور سیلان جود وجود سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم موجودات پر ہے۔تو کونین کا ہونا حضور (ﷺ) کے جودو کرم سے ہوا۔ اور اس مصرع میں تلمیحاً اس حدیث کی طرف بھی اشارہ ہے ۔جو جناب باری کی طرف سے حضور (ﷺ) نے ظاہر فرمائی۔لولاك لما خلقت الدنیا۔اور علم لوح قلم کو جو جزء علم مصطفےٰ (ﷺ) فرمایا۔یہ بھی خاصہ ہے ذات گرامی کا۔ لوح ایک کتاب مبین ہے۔ جس کی مقدار عقل سے وراء ہے جو اس میں عظمت و لطافت اور حرف و کتاب سے ہے بعض نے کہا لوح چار ہیں۔

(اول) لوح القضاء المصؤن عن المحو والاثبات اور یہ لوح عقل اوّل ہے۔

(دوم) لوح القدر یہی لوح نفس ناطقہ کلیہ ہے۔ جس میں تفصیل کلیات لوح اوّل ہے۔

(سوم) لوح نفس الجزئیہ بسماء الدنیا ہے۔

(چہارم) لوح ہیولے ہے جو قابل صور ہے عالم شہادۃ میں۔

اور قلم یہ وہ ہے جو سب سے پہلے مخلوق کی گئی اور اس میں اللہ تعالیٰ نے تین سو ساٹھ سن بنائے اور ہر سن میں علوم اجمالیہ کے تین سو ساٹھ صنف مقرر فرمائیں۔ پھر ان کی تفصیل لوح محفوظ میں ہوتی ہے۔

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں۔ کہ جب اللہ تعالیٰ نے قلم روشن فرمایا۔ اُس سے ایک دوسرا وجود مشتق کیا۔ اُس کا نام لوح رکھا۔ اور قلم کو حکم دیا کہ لوح کو سب کچھ بتا دے اور جمیع مایکون الیٰ یوم القیامۃ کا علم اُسے دیا۔

امام عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ الیواقیت والجواہر میں فرماتے ہیں کہ اگر کوئی پوچھے کہ ان علوم میں سے اولیا کو اطلاع ملی یا کیا جو حوادثات وغیرہ کے متعلق قلم نے لکھے۔ اور لوح محفوظ میں قیامت تک کے حالات نقش کیے تو اس کا جواب شیخ اکبر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) باب 168 فتوحات مکیہ میں دیتے ہیں۔ کہ نعم انا ممن اطلعه الله علی ذالك۔ ہاں ہم ہیں اُن میں سے جسے اللہ تعالیٰ نے اُن علوم پر اطلاع دی۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مطلع فرمایا عدو امہات پر علوم ام الکتاب سے اور وہ ایک لاکھ انتیس ہزار چھ انواع پر ہیں۔ اور یہ سب کچھ لکھ کر شیخ زادہ فرماتے فرماتے ہیں۔ ھذا علی قدر فھمك واما من ا کتحلت عین بصیرته بالنور الالھی فیشاھد بالذوق ان علوم اللوح جزء من علومه کما ھی جزء من علم الله تعالیٰ۔ تو حاصل معنی واضح ہوگئے کہ حضور (ﷺ) کی ہستی پاک واسطہ ہے۔ افاضۃ منح الظاہریات

والباطنیات کا مبدء اوّل سے کائنات میں علویات و سفلیات کے اور جب کہ حضور (ﷺ) کی یہ شان ہے۔ تو ان کی عنایت اور وجاہت و کفایت میرے لیے تنگ نہیں ہو سکتی وللہ الحمد۔

(طیب الوردۃ شرح قصیدہ بردہ شریف، صفحہ 388 تا 390)

رہا منکرین میلاد کا یہ شبہ " تو پھر اللہ تعالیٰ کے پلے میں کیا باقی رہ گیا؟" یہ بھی بے بنیاد شبہ ہے۔ان شآء اللہ تعالیٰ مندرجہ عبارت سے یہ شبہ بھی دور ہو جائے گا۔

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی شہرہ آفاق تفسیر، تفسیر نعیمی میں فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مالک ہے مولیٰ غلام کو کوئی چیز دے دے تو مولیٰ بھی مالک رہتا ہے۔اللہ تعالیٰ حقیقی مالک ہے۔بندے مجازی مالک۔ سورج آئینہ کو چمکا دے تو سورج بے نور نہیں ہو جاتا حقیقی نور سورج ہوتا ہے۔ مجازی نور شیشہ۔ذاتی طور پر انجن چلتا ہے انجن سے وابستہ ہو جانے سے ریل بھی دوڑتی ہے۔

(تفسیر نعیمی، جلد 6 صفحہ 466)

معلوم ہوا کہ معترض کا اعتراض صرف جہالت پر مبنی ہے اس کو اگر رقابت و جلن ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے۔ اپنے مذموم عقیدے کو صحیح ثابت کرنے کے لئے علم مصطفیٰ ﷺ کو اللہ کے مقابل لا کر دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں۔جو کہ بالکل غلط ہے۔یہی وجہ ہے کہ ان کی غلط تحریریں دیکھ کر بیچارے عوام الناس مغالطے کا شکار ہو جاتے ہیں۔

دوسرا مشہور اعتراض اکثر منکرین میلاد کا اس شعر پر ہے لاحظہ فرمائے۔

اعتراض:۔

اسی طرح ان جلسے جلوسوں میں نبی اکرم ﷺ کی شان میں غلو کیا جاتا ہے، یہاں تک کے آپ ﷺ کو الوہیت بلکہ اس سے بھی اُوپر چڑھا دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ ایک جاہلانہ شعر ہے ۔

اللہ کا پکڑا چھڑائے محمدؐ   محمد کا پکڑا چھڑا کوئی نہیں سکتا۔

یہ حد سے زیادہ بڑھانا، اسی غلو کی ایک مثال ہے۔(صحیح تاریخ ولادت مصطفیٰ ﷺ، ص22۔23، ابو عدنان محمد منیر قمر نواب الدین)

جواب:۔

یہ اعتراض بھی ان کی جہالت پر مبنی ہے۔ بات یہ ہے کہ ان کو اتنا ملکہ یا شعور نہیں ہوتا کہ شعر کی اصل مراد کو پالیں۔ بہر کیف پہلے صحیح شعر ملاحظہ کیجئے۔

خدا جس کو پکڑے چھڑا لے محمد
محمد (ﷺ) جو پکڑیں نہیں چھوٹ سکتا

اس شعر کے ضمن میں حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

جو اللہ (عزوجل) کی پکڑ میں آگیا حضور علیہ السلام اس کی شفاعت فرما کر رب سے معافی دلا دیں گے مگر جو شفیع المذنبین (ﷺ) کی پکڑ میں آگیا اس کے لئے کون سفارش کرے۔ اس لئے صوفیائے کرام فرماتے ہیں۔

باخدا دیوانہ باش و محمد ہوشیار

یعنی خدا کی بارگاہ میں دیوانہ بن کر آسکتے ہیں مگر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ذرا ہوش سنبھال کر آنا۔ یہاں اونچی آواز کرنے پر اعمال ضبط ہو جاتے ہیں یعنی بزرگان دین جذبہ (سکر) میں اَنَا الْحَق کہہ گئے مگر کسی نے آج تک اَنَا مُحَمَّد نہ کہا۔

اُونچے اُونچے یہاں جھکتے ہیں سارے انہیں کا منہ تکتے ہیں
جن و ملک ان کے سلامی فخر ہے سب کو ان کی غلامی

(سلطنت مصطفےٰ ﷺ، صفحہ 52)

قارئین کرام! آپ خود اندازہ لگائیں کیا اس شعر میں بقول معترض کے آپ ﷺ کو غلو کر کے الوہیت سے بڑھا دیا گیا ہے یا صرف یہ بہتان طرازیاں ہیں۔اس شعر میں ایسا کونسا غلو ہے جس سے یہ لوگ شرک کا فتویٰ لگانے سے بھی نہیں چوکتے۔ بات دراصل یہ ہے کہ شیطان نے ان کے ذہنوں کا مکمل کنڑول حاصل کیا ہوا جب چاہتا ہے مسلمانوں پر کفر وشرک کی مشین گن چلوا دیتا ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اسلام کی بہت بڑی خدمت کر رہے ہیں۔

اس شعر کا مقصد صرف یہ ہے کہ وہ گناہ گار بندہ جو صرف گناہ گار ہے غدار نہیں۔ اپنی شامت اعمال کی وجہ سے اللہ عزوجل کی پکڑا میں آگیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی شفاعت سے جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خصوصی اختیارات کی شکل میں عطا فرمائی ہے اُس کا اظہار فرما کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے بخشش کا پروانہ دلا کر جنت میں داخل فرمادیں گے۔ لیکن وہ غدار جو در مصطفیٰ (ﷺ) سے ٹھکرا دیا گیا ہو بتاؤ تو سہی پھر اُس کی شفاعت کون کرے گا کیونکہ اللہ عزوجل اپنے محبوب کے

دشمنوں کو قطعاً نہیں معاف فرمائے گا جب تک کہ اُس کا حبیب معاف نہ فرمائے۔اللہ عزوجل ہمیں دنیاوآخرت میں اپنے حبیب ﷺ کے دامن سے وابستہ رکھے۔آمین

منکرین میلادلوگوں کا مندرجہ ذیل شعر پر اعتراض کرنا بھی احمقانہ ہے۔ملاحظہ فرمائیے۔

اعتراض:۔

ہے محشر میں کافی وسیلہ تمہارا　　　تم آقا ہو میرے میں بندہ تمہارا

اس شعر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بندہ اپنے آپ کو بنایا ہے۔حالانکہ کہ یہ شعر قرآن وحدیث کے صریح خلاف ہے۔جیسا کہ اللہ رب العزت فرماتا ہے (سورۂآل عمران:79)"کسی بشر کا کام نہیں کہ اللہ اس کو دے کتاب اور حکمت اور پیغمبر کرے پھر وہ کہے لوگوں کو کہ تم میرے بندے ہو جاؤاللہ کو چھوڑ کر، لیکن یوں کہے کہ تم اللہ والے ہو جاؤ"۔اور حدیث میں آتا ہے: حضور صلی اللہ وسلم نے فرمایا۔(مسلم :ج1،ص238) تم سے کوئی یوں نہ کہے کہ میرا بندہ اور میری بندی تم سب اللہ کے بندے ہو" دیکھیں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں جب رسول اللہ کا بندہ ہے تو پھر کیا رسول کا کوئی بندہ بھی ہو سکتا ہے؟ ہر گز نہیں لیکن بریلوی اپنے آپ کو رسول کا بندہ کہتے ہیں۔(کیا صلوٰۃ وسلام اور محفل میلاد بدعت ہے؟،ص60۔60،از نعمان محمد امین)

جواب:۔

اس شعر میں بھی کوئی قباحت نہیں نہ اس میں کفر وشرک ہے۔اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ دُنیا وآخرت میں آقا و مولیٰ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وسیلہ ہیں۔اور

عبد المصطفےٰ اور عبد النبی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بندہ کہنا بالکل جائز ہے۔ کیونکہ عبد معنی عابد بھی ہیں اور خادم بھی۔ جب عبد کو اللہ کی طرف نسبت کیا جائے گا تو اس کا معنیٰ عابد ہوں گے اور جب غیر اللہ کی نسبت ہو گی تو معنیٰ ہوں گے خادم، غلام۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

قُلْ یٰعِبَادِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّکُمْ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا حَسَنَةٌ وَ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ۔

(پ 23، سورۃ الزمر، آیت نمبر 10)

ترجمہ:۔ تم فرماؤ اے میرے بندو جو ایمان لائے اپنے رب سے ڈرو جنہوں نے بھلائی کی ان کے لئے اس دنیا میں بھلائی ہے اور اللہ کی زمین وسیع ہے صابروں ہی کو ان کا ثواب بھرپور دیا جائے گا بے گنتی۔

سرکار فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب خلافت کا منصب سنبھالا تو آپ نے جو خطبہ ارشاد فرمایا وہ سنیئے اور سرکار فاروق اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے عقیدہ کو اپنایئے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ دیے ہوئے فرمایا:۔

کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و کنت عبدہ وخادمہ۔

(کنز العمال شریف، حیٰوۃ الحیوان صفحہ 87 جلد 1، ازالۃ الخفاء صفحہ 63، جلد 2)

"میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا اور میں آپ کا عبد اور خادم تھا"۔

(مدلّل تقریریں، صفحہ 141)

مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

وَاَنۡکِحُوا الۡاَیَامٰی مِنۡکُمۡ وَالصّٰلِحِیۡنَ مِنۡ عِبَادِکُمۡ وَاِمَآءِکُمۡ ۔

(پ18، سورۃالنور، آیت نمبر 32)

ہمارے غلاموں کو ہمارا بندہ فرمایا کہ تم میں جو عورتیں بے شوہر ہوں انہیں بیاہ دو اور تمہارے بندوں اور تمہاری باندیوں میں جو لائق ہوں ان کا نکاح کردو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لیس علی المسلم فی عبدہ ولا فرسہ صدقہ۔

مسلمان پر اُس کے بندے اور گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں یہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم اور باقی صحاح میں ہے۔(الخ)۔

(فتاویٰ افریقہ، صفحہ 29)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

حدیث پاک میں جو اس سے منع فرمایا گیا کہ عَبۡدِی اور امتی نہ کہو۔یہ حکم استحبابی ہے جیسے فرمایا کہ انگور کو کرم نہ کہو، کیوں کہ کرم مسلم ہے(بخاری وغیرہ) صحابہ کرم (رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) نے بھی بارہا فرمایا ہے کنت عبدہ وخادمہ میں حضور علیہ کا عبد اور خادم تھا۔

(شان حبیب الرحمٰن ﷺ، صفحہ 162)

یہاں پر بطور حصول برکت کے لئے سلف صالحین کے اشعار درج کرتے ہیں ان کو پڑھئے اور اور دیکھئے کہ ہمارے اسلاف کیا عقیدہ رکھتے ہیں۔

سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فان ابی والدتی و عرضی
لعرضی محمد منکم وقآء

"میرے ماں باپ میری عزت وآبرو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آبرو و عزت کے لئے تمہارے مقابلہ میں ڈھال ہیں"۔

(مراۃ المناجیع، جلد 6 صفحہ)

سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جلیل القدر صحابی شاعر اسلام سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ آقا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اونٹ کی مہار تھامے ہوئے آگے آگے نعت شریف پڑھ رہے تھے جس کا ایک شعر یہ ہے۔

خلوا بنی الکفار عن سبیله
خلوا فکل الخیر فی رسوله

"اے کافرو راستہ صاف کردو۔ سامنے سے ہٹ جاؤ ہر خیر و خوبی رسول پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں پائی جاتی ہے"۔

روایت میں ہے کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اے عبداللہ رک جاؤ تم حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سامنے اس طرح شعر پڑھ رہے ہو۔ اس پر سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اے عمران کو مت روکو۔ ان کے یہ شعر کفار کو تیر سے بھی تیز لگتے ہیں۔

(نورانی حقائق، صفحہ 53)

امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یا رحمۃ للعالمین انت شفیع المذنبین
اکرم لنا یوم الحزین فضلا و جودا والکرم

''یارحمت للعالمین'' یا شفیع المذنبین'' آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) قیامت کے دن ہمارے لئے فضل، سخاوت اور کرم کے دریا بہادیں گے''۔

(مقدمہ تجلی الیقین، صفحہ 6)

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یا سید السادات جئتك قاصدا
ارجو و ضاك احتمی بحماك

''اے ''سرداروں کے سردار'' اور اے ''سیدوں کے سید'' میں آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی بارگاہ میں حاضر ہوں۔آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی پناہ کا طلب گار ہوں،آپ کی رضا کا امیدوار ہوں''۔

واللہ یا خیر الخلائق ان لی
قلب مشوقا لا یروم سواك

''اللہ کی قسم! آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ''خیر الخلائق'' ہیں۔ میرا دل صرف آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی محبت سے لبریز ہے۔میں آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے سوا کسی کا طالب نہیں ہوں''۔

(مقدمہ تجلی الیقین، صفحہ 6)

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ

گرچہ بصورت آمدی بعد از ہمہ پیغمبراں

بمعنی بودہ "سرخیل جملہ انبیاء"

"یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ظاہر طور پر اگرچہ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) تمام انبیاء (علیہ الصلوٰۃ والتسلیم) کے بعد دنیا میں تشریف لائے ہیں مگر حقیقت میں آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) تمام انبیاء (علیہ الصلوٰۃ والتسلیم) کے سرخیل ہیں"۔

(مقدمہ تجلی الیقین، صفحہ 6-7)

شیخ اکبر حضرت ابو بکر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ

ال ابابی، من کان ملکا و سیدا

و ادم بین الماء الطین واقف

"میرے ماں باپ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) پر قربان ہوں۔آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) تو اس وقت بھی کائنات کے مالک، سردار اور سید تھے جب حضرت آدم علیہ السلام ابھی پانی اور مٹی میں حیات دنیوں کے منتظر تھے"۔

(مقدمہ تجلی الیقین، صفحہ 7)

حضرت شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ

اے سروراں را تو سند بشماراں رازاں عدد
دانی سراں را ھم بود اندر تبع دنبا لھا

"یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)! آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) سرداروں کے سند ہیں۔آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی ذات سے اعداد کی گنتی شروع ہوتی ہے آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے نقش قدم پر تو کائنات کے سردار اور انبیاء قدم قدم چلتے ہیں۔

(مقدمہ تجلی الیقین، صفحہ 7)

اعتراض:۔

معترض لوگ میلاد شریف میں پڑھے جانے والے قصیدوں اور نعتوں پر غلو کا چکر پھیر کر کے کفر وشرک کی گردان کرتے رہتے ہیں اور اپنے فتنہ ساز ذہن سے عوام الناس کو اُلجھائے رکھتے ہیں جیسا کہ قارئین کرام کو پچھلے صفحات میں معلوم ہو چکا ہے اور اپنی بات کو بخاری و مسلم کی روایت سے عوام الناس کو دھوکہ دیتے ہیں، دیکھئے بھان متی ٹولہ کا ایک رکن کہتا ہے۔

اکثر قصیدے اور مدحیہ اشعار جو ان محفلوں میں ترنم کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں وہ شرک اور غلوسے نہیں خالی ہوتے، جس سے رسول نے منع فرمایا ہے جیسا کہ آپ کا فرمان ہے (لا تطرونی کما اِطرت النصاری عیسی ابن مریم انما اِنا عبداللہ و رسولہ فقولوا عبداللہ ورسولہ) (بخاری و مسلم) تم مجھے حد سے نہ بڑھانا، جس طرح نصاریٰ نے عیسی بن مریم کو حد سے بڑھایا، میں اللہ کا بندہ اور رسول ہوں، پس اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو" اسی طرح یہ محفلیں ایسی دعاؤں پر ختم ہوتی یں جس میں توسل کے غیر شرعی الفاظ اور شرکیہ حرام کلمات ہوتے ہیں، کیونکہ اکثر حاضرین عوام ہوتے ہیں، یا اس باطل کی محبت میں غلو کرنے والے ہوتے ہیں جن سے علماء نے منع فرمایا ہے جیسے بجاہ فلاں اور

بحق فلاں کہ کر دعا کرنا۔(مسئلہ میلاد اسلام کی نظر میں، ص29، از ابی بکر جابر الجزائری، ترجمہ محمد غیاث الدین مظاہری)

جواب:۔

یہ تو ہم بتا آئے ہیں کہ نعتیہ اشعار میں کفر و شرک نہیں ہوتا بلکہ شعر کو سمجھنا بھی ہر شخص کا کام نہیں۔ یہ وہ سمجھ سکتا ہے جو اس میں مہارت رکھتا ہے۔ مجھے علامہ محی الدین ابن عربی رحمۃاللہ علیہ کا ایک قول یاد آرہا ہے جس کا مفہوم کچھ یوں ہے کہ ہماری کتابیں یا تحریریں وہی شخص دیکھے جو اس کی اہلیت رکھتا ہو اور جو اہلیت رکھتا نہ ہو وہ نہ دیکھے کیونکہ وہ ہماری تحریریں سمجھ نہیں سکے گا۔اور پھر دُنیا دیکھ رہی ہے جن لوگوں کو ابن عربی رحمۃاللہ علیہ کی عبارات سمجھ میں نہیں آئیں تو اُنہوں نے معاذاللہ حضرت ابن عربی رحمۃاللہ علیہ کو بُرا بھلا کہنا شروع کردیا۔ تو ایسا ہی ان لوگوں کا تعلق نعتیہ اشعار سے ہے کہ اشعار کی تہہ تک پہنچتے نہیں اور اپنی جہالت کی بنا پر کفر وشرک کا فتویٰ لگانے میں دیر نہیں لگاتے۔ جہاں تک ان لوگوں کا اپنے استدلال میں حدیث پیش کرنا ہے۔ اس حدیث کے ضمن میں فقیہہ الہند علامہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

یعنی میری مدح میں وہ باتیں نہ کہو جو مجھ میں نہیں مثلاً خدا یا خدا کا بیٹا نہ کہو جیسا کہ تشبیہ سے ظاہر ہے لیکن میرے اندر جو فضائل و کمالات واقعی ہیں ان کو بیان کرو اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ حقیقت میں جو فضائل و کمالات اللہ عزوجل نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمائے وہ بھی بیان نہ کرو ان کو بیان کرنا حد سے آگے بڑھنا نہیں۔

(نزھۃالقاری، جلد 6 صفحہ 573)

اور حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

لَا تُطْرُوْ بنا ہے اطراءُ سے بمعنی مبالغہ کرنا۔ جھوٹی تعریف کرنا، حد سے بڑھانا یعنی مجھے خدا یا خدا کا بیٹا یا خدا تعالیٰ کا رشتہ دار، عزیز نہ کہو کہ یہ چیزیں ہم جنسوں میں ہوتی ہیں رب تعالیٰ جنس سے پاک ہے یہاں خاص مبالغہ کی ممانعت ہے یعنی جس قسم کا مبالغہ عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا تم میرے بارے میں وہ نہ کرو۔ اس کے معنی یہ نہیں کہ تم مجھے عبداللہ رسولہ کے سوا کچھ نہ کہو نہ شفیع المذنبین کہو نہ رحمۃ للعالمین کہو بلکہ یہ ہے کہ میری وہ صفات بیان کرو جو عبدیت کے ماتحت ہوں اُلوہیت والی صفات مت بیان کرو۔ لہٰذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں۔ انا سید ولد آدم جیسے ان خطبھم از اصمتوانہ یہ حدیث قرآن کریم کی آیات نعت کے خلاف ہے رب فرماتا ہے۔

یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًاۙ وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا۔

(پ 22، سورۃ الاحزاب، آیت نمبر 45۔46، ترجمہ کنزالایمان:۔ اے غیب کی خبریں بتانے والے بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب)۔

حق یہ ہے سواء ابن اللہ وغیرہ کے جو تعریف کر سکتے ہو کرو۔ امام بوصیری (علیہ الرحمۃ) فرماتے ہیں۔

دع ما ادعته النصاری فی نبیھم
واحکم بما شئت من شرف ومن عظم
فان فضل رسول اللہ لیس لہ حد
فیعرب عنہ ناطق بفم

نبی کریم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو ابن اللہ وغیرہ نہ کہو باقی جو کہہ سکتے ہو کہو کہ ہمارے الفاظ محدود ہیں حضور انور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے صفات غیر محدود۔ ساری دُنیا ساری عمر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے صفات بیان کرے سمندر کا قطرہ بیان نہیں ہو سکتا کہ غیر محدود کو محدود کیسے بیان کرے ہمارے الفاظ محدود ہیں۔ اٹھائیس (28) حرفوں میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے صفات لا محدود ہیں۔ سبحان اللہ فیصلہ کر دیا۔

(مرآۃ المناجیح، جلد 6 صفحہ 505-506)

اعتراض:۔

معترض لوگ میلاد منانے والوں پر مندرجہ ذیل حدیث کو لاگو کر کے مرتد اور جہنمی ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ اور اپنی شیطانی انا کی تسکین سے لطف اندوز ہوتے ہیں دیکھئے بھان متی کا ٹولہ اپنی دلی خباثت کا اظہار عوام الناس کو ورغلانے میں کس چالاکی و عیاری سے کرتا ہے ملاحظہ ہو۔

پہلا قفل دہن کھول کر یوں خباثت کا اظہار کرتا ہے۔

آخرت میں ایسے لوگوں کے ساتھ یہ معاملہ ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حوض کوثر پر پانی پلا رہے ہوں گے اسی دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھیں گے کہ بدعتیوں کی ایک جماعت کو فرشتے مار مار کر جہنم کی طرف لیجا رہے ہوں گے یہ لوگ حوض کوثر کی طرف آنا چاہیں گے مگر فرشتے مار مار کر ہٹائیں گے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے چہروں سے یہ سمجھیں گے یہ مسلمان ہیں، فرشتوں سے فرمائیں گے ان کو کیوں نہیں آنے دیتے؟ فرشتے جواب دیں گے یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت میں ایک ایسی جماعت پیدا ہوئی تھی جن کی صورتیں مسلمانوں کی سی تھیں مگر سیرت مسلمانوں سے الگ۔ انہوں نے نئی نئی بدعات اپنی

طرف سے گھڑی، نئی نئی باتیں اللہ کے دین میں داخل کیں، ایسی ایسی باتیں جن کا نہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ لاتدری ما احدثوا بعدک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انہوں نے کیا کیا بدعات ایجاد کیں، کیسے انہوں نے اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں اپنی متوازی حکومت قائم کی، یہ باغی ہیں۔ ان کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش بھی قبول نہیں ہوگی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے: سحقا سحقا ان کو دور ہٹاؤ، دور ہٹاؤ۔ بدعتی کا یہ انجام ہوگا۔ (جشن ربیع الاول محبت کے آئینہ میں، ص 31۔32، از رشید احمد)

دوسرا قفل دہن کھول کر اپنی قلبی نجاست کا یوں اظہار کرتا ہے۔

اور ہر بدعت سے محفوظ فرمائے، اُن سے نہ بنائے جنہیں بدعات پر عمل کرنے کی وجہ سے روزِ محشر رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض مبارک سے ہٹا دیا جائے گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے لیے بددعا کریں گے، چلتے چلتے یہ حدیث مبارکہ بھی ملاحظہ فرمایئے، اور بدعتِ حسنہ کے فلسفہ پر غور فرمایئے محترم قارئین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان فرامین پر ٹھنڈے دل سے غور فرمایئے، دیکھیئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی طرف سے جو جواب دیا جائے گا اُس سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کے اعمال نہیں جانتے، اور اللہ تعالیٰ دین میں نئے کام کرنے والوں کو حوضِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہٹوایں گے، اچھے یا برے نئے کام کے فرق کے بغیر، اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے یہ سفارش کرنے کا ذکر کیا کہ اچھے نئے کام یعنی "بدعت حسنہ" کرنے والوں کو چھوڑ دیا جائے۔ غور فرمایئے۔ بدعت دینی اور بدعت دنیاوی، یا یوں کہیئے، بدعت شرعی اور بدعت لغوی میں بہت فرق ہے اور اس فرق کو سمجھنے والا کبھی "بدعتِ حسنہ اور سیئہ" کی تقسیم کو درست نہیں مانتا۔ (عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ہم، ص 39۔40، عادل سہیل ظفر)

جواب:۔

مذکورۃ بالا عبارات میں منکرین میلاد بھان متی کے ٹولہ نے جو جارحانہ اور گستاخانہ طرز استعمال کیا ہے یہ انہیں لوگوں کا خاصہ ہے۔ ان کا یہ کہنا کہ "ان کے بارے

میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش بھی قبول نہیں ہوگی"۔درا صل شفاعت مصطفیٰ (ﷺ) کا انکار کرنا ہے۔

بات یہ ہے کہ ان مرتدین کی حضور ﷺ کیوں سفارش کریں گے؟ جب پتہ ہے کہ یہ مرتدین میں سے ہیں۔ان کے حق میں سفارش کیا معنی رکھتی ہے؟ شفاعت توگناہ گار مسلمانوں کے لئے ہے۔لیکن معترض کا اس حدیث کی آڑ میں یہ لب کشائی کرنا کہ آپ ﷺ کی سفارش ان کے لئے اللہ کی بارگاہ قبول نہیں ہوگی کم عقلی اور بے دینی وگمراہی کی بین دلیل ہے۔اور پھر اس حدیث کو میلاد شریف منانے والوں پر کیونکر چسپاں کی؟۔اور پھر اسی حدیث سے علم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر طعنہ زنی کرنی کہ معاذاللہ آپ اپنی اُمت کے اعمال نہیں جانتے؟یہ سراسر منافقوں کا طریقہ رہا ہے۔قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَسۡـَٔلُوۡا عَنۡ اَشۡيَآءَ اِنۡ تُبۡدَ لَـكُمۡ تَسُؤۡكُمۡ ۚ وَاِنۡ تَسۡـَٔلُوۡا عَنۡهَا حِيۡنَ يُنَزَّلُ الۡقُرۡاٰنُ تُبۡدَ لَـكُمۡ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَنۡهَا ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ حَلِيۡمٌ ۔

(پ 7، سورۃ المائدۃ، آیت نمبر 101)

ترجمہ کنزالایمان:۔اے ایمان والو ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بُری لگیں اور اگر انہیں اس وقت پوچھو گے کہ قرآن اتر رہا ہے تو تم پر ظاہر کر دی جائیں گی اللہ انہیں معاف فرما چکا ہے اور اللہ بخشنے والا حِلم والا ہے۔

شانِ نُزول:۔ بعض لوگ سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سے بے فائدہ سوال کیا کرتے تھے یہ خاطرِ مبارک پر گراں ہوتا تھا، ایک روز فرمایا کہ جو جو دریافت کرنا ہو دریافت کرو میں ہر بات کا جواب دوں گا، ایک شخص نے دریافت کیا کہ میرا انجام کیا ہے ؟فرمایا جہنّم، دوسرے نے دریافت کیا کہ میرا باپ کون ہے؟ آپ نے اس کے اصلی

باپ کا نام بتادیا جس کے نطفہ سے وہ تھا کہ صداقہ ہے باوجودیکہ اس کی ماں کا شوہر اور تھا جس کا یہ شخص بیٹا کہلاتا تھا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ ایسی باتیں نہ پوچھو جو ظاہر کی جائیں تو تمہیں ناگوار گزریں۔ (تفسیرِ احمدی) بخاری و مسلم کی حدیث شریف میں ہے کہ ایک روز سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ فرماتے ہوئے فرمایا جس کو جو دریافت کرنا ہو دریافت کرے، عبداللہ بن حُذافہ سہمی نے کھڑے ہو کر دریافت کیا کہ میرا باپ کون ہے؟ فرمایا حذافہ پھر فرمایا اور پوچھو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے اٹھ کر اقرارِ ایمان و رسالت کے ساتھ معذرت پیش کی۔ ابنِ شہاب کی روایت ہے کہ عبداللہ بن حُذافہ کی والدہ نے ان سے شکایت کی اور کہا کہ تو بہت نالائق بیٹا ہے تجھے کیا معلوم کہ زمانہ جاہلیّت کی عورتوں کا کیا حال تھا، خدانخواستہ تیری ماں سے کوئی قصور ہوا ہوتا تو آج وہ کیسی رسوا ہوتی، اس پر عبداللہ بن حُذافہ نے کہا کہ اگر حضور (ﷺ) کسی حبشی غلام کو میرا باپ بتادیتے تو میں یقین کے ساتھ مان لیتا۔ بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ لوگ بطریقِ اِستہزاء اس قسم کے سوال کیا کرتے تھے، کوئی کہتا میرا باپ کون ہے، کوئی پوچھتا میری اونٹنی گم ہو گئی ہے وہ کہاں ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(تفسیر خزائن العرفان، صفحہ 224، مطبوعہ ضیاء القرآن)

ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہے۔

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۔

(پ4، سورۂ آل عمران، آیت نمبر 179)

ترجمہ کنزالایمان :۔اللہ مسلمانوں کو اس حال پر چھوڑنے کا نہیں جس پر تم ہو جب تک جدا نہ کردے گندے کو ستھرے سے اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ چُن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر اور اگر ایمان لاؤ اور پرہیز گاری کرو تو تمہارے لئے بڑا ثواب ہے۔

شانِ نزول:۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خلقت وآفرنیش سے قبل جب کہ میری امت مٹی کی شکل میں تھی اسی وقت وہ میرے سامنے اپنی صورتوں میں پیش کی گئی جیسا کہ حضرت آدم پر پیش کی گئی اور مجھے علم دیا گیا کہ کون مجھ پر ایمان لائے گا کون کفر کرے گا یہ خبر جب منافقین کو پہنچی تو انہوں نے براہِ استہزاء کہا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گمان ہے کہ وہ یہ جانتے ہیں کہ جو لوگ ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے ان میں سے کون ان پر ایمان لائے گا کون کفر کرے گا باوجودیکہ ہم ان کے ساتھ ہیں اور وہ ہمیں نہیں پہچانتے اس پر سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر پر قیام فرما کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے جو میرے علم میں طعن کرتے ہیں آج سے قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے اس میں سے کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس کا تم مجھ سے سوال کرو اور میں تمہیں اس کی خبر نہ دے دوں۔ عبداللہ بن حذافہ سہمی نے کھڑے ہو کر کہا میرا باپ کون ہے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا حذافہ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے انہوں نے فرمایا یارسول اللہ ہم اللہ کی ربوبیت پر راضی ہوئے اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوئے قرآن کے امام ہونے پر راضی ہوئے آپ کے نبی ہونے پر راضی ہوئے ہم آپ سے معافی چاہتے ہیں حضور (ﷺ) نے فرمایا کیا تم باز آؤ گے کیا تم باز آؤ گے پھر منبر سے اتر آئے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

قیامت تک کی تمام چیزوں کا علم عطا فرمایا گیا ہے۔ اور حضور (ﷺ) کے علم غیب میں طعن کرنا منافقین کا طریقہ ہے۔

(تفسیر خزائن العرفان، صفحہ 132، مطبوعہ ضیاء القرآن)

معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم پر طعنہ زنی کرنا یہ منافقوں کا طریقہ ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے علم غیب ماننا یہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا عقیدہ ہے۔ اب جو لوگ علم رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) پر طعنہ زنی کرتے ہیں خود ہی فیصلہ کرلیں کہ اُن کا شمار کس گروہ میں ہے صحابہ کے گروہ میں یا منافقین کے گروہ میں۔

اب حدیث کے متعلق ملاحظہ فرمایئے جو کہ معترض نے مذکورہ بالا اعتراض میں بیان کی ہے۔ سب سے پہلے ہم حدیث مبارکہ بیان کرتے ہیں جو کہ بخاری و مسلم کی حدیث ہے۔

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ مَنْ مَرَّ عَلَيَّ شَرِبَ وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَأْ أَبَدًا لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ أَقْوَامٌ أَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُونَنِي ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَأَقُولُ إِنَّهُمْ مِنِّي فَيُقَالُ إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ فَأَقُولُ سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِي۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ میں حوض پر تمہارا پیش رو ہوں گا۔ جو میرے پاس سے گزرے وہ پیئے گا اور جس نے پیا اُسے کبھی پیاس نہیں لگے۔ میرے پاس سے کچھ لوگ گزریں گے جن کو میں پہچانتا ہوں اور وہ مجھے جانتے ہیں۔ پھر میرے اور اُن کے درمیان پردہ حائل کردیا جائے گا۔ میں کہوں گا کہ یہ تو مجھ سے ہیں، کہا جائے گا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے

بعد اِنھوں نے کیا نئ باتیں کھڑی کیں۔ پس میں کہوں گا :۔ دُوری، دُوری، جس نے میرے بعد تبدیلی کر دی (متفق علیہ)

(مشکوٰۃ شریف، جلد 3 حدیث نمبر 5332 صفحہ 66)

قارئین کرام ! ہم مشکوٰۃ شریف سے بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث پیش کی ہے۔اس حدیث کو بار بار پڑھیں اور اس حدیث کی روشنی میں منکرین میلاد کے اعتراض ملاحظہ فرمائیں۔ کیا ان کے یہ اعتراض اس حدیث سے کوئی مناسبت رکھتے ہیں جس کو یہ میلاد شریف منانے والوں پر چسپاں کر رہے ہیں۔جو کہ منکرین میلاد کی جہالت کی دلیل ہے۔ منکرین میلاد کا اس حدیث سے علم غیب کی نفی کرنا یہ بھی ان کا پاگل پن کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

غور کرنے کا مقام یہ ہے کہ جس واقعہ کو منکرین میلاد علم غیب کی نفی میں پیش کر رہے ہیں وہی علم غیب ہونے کی دلیل ہے۔ وہ کچھ یوں کہ یہ واقعہ قیامت روز واقعہ ہو گا جو کہ ابھی واقع نہیں ہوا۔ اور قیامت کے واقعہ کی پیشگی اطلاع دینا یہی تو غیب علم ہے کہ ابھی وہ واقعہ رونما نہیں ہوا اور اس کی خبر ابھی سے دی جارہی ہے اور اس واقعہ کی پوری پوری منظر کشی کی جارہی ہے یہ بات وہی بتا سکتا ہے جو علم غیب رکھتا ہو۔

رہی یہ بات کہ یہ مجھ سے ہیں اس کو جواب مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

یعنی میرے دوست یا میرے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والے میرا نام لینے والے ہیں۔ حضورانور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا یہ فرمان ان کو ذلیل کرنے کے لئے ہو گا، جیسے رب تعالیٰ دوزخیوں سے فرمائے گا ذق انک انت العزیز الکریم۔ تو چکھ تُو تو بڑا عزت والا کرم والا ہے یہ مطلب نہیں کہ حضورانور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) پہچانیں گے

نہیں نیز یہ واقعہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو آج تو معلوم ہے کل کیسے بھول جاوے گا۔ نیز ان کے منہ کالے ہاتھ بندھے ہوئے بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال لیے ہوئے ہوں گے۔الخ

(مرآۃ المناجیح، جلد 7 صفحہ نمبر 408)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ قیامت کے روز آپ اپنے امتیوں کو کیسے پہچانے گے تو فرمایا:۔
کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اگر کسی کا پنج کلیان گھوڑا ہو اور وہ مشکی گھوڑوں میں مل جائے تو کیا وہ اپنے گھوڑے کو پہچان نہیں لے گا۔ عرض گزرا ہوئے کہ یارسول اللہ! کیوں نہیں: فرمایا تو وضو کے باعث وہ قیامت کے روز پنج کلیان آئیں گے۔

(مؤطا امام مالک، حدیث 28، صفحہ 58، کتاب الطہارۃ، باب نمبر 6)

معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے چہرے دمکتے چمکتے ہوں گے اور منافقین و مرتدین کے چہرے سیاہ ہونگے تو سیاہ چہروں والوں کو اپنا کہہ کر درحقیقت اُن کو ذلیل کرنا ہے۔
علامہ ابن جوزی علیہ الرحمۃ اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔
اس حدیث کے اکثر طرق میں یہ مضمون ہے کہ جب وہ لوگ دور ہی سے گرفتار کر لئے جاویں گے تو آپ ﷺ فرمادیں گے کہ اے رب یہ لوگ تو کچھ دیر میری صحبت میں رہے تھے۔ ارشاد ہوگا کہ تجھے یہ معلوم نہیں کہ تیرے بعد انہوں نے کیا بُرا طریقہ اختیار کی۔ یہ لوگ برابر اُلٹے پاؤں مرتد ہوتے گئے۔ علمائے امت سب متفق ہیں کہ یہ وہی قومیں ہیں جو آپ کی وفات کے بعد مرتد ہو گئیں۔اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اصحاب و مہاجرین وانصار سے مشورہ کیا۔ جمیع اصحاب نے ان قوموں کی کثرت دیکھ کر یہ

رائے دی کہ ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیجئے۔ ہم لوگ کیونکر ان کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نہ مانا اور کہا کہ اگر کوئی میرا ساتھ نہ دے تو بھی میں تنہا لڑوں گا۔ یہاں تک کہ یہ لوگ اسلام میں پھر آویں یا میں مارا جاؤں۔ تاکہ جناب باری تعالیٰ میں عذر ہو کہ میں نے تیری راہ میں جہاد سے دریغ نہیں کیا۔ آخر صحابہ (رضی اللہ عنہم) آپ کا حکم ماننے پر مجبور ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے لشکروں کو ایسی فتح و نصرت دی کہ تھوڑے ہی دنوں میں سب مسلمان ہوئے اور بہت سے مرتد مارے گئے۔

(تلبیس ابلیس، صفحہ 41)

علامہ ابن جوزی علیہ الرحمۃ کی تشریح میں قارئین کرام سوچیں کہ اس حدیث کے تحت میلاد مصطفیٰ ﷺ منانے والوں کو بدعتی کہہ مرتدین کی صف میں شامل کرنا کہاں کا انصاف ہے۔ بات یہ ہے کہ ان کے اکابر نے ہمیشہ اہل سنت والجماعت سے قتال کیا اور خون بہایا یقین نہ آئے توانہیں لوگوں کے ہم عقیدہ سابق صدرالمدرسین دارالعلوم دیوبند کے ننگ اسلاف مولوی حسین احمد ٹانڈوی کی کتاب الشہاب الثاقب ملاحظہ فرمائیں جس میں لکھا ہے کہ :۔

صاحبو محمد بن عبدالوہاب نجدی ابتداءً تیرہویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ یہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس نے اہل سنت والجماعت سے قتل و قتال کیا ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا۔ اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکلیف شاقہ پہنچائیں سلف و صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے بہت سے لوگوں کو بوجہ اسکی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ

اور مکہ معظّمہ چھوڑنا پڑا اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے الحاصل وہ ایک ظالم و باغی خونخوار فاسق شخص تھا۔

(الشہاب الثاقب، صفحہ 42)

ننگ اسلاف ٹانڈوی مزید لکھتا ہے۔

محمد بن عبدالوہاب (نجدی) کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم و تمام مسلمان دیار مشرک و کافر ہیں اور ان سے قتل و قتال کرنا اس کے اموال کو انسے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے۔

(الشہاب الثاقب، صفحہ 43)

متحدہ ہندوستان میں سید احمد بریلوی اور مولوی اسماعیل دہلوی جنہوں نے مسلمانوں کے ساتھ قتال کیا اور بے دریغ مسلمانوں کا خون بہایا اور بالا کوٹ میں مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے (تاریخ تناولیاں، از سید مراد علی میں تفصیل دیکھی جاسکتی ہے) اس بات کا بین ثبوت ہے کہ ان لوگوں لوگوں نے ہمیشہ خوش عقیدہ عقائد رکھنے والوں کو مشرک و بدعتی کے فتوے لگا کر ان کا قتل عام کیا۔ یہ ان کی ایسی سیاہ تاریخ ہے جس سے جان چھڑانے کے لئے اب یہ کتابوں میں تحریف و خیانت کرنے پر اُتر آئے اور اپنی مرضی کی تاریخ گھڑ کے شروع کر کے عوام الناس کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر سچائی کبھی چھپ نہیں سکتی ہے۔

بہر کیف معلوم ہوا کہ یہ معترض لوگ تو اپنے سوا کسی کو مسلمان ہی تصور نہیں کرتے ہیں اور اہلسنت کا خون بہانا ان کے اموال لوٹنا ان لوگوں کے نزدیک جائز ہے اور

آج خود کو اہلسنت کہہ کر عوام الناس کو بہکانے کے لئے تقیہ پر عمل بھی کر رہے ہیں یعنی بغل میں چھری منہ میں رام رام۔

اعتراض:۔

منکرین میلاد بھان متی کا ٹولہ اس روایت پر بھی بڑا واویلا مچاتے ہیں کہ جس میں ہے کہ پیر کے دن ابولہب کے عذاب میں تخفیف کر جاتی ہے۔ اعتراض ملاحظہ فرمایئے۔

پہلا قفل دہن کھول کو یوں لن ترانی کرتا ہے۔

یہ قصہ اور اسے جواز میلاد کی دلیل لینا کئی طرح سے غلط ہے۔مثلاً نبی کے خواب کے سوا کسی کا خواب کوئی شرعی حیثیت نہیں رکھتا۔یہ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما ہیں یا کوئی اور یہ روایت مرسل ہوئی جس سے مسائل عقائد کے بارے میں استدلال صحیح نہیں۔اس بات کا بھی احتمال ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے زمانہ قبل از اسلام میں یہ خواب دیکھا ہو اور کفر کی حالت میں دیکھے گئے خواب کہاں حجت ہونگے اکثر اہل علم کا خیال ہے کہ کافر اگر کفر پر ہی مر جائے تو اسے اس کے کسی عمل کا ثواب نہیں ملتا۔اور یہی صحیح بھی ہے۔(صحیح تاریخ ولادت مصطفیٰ ﷺ، ص24، ابوعدنان محمد منیر قمر نواب الدین)__________ابولہب کی خوشی ایک طبعی امر تھا (کہ وہ چچا تھا) نہ کہ اس کی خوشی کوئی تعبّدی نقطۂ نظر سے تھی۔ اور جب کوئی خوشی اللہ کے لئے نہ ہو بلکہ اپنے یا کسی قریبی کے یہاں بچے کی پیدائش پر فطری و طبعی خوشی ہو تو اس پر ثواب نہیں ہوتا۔اس بات سے بھی اس روایت کا ضعیف و کمزور اور جھوٹا ہونا واضع ہوتا ہے۔(ص:35)

دوسرا قفل دہن کھول کر یوں ہرزہ سرائی کرتا ہے۔

سب سے پہلی اور بنیادی بات یہ ہے کہ یہ بات حدیث نہیں، بلکہ ایک تابعی کی بات ہے جو امام بخاری نے بلاسند بیان کی ہے۔اس بات سے زیادہ سے زیادہ یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابولہب کے عذاب میں اپنی باندی آزاد کرنے کی نیکی کی وجہ سے کچھ نرمی کر دی، جیسا کہ

ابوطالب کے عذاب میں کمی کر دی گئی۔اس بات سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ ابولہب کافر تھا، اور کفر کی حالت میں ہی مرا، اور جب اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی خوشخبری دینے والی اپنی باندی ثویبہ کو آزاد کیا تھا تو اس لیے نہیں کیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے ہیں، بلکہ اس خوشی میں کیا تھا اُس کے فوت شدہ بھائی عبداللہ بن عبدالمطلب کا بیٹا پیدا ہوا ہے، اگر اُسے اپنے بھتیجے کے رسول اللہ ہونے کی خوشی ہوتی تو اُن صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلانِ نبوت کے بعد یہ ابولہب پہلے ایمان لانے والوں میں ہوتا نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے مخالفین میں اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ یہ خبر مرسل نہیں، پھر بھی اس میں بیان کیا گیا واقعہ ایک خواب ہے اور جس نے یہ خواب دیکھا، خواب دیکھنے کے وقت وہ کافر تھا یا مسلمان۔اور اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے یہ خواب اسلام قبول کرنے کے بعد دیکھا تھا تو بھی خوابوں کے بارے میں اہلسنت والجماعت کا فیصلہ یہ ہی ہے کہ خوابوں میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی کوئی دلیل نہیں۔ (عید میلاد النبی ﷺ اور ہم، ص 32۔33، عادل سہیل ظفر)

تیسرا قفل دہن کھول کر یوں رونا روتا ہے۔

اہل اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ شریعت کسی کے خواب سے نہیں ثابت ہوتی، خواہ خواب دیکھنے والا اپنے ایمان و علم تقوی میں کیسے ہی درجہ کا ہو مگر یہ کہ اللہ کا نبی ہو اسلئے کہ انبیاء کا خواب وحی اور وحی حق ہے۔اس خواب کے دیکھنے والے نے بالواسطہ روایت کیا ہے، اس لئے یہ حدیث مرسل ہے اور حدیث مرسل نا قابل استدلال ہے، اور نہ ہی اس سے کسی عقیدہ اور عبادت کا ثبوت ہوتا ہے، ساتھ ہی یہ بھی احتمال ہے کہ حضرت عباس نے یہ خواب اسلام لانے سے پہلے دیکھا ہو، اور کافر کا خواب بحالت کفر بالاجماع قابل استدلال نہیں۔سلف و خلف میں سے اکثر اہل علم کا مذھب یہ ہے کہ کافر اگر کفر ہی کی حالت میں مر جائے تو اس کو اس کے نیک اعمال کا ثواب نہ ملے گا، اور یہی حق بھی ہے ابولہب نے اپنے بھتیجے کی ولادت پر جو خوشی منائی وہ ایک طبعی خوشی تھی، تعبدی خوشی نہ تھی کیونکہ ہر انسان اپنے یا اپنے یا اپنے رشتہ دار کے یہاں ولادت ہونے سے خوش ہوتا، اور خوشی اگر اللہ کے لئے نہ ہو تو اس پر ثواب نہیں ملتا، یہ چیز س روایت کو ضعیف اور باطل قرار دیتی

ہے۔(مسئلہ میلاد اسلام کی نظر میں، ص38-39، از ابی بکر جابر الجزائری،ترجمہ محمد غیاث الدین مظاہری)

جواب :۔

بخاری شریف میں ہے۔

قَالَ عُرْوَةُ وثُوَيْبَةُ مَوْلَاةٌ لِأَبِي لَهَبٍ كَانَ أَبُو لَهَبٍ أَعْتَقَهَا فَأَرْضَعَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا مَاتَ أَبُو لَهَبٍ أُرِيَهُ بَعْضُ أَهْلِهِ بِشَرِّ حِيبَةٍ قَالَ لَهُ مَاذَا لَقِيتَ قَالَ أَبُو لَهَبٍ لَمْ أَلْقَ بَعْدَكُمْ غَيْرَ أَنِّي سُقِيتُ فِي هَذِهِ بِعَتَاقَتِي ثُوَيْبَةَ۔

عروہ کا بیان ہے کہ ثُویبہ پہلے ابولہب کی لونڈی تھی۔ جب ابولہب نے اسے آزاد کردیا تو اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا۔ جب ابولہب مرگیا تو اس کے گھر والوں میں سے کسی نے اسے بُرے حال میں دیکھا۔ اس نے پوچھا کہ تمہارے ساتھ کیا گزری؟ ابولہب نے جواب دیا کہ تم سے جدا ہوتے ہی سخت عذاب میں پھنس گیا ہوں ماسوائے اس کے کہ ثویبہ کو آزاد کرنے کے باعث اس میں سے مجھے پانی پلادیا جاتا ہے۔

(صحیح بخاری، جلد3 صفحہ 69، حدیث 92، کتاب النکاح، باب نمبر 50)

فقیہ الہند علامہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔
یہ تعلیق نہیں سند مذکور کے ساتھ متصل ہے۔

(نزھۃ القاری، جلد 8 صفحہ 38)

مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پھر فرماتے ہیں۔

ائمہ دین نے تصریح فرمائی ہے کہ یہ اصل ہے ان لوگوں کے لئے جو میلاد شریف منعقد کرتے ہیں۔ کہ جب ایک کافر کو جہنم میں ولادت کی خوشی منانے پری انعام ملاہے تو جو مسلمان صدق نیت کے ساتھ میلاد پاک کی خوشی منائے گا۔ اسے کیا کچھ انعام نہ ملے گے۔

امت کا اس پر اجماع ہے کہ کسی کافر کو اس کے کسی عمل خیر پر آخرت میں کوئی اجر نہ ملے گا لیکن یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ ابوطالب نے حضور اقدس صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت کی تو انھیں آخرت میں اجر ملا کہ فرمایا۔ لوانا لکان فی الدرک الاسفل" اگر میں نہ ہوتا تو ابوطالب جہنم کے نچلے طبقے میں ہوتے۔ اسی طرح ابولہب کو بھی ملا۔

(نزھۃالقاری، جلد8 صفحہ 39)

حجۃ اسلام حضرت امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے ابولہب کو خواب میں دیکھا آگ میں جل رہا تھا۔ میں نے پوچھا تیرا کیا حال ہے؟ کہا کہ ہمیشہ سے عذاب میں گرفتار ہوں۔ صرف پیر کی شب عذاب نہیں ہوتا جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا ہوئے تھے تو جب میں نے یہ بشارت ولادت سنی تو ایک کنیز کو خوشی سے آزاد کر دیا تھا اس کی جزا میں پیر کی رات کو مجھ پر عذاب نہیں ہوتا۔

(کیمیائے سعادت اُردو: صفحہ 578)

امام جلال الدین سیوطی الشافعی علیہ الرحمہ یہ روایت حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے لائے ہیں ہیں مگر اس میں پیر کے دن کا ذکر نہیں ہے۔ عذاب میں تخفیف کا ذکر ہے۔

(الخصائص الکبریٰ، جلد 1 صفحہ 333)

پروفیسر علامہ نور بخش توکلی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

ابولہب کی موت کے ایک سال بعد حضرت عباس نے خواب میں ابولہب کو برے حال میں دیکھا۔ پوچھا تجھے کیا ملا؟ ابولہب نے جواب دیا۔ لم الق بعد کم غیر انی سقیت فی ھذہ بعتاقتی ثویبۃ۔ ترجمہ:۔ تمہارے بعد مجھے کچھ آرام نہیں ملا سوائے اس کے کہ ثویبہ کو آزاد کرنے کے سبب سے بمقدار اس (مغاک میان ابہام و سبابہ) کے پانی مل جاتا ہے جسے میں پی لیتا ہوں۔

اس حدیث عروہ بن زبیر کا مطلب یہ ہے کہ ابولہب بتا رہا ہے کہ میرے اعمال رائگاں گئے سوائے ایک کے اور وہ یہ کہ میں نے حضرت کی ولادت کی خوشی میں اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا۔ اس ایک عمل کا فائدہ باقی رہ گیا۔ اور وہ یوں ہے کہ اس کے بدلے ہر دوشنبہ کو ابہام و سبابہ کے درمیانی مغاک کی مقدار مجھے پانی مل جاتا ہے جسے میں انگلیوں سے چوس لیتا ہوں اور عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے۔ یہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سے ہے۔ ورنہ کافر کا کوئی عمل فائدہ نہ دے گا۔

(سیرت رسول عربی ﷺ، صفحہ 34)

علامہ امام حمد بن محمد بن ابی بکر القسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ابولہب کی آزاد کی ہوئی لونڈی ثوبیہ نے دودھ پلایا ہے۔ جس وقت ثوبیہ نے آپ کی ولادت کی بشارت ابولہب کو دی، ابولہب نے اس خوشی میں دایاں ہاتھ بلند کرتے ہوئے ثوبیہ کو آزاد کر دیا تھا۔ ابولہب کو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں دیکھا۔ یہ خواب جنگ بدر کے بعد واقع ہوا۔ ابولہب سے پوچھا، تیرا کیا حال ہے؟ اس نے کہا:۔

"دوزخ میں ہوں مگر دوشنبہ کی ہر رات کو میرے عذاب میں کمی کر دی جاتی ہے۔ اور میں اپنی دو انگلیوں کے گڑھے کی مقدار سے پانی پیتا ہوں"۔

ابولہب نے اپنی انگلی کے سرے سے اس گڑھے کی طرف اشارہ کر کے مقدار بتائی اور کہا: "اتنا پانی اس لیے پلایا جاتا ہے کہ ثویبہ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی مجھے بشارت دی تھی۔ میں نے آپ کی ولادت کی خوشی سے ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا اس وجہ سے مجھے اتنا پانی پلایا جاتا ہے کہ ثویبہ نے آپ کو دودھ پلایا ہے"۔ (علامہ ابوالخیر شمس الدین) ابن جزری نے کہا کہ ابولہب وہ کافر تھا جس کی مذمت میں قرآن شریف نازل ہوا۔ آپ کی ولادت کی رات میں اسے فرحت (خوشی) حاصل ہوئی تھی جس پر اسے دوزخ میں اس فرحت کی جزا دی گئی ہے۔ تو جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت سے ہے، مسلمان ہے اور توحید پر قائم ہے اور آپ کی ولادت سے وہ مسرور ہوتا ہے، خوش ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ جتنی وہ استطاعت رکھتا ہے، آپ کی محبت میں وہ خرچ کرتا ہے۔ اس کا کیا حال ہوگا؟۔ مجھے میری جان کی قسم! اللہ کریم کی طرف سے کیا اس کی جزا نہ ہوگی۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے فضل عمیم کے ساتھ اسے جنت نعیم میں داخل فرمائے گا۔

(سیرۃ محمدیہ ترجمہ مواہب لدنیہ، جلد اول، صفحہ 102*زرقانی، جلد1ص139 مطبوعہ بیروت) بحوالہ (اہل سنت وجماعت کون ہیں؟ صفحہ 151)

حضور نبی کریم علیہ السلام کی پیدائش کے وقت ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے آکر ابولہب کو خبر دی کہ تیرے بھائی عبداللہ کے گھر فرزند (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پیدا ہوئے ہیں ابولہب سن کر اتنا خوش ہوا کہ انگلی سے اشارہ کر کے کہنے لگا "ثویبہ جا آج سے

توآزاد ہے" سب مسلمان جانتے ہیں کہ ابولہب سخت کافر تھا قرآن پاک میں پوری سورۂ تبت یدا ابی لھب اس کی مذمت میں موجود ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی کرنے کا جو فائدہ اس کو ہوا وہ بخاری شریف میں یوں مروی ہے۔

فلما مات ابولھب فراہ بعض اھلہ بشر حیبة قال له القیت قال ابولھب لم الق بعد کم خیراً انی سقیت فی ھذہ بعتاقتی ثوبیه۔ (بخاری شریف)

کہ جب ابولہب مرا تو اس کے گھر والوں (حضرت عباس) نے اسکو خواب میں بہت برے حال میں دیکھا پوچھا کیا گزری؟ ابولہب نے کہا تم سے علیحدہ ہو کر مجھے خیر نصیب نہیں ہوئی ہاں مجھے اس کلمہ کی) انگلی سے پانی ملتا ہے (جس سے میرے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے) کیونکہ میں نے انگلی کے اشارے سے ثوبیہ کو آزاد کیا تھا۔

حضرت علامہ امام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فتح الباری، صفحہ 118 میں لکھتے ہیں کہ:۔

ذکر السھیلی ان العباس قال لما مات ابولھب رایته فی مناھی بعد حول فی شر حال فقال مالقیت بعد کم راحة الا ان العذاب یخفف عنی کل یوم الاثنین قال وذالك ان النبی صلی اللہ علیه وسلم ولد یوم الاثنین وکانت ثوبیه بشرت ابالھب بمولدہ فاعتقھا۔

امام سہیلی نے ذکر کیا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ابولہب مر گیا تو میں نے ایک سال بعد اسے خواب میں دیکھا کہ وہ بہت برے حال میں ہے اور کہہ رہا ہے کہ تم سے جدا ہونے کے بعد مجھے کوئی راحت نہیں ملی ہاں اتنا ضرور ہے کہ ہر پیر کے دن مجھ سے عذاب کی تخفیف کی جاتی ہے حضرت عباس فرماتے ہیں یہ اس لیے کہ نبی پاک

صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پیر کے دن ہوئی اور ثوبیہ نے ابولہب کو آپ کی ولادت کی خوشخبری سنائی تو ابولہب نے اس کو اس خوشی میں آزاد کر دیا تھا۔

غور فرمایئے ابولہب کافر تھا ہم مومن، وہ دشمن، ہم غلام، اس نے بھتیجے سمجھ کر بطور رسم خوشی کی تھی نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہونے کی وجہ سے اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ کر ولادت کی خوشی کرتے ہیں جب دشمن اور کافر کو خوشی کرنے کا اتنا فائدہ پہنچ رہا ہے تو غلاموں کو کتنا فائدہ پہنچے گا۔

(باادب بانصیب، صفحہ 95-96)

امام سہیلی کے حوالے سے یہی واقعہ علامہ محمود بن احمد عینی عمدۃ القاری شرح بخاری ، جلد 20 صفحہ 95 پر درج کیا ہے۔

(کنزالخطیب، صفحہ 42)

امام کرمانی (علیہ الرحمۃ) اعمالِ کفار پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ان پر آخرت میں کوئی اجر نہیں ہوگا۔ البتہ:۔

العمل الصالح والخير الذى يتعلق بالرسول صلى الله عليه وسلم مخصوصا من ذلك كما ان اباطالب ايضا ينتفع بتخفيف العذاب۔

(الکرمانی، 19:79)

کافر کا وہ عمل و بھلائی جس کا تعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہی وسلم کے ساتھ ہو اس پر اس کو اجر و ثواب دیا جاتا ہے جیسا کہ ابوطالب کے عذاب میں کمی آپ (ﷺ) کی خدمت کی وجہ سے ہوئی۔

(شرح سلام رضا، صفحہ 449)

عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی اپنی کتاب ''مختصر سیرۃ الرسول'' میں اس طرح رقمطراز ہے۔

وارضعته ثويبة عتيقة ابی لهب اعتقها حين بشرته بولادته صلی الله عليه وسلم وقدرؤی ابولهب بعد موته فی النوم فقيل له ما حالك فقال فی النار الا انه خفف عنی كل اثنين وامص من بين اصبعی هاتين ماء واشار برأس اصبعه ان ذالك باعتاقی ثويبة عند ولادة النبی صلی الله عليه وسلم وبارضاعها له قال ابن جوزی فاذا كان هذا ابولهب الكافر الذی نزل القران بذمه جوزی بفرحه ليلة مولد النبی (صلی الله عليه وسلم) فما حال المسلم الموحد من امته (صلی الله عليه وسلم) يسر بمولده۔

ترجمہ:۔ ''ابولہب کی آزاد کردہ (لونڈی) ثویبہ نے حضور سرورِعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلایا ثویبہ کو ولادتِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشارت کے وقت ابولہب نے آزاد کیا تھا۔ ابولہب کے مرنے کے بعد اُسے خواب میں دیکھا تو پوچھا، تیرا کیا حال ہے؟ تو ابولہب نے کہا: جہنم میں ہوں سوائے اس کے کہ ہر پیر کو عذاب کم کیا جاتا ہے اور میری دو انگلیوں کے درمیان سے پانی جاری ہو جاتا ہے اور ثویبہ کو ولادتِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوشی میں آزاد کرنے کی وجہ سے یہ فائدہ ملا ہے۔ علامہ ابنِ جوزی نے کہا جبکہ یہ ابولہب کافر تھا اور جس کے کفر پر قرآن کریم گواہ ہے، اگر اُس کو حضور نبیٔ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت پاک کی خوشی میں یہ فائدہ پہنچا تو موحد مسلمان جو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہے، اُس کو کس قدر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارک کی خوشی میں فائدہ ملے گا؟''۔

(مختصر سیرۃ الرسول، صفحہ 13، مکتبہ سلفیہ شیش محل روڈ، لاہور) بحوالہ (کنزالخطیب، صفحہ 45-46)

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی کے تحت فرماتے ہیں۔

اس میں میلاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرنے والوں کے لئے سند ہے۔ جو کہ مال بھی خرچ کرتے ہیں۔یعنی کہ ابولہب جو کافر تھا اور اس کی مذمت میں قرآن پاک میں ایک سورۃ نازل ہوئی ہے۔ اسے میلادِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خوشی کرنے اور ثویبہ کا دودھ خرچ کرنے کے باعث اللہ تعالیٰ نے جزا عطا فرمائی ہے۔ تو مسلمان کی جزا کا اندازہ فرمالیں جو آنحضرت سے محبت بھی کرتا ہے، خوشی بھی مناتا ہے اور اپنا مال بھی نچھاور کرتا ہے۔

(مدارج النبوت، جلد 2 صفحہ 30)

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ ابوطالب آپ کے ساتھ مراعات کرتے تھے اور آپ کو نصرت دیتے تھے اور آپ کے لیے دشمنوں پر غضب کرتے تھے۔ کیا یہ امور مرنے کے بعد ان کو نفع دیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”بے شک یہ امور ان کو نفع دیتے ہیں۔ میں نے ان کو شدید عذاب دوزخ میں پایا، میں نے ان کو ہلکے عذاب کی طرف نکال دیا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا:۔

”اگر میں نہ ہوتا تو ابوطالب دوزخ کے اسفل طبقہ میں ہوتے“۔

صحیح بخاری و مسلم میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:۔

”یقین ہے میرے شفاعت ابوطالب کو قیامت کے دن نفع دے گی۔ وہ ضحضاح دوزخ میں کیے جائیں گے، ان کے دونوں ٹخنوں تک وہ آگ پہنچے گی جس سے ان کا دماغ جوش مارے گا۔

(سیرۃ محمدیہ ترجمہ مواہب لدنیہ، جلد اول، صفحہ 179)

منکرین میلاد کہتے ہیں یہ روایت مرسل ہونے کی وجہ سے مقبول نہیں، حالانکہ یہ روایت سند کے ساتھ مذکور ہے۔ مرسل روایت کے بارے ائمہ کیا کہتے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے۔

حافظ الحدیث امام جلال الدین سیوطی (شافعی رحمۃ اللہ علیہ)، ابن جریر کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

اجمع التابعون باسرھم علی قبول المرسل ولم یات عنھم انکارہ ولا عن احد من الائمۃ بعدھم الی رأس الأتین۔ (تدریب الراوی، جلد 1 صفحہ 198)

”تمام تابعین مرسل کے مقبول ہون پر متفق ہیں ان میں سے کسی کا انکار منقول نہیں اس کے بعد دوسو سال تک بھی کسی امام نے انکار نہیں کیا“۔

شارح مسلم امام نووی مرسل کے بارے میں فرماتے ہیں۔

و مذھب مالك و ابی حنیفه واحمد وا کثر الفقھاء انه یحتج به ومذھب الشافعی انه اذا انضم الی المرسل ما یعضدہ احتج به۔ (مقدمہ مسلم)

”امام مالک، امام ابو حنیفہ، امام احمد اور اکثر فقہاء کے نزدیک مرسل قابلِ استدلال ہے۔ اور امام شافعی کا مسلک یہ ہے کہ جب مرسل کی تائید کسی دوسرے ذریعہ سے ہو جائے تو وہ قابلِ استدلال ہے“۔

(محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ، صفحہ 63-64)

منکرین میلاد یہ شوشہ بھی اُٹھاتے ہیں کہ یہ خواب کا معاملہ ہے اس لئے حجت نہیں۔

غیر نبی کا خواب واقعتاً حجت شرعی نہیں ہوتا اور نہ ہی ہم اس روایت کو بطور حجت ذکر کرتے ہیں بلکہ ہم تو بطور تائید اسے لاتے ہیں لیکن یہ کہاں لازم آتا ہے کہ اس سے کوئی فائدہ ہی نہ ہو دوسری بات یہ ہے کہ یہاں دو باتیں ہیں ایک یہ کہ حضرت عباس کو خواب آیا جس میں ابولہب نے کہا کہ ثویبہ کی آزادی کی برکت سے سوموار کو میرے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے اور دوسری یہ کہ حضرت عباس نے بیداری کی حالت میں فرمایا:۔

وذلك ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولد یوم الاثنین وکانت ثویبۃ بشرت ابالھب بمولدہ فاعتقھا۔ (فتح الباری، 9:118)

''کہ یہ عذاب میں تخفیف کی وجہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سوموار کو پیدا ہوئے اور ثویبہ نے ابولہب کو ولادت کی خبر دی تو اس نے اسے آزاد کر دیا''۔

تو یہ صرف خواب نہیں بلکہ صحابیِ رسول ترجمان القرآن کا ایک قول ہے جو غیر قیاسی واجتہادی ہونے کی وجہ سے مرفوع کا درجہ رکھتا ہے۔

تیسری بات یہ کہ اگر معاذاللہ یہ غلط قسم کا خواب تھا تو حضرت عباس اسے بیان ہی نہ کرتے اور اگر انھوں نے بیان کر ہی دیا تھا تو دیگر صحابہ و تابعین اس کی تردید کرتے حالانکہ ایسی کوئی بات کتب احادیث میں نہیں بلکہ سبھی نے اسے نقل کر کے اس سے مسائل کا استنباط کیا ہے۔

یہاں ایک سوال یہ بھی کیا جاتا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بات اس لیے قابل اعتبار نہیں کہ اس وقت وہ حالت کفر میں تھے۔ اس کے جواب میں گذارش یہ

ہے کہ اولاً وہ اسلام لا چکے تھے کیونکہ خواب کا واقعہ بدر کے تقریباً دو سال بعد کا ہے۔ اس لیے کہ ابولہب بدر کے ایک سال بعد مرا۔ پھر ایک سال بعد خواب میں حضرت عباس سے اس کی ملاقات ہوئی ثانیاً اگر ان کو حالت کفر پر تسلیم کر بھی لیا جائے تو پھر بھی یہ روایت قابل قبول ہے کیونکہ وقت تحمل اسلام شرط نہیں بلکہ وقت ادا شرط ہے۔ اور جب تابعین نے آپ سے یہ بات سنی تو اس وقت یقیناً آپ مسلمان تھے۔ محدثین نے یہ اصول بیان کیا ہے کہ اگر کسی شخص نے حالتِ کفر میں حضور علیہ السلام سے بات سنی پھر اس نے اسے حالتِ اسلام میں بیان کیا خواہ حضور علیہ السلام کا وصال ہو چکا ہو تب بھی وہ مقبول ہے۔ ہاں اگر اس نے ظاہری حیات میں اسلام قبول کر لیا تو صحابی بھی قرار پائے گا ورنہ وہ تابعی ہو گا۔

(محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ، صفحہ 68 تا 71)

حافظ ابن قیم بھی تخفیف عذاب کو تسلیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ولما ولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بشرت بہ ثویبۃ ابالھب وکان مولاھا وقالت قد ولد اللیلۃ لعبداللہ ابن فاعتقھا ابولھب مسرورا بہ فلم یضع اللہ ذلک لہ وسقاہ بعد موتہ فی النقوۃ التی فی اصل ابھامہ۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ ہوئی تو ثویبہ نے اپنے مالک ابولہب کو خوشخبری دی اور کہا کہ آج رات عبداللہ کے ہاں بیٹا ہوا ہے۔ ابولہب نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اُسے آزاد کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ عمل ضائع نہیں فرمایا اور موت کے بعد اس کے اس انگوٹھے سے اسے پانی دیا جاتا۔

(تحفۃ المودود باحکام المولود، صفحہ 19) بحوالہ (محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ، صفحہ 78)

معلوم ہوا کہ علماء کی جماعت نے اس روایت کو تسلیم کیا ہے لہٰذا اس روایت کو ضعیف و کمزور اور باطل، جھوٹا، واضع کہنا مردود ہے۔

اعتراض:۔

منکرین میلاد بھان متی کنبہ کا ٹولہ ایک اعتراض یہ بھی کرتا ہے کہ پیدائش کے شکریہ میں عقیقہ کیا یہ صحیح نہیں۔لہٰذا اس حدیث سے میلاد کا ثبوت نہیں ہو سکتا۔اعتراض ملاحظہ کیجئے۔

پہلا اپنا قفل دہن یوں خباثت نکالتا ہے۔

کسی قطعی طریق سے ہر گز ثابت نہیں کہ نبوت ملنے کے بعد آپ ﷺ نے ایک مرتبہ بھی عقیقہ کیا ہو۔کہاں ہر سال عقیقہ کا دعویٰ۔(صحیح تاریخ ولادت مصطفیٰ ﷺ، ص30، ابوعدنان محمد منیر قمر نواب الدین)

دوسرا اپنا قفل دہن سے یوں ہرزہ سرائی کرتا ہے۔

یہ محض احتمال پر مبنی ہے ہے کہ نبی کریم اپنی پیدائش کی نعمت کے شکریہ میں عقیقہ فرمایا، لیکن یہ احتمال ظن سے سے بھی زیادہ گیا گزرا ہے اور ظن سے احکام شرائع کا ثبوت نہیں ہوتا اور اگر یہ ثابت ہو جائے کہ نبی کریم نے اپنے وجود پیدائش کی نعمت کے شکریہ میں بکری ذبح کی تو کیا اس سے لازم آتا ہے کہ آپ کے یوم ولادت کو جشن وعید کا دن بنالیا جائے ؟اور پھر رسول نے لوگوں کو دعوت کیوں نہ دی، اور ان اقوال و اعمال کو کیوں نہ بیان فرمایا جو ان کے لئے واجب ہیں؟ جیسا کہ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے احکام بیان فرمائے۔(مسئلہ میلاد اسلام کی نظر میں، ص40، از ابی بکر جابر الجزائری، ترجمہ محمد غیاث الدین مظاہری)

جواب:۔

ان منکرین میلاد بھان متی کے ٹولہ کی بد بختی اور بغض دیکھئے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیلئے لکھتے ہیں "نبوت ملنے کے بعد" حالانکہ نبی تو پیدائشی ہی نبی ہوتا

ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نبی صرف اعلان نبوت کرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ لوگ نبی کو پیدائشی نبی نہیں مانتے۔ بلکہ انبیاء کی ظاہری زندگی کے چالیس سال گزرنے پر نبی مانتے ہیں۔ جیسا کہ نبی ﷺ کے بارے میں ان کا عقیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ وہابیت و دیوبندیت کے مرض سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ اب اعتراض کی طرف آتے ہیں۔

دنیائے اسلام میں امام جلال الدین سیوطی شافعی علیہ الرحمۃ ایک مقتدر حیثیت کے طور پر نمایاں ہیں اور آپ کی شان جلالت علمی کے سب ہی معترف ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

میرے نزدیک محفلِ میلاد کی اصل احادیث میں آپ (ﷺ) کا یہ عمل ہے کہ آپ (ﷺ) نے مدینہ منورہ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اپنی ولادت کی خوشی میں جانور ذبح کئے۔ بعض لوگوں نے حضور (ﷺ) کے اس عمل کو عقیقہ قرار دیا تھا۔ لیکن امام موصوف اس کا رد کرتے ہوئے، رقمطراز ہیں کہ عقیقہ تو آپ (ﷺ) کے دادا حضرت عبدالمطب کر چکے تھے۔

العقیقه لا تعادمرة ثانیة فیحمل ذالك علی ان الذی فعله النبی اظهارا لیشکر علی ایجاد الله ایاه رحمة للعالمین وتشریع لامته۔

"اور عقیقہ زندگی میں دوبارہ نہیں کیا جاتا اس لیے آپ (ﷺ) کے اس عمل کو اس پر محمول کیا جائے گا کہ حضور علیہ السلام نے اس بات پر اللہ تعالیٰ کے شکر کا اظہار کیا کہ اس نے آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا اور اپنی امت کے لیے اسے مشروع بنانے کے لیے بھی آپ (ﷺ) نے یہ عمل فرمایا"۔

(حسن المقصد فی عمل المولد، صفحہ 196) بحوالہ (محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ، صفحہ 53)

امام جلال الدین سیوطی شافعی علیہ الرحمۃ کی عبارت سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شکرانے کے طور پر اس عمل کو مشروع فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا۔

اعتراض:۔

منکرین میلاد کے بھان متی کا ٹولہ عاشورے کے روزے کے بارے میں بھی اعتراض کرتے ہوئے کہتا ہے:۔

پہلا قفل دہن یوں ہرزہ سرائی کرتا ہے۔

آپ ﷺ نے یوم عاشوراء کا روزہ رکھا، مگر اپنے یوم ولادت کے بارے میں آپ ﷺ سے ایسی کوئی چیز ثابت نہیں تو ہمیں آپ ﷺ کی اتباع کرنی چاہیے نہ کہ اپنی طرف سے ابتداع، نہ روزہ کی شکل میں اور نہ ہی لہوولعب کے انداز میں۔(صحیح تاریخ ولادت مصطفیٰ ﷺ، ص28، ابو عدنان محمد منیر قمر نواب الدین)

دوسرا قفل دہن یوں خباثت نکالتا ہے۔

چاہئے تو یہ تھا کہ ہم روزہ رکھیں جس طرح نبی کریم نے روزہ رکھا، نہ یہ کہ دستر خوان لگائے جائیں، اور ڈھول تاشے سے خوشیاں منائی، کیا اللہ تعالیٰ کا شکر عیش و مستی اور دعوتیں اڑا کر ادا کیا جاتا ہے، بالکل نہیں۔ پھر یہ کہ کیا ہم کو یہ حق ہے کہ ہم اپنے لئے روزہ وغیرہ مشروع کرلیں ھمارے ذمہ تو صرف اتباع اور اطاعت ہے، رسول نے عاشوراء کے دن روزہ رکھا، تو اس دن کا روزہ سنت ہو گیا، اور اپنے یوم ولادت کے بارے میں خاموش رہے اور اس میں کچھ بھی مشروع نہیں فرمایا تو ہمارے اوپر بھی واجب ہے کہ ہم بھی اس طرح خاموش رھیں اور اس میں نماز روزہ وغیرہ کرنے کی کوشش نہ کریں، اور لہو ولعب یا کھیل کود کا تو کیا ذکر۔(مسئلہ میلاد اسلام کی نظر میں، ص41، از ابی بکر جابر الجزائری، ترجمہ محمد غیاث الدین مظاہری)

جواب:۔

قارئین کرام! بغض و حسد کا نظارہ دیکھیں کہ کوئی یہ الزام رکھتا ہے کہ یہ میلادی حضرات محبت کا دعویٰ کرتے ہیں مگر نماز وروزہ نہیں رکھتے۔ چاہیے یہ تھا کہ نمازوروزہ رکھتے مگرایسا نہیں کریں گے کیونکہ نماز وروزہ نفس پر بھاری ہیں کیونکہ روزے میں نفس کو زحمت ہوتی ہے اور یہاں محفل آرائی میں نفس کی تفریح کا سامان ہوتا ہے اور کوئی یہ کہہ رہاہے کہ اس دن نمازوروزہ بھی نہ کریں بلکہ خاموش بنے بیٹھے رہیں۔ تواب ان ہی کی تحریر سے ثابت ہورہاہے کہ مسلمانان اہلسنت محبت مصطفیٰ ﷺ میں اس دن نوافل اور روزہ کا اہتمام کرتے ہیں اور جب نمازوروزہ کا اہتمام کرتے ہیں تو پھران پر لعو ولعب کا الزام لگانا بہتان عظیم نہیں تواور کیاہے۔ہاں ان معترض لوگوں کے نزدیک اس دن نماز وروزہ رکھنا بدعت ہے اس لئے ان لوگوں کے ہاں نماز وروزہ کا اہتمام نہیں کیا جاتا بلکہ وہ اس دن کو خاموش بنے بیٹھے رہتے ہیں۔ان لوگوں کو نہ تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش کی خوشی ہوتی ہے بلکہ شیطانی سنت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان دنوں میں چیختے چلاتے رہتے ہیں اور سارا روز میلاد شریف کے خلاف زہر اگلنے میں صرف کرتے ہیں ۔بہرکیف مسلمان جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے پیارے رسول ﷺ نے نماز و روزہ کی کوئی قید نہیں رکھی ۔ مسلمان سال بھر کے کسی بھی دنوں میں نوافل و روزہ کا اہتمام کرنا چاہتے ہیں تو کریں اس پر کوئی ممانعت نہیں سوائے اُن اوقات کے جس میں ممانعت آئی ہے ۔ جیسے سورج کے طلوع وغروب اورزوال کے وقت نوافل ادا نہیں کرسکتے اور ان اوقات کے علاوہ جب بھی چاہے نوافل پڑھ سکتے ہیں ایسے ہی روزہ بھی عید وایام تشریق کے دنوں میں رکھنا منع ہے مگراس کے علاوہ سال بھر کے کسی بھی دنوں میں روزہ رکھ سکتے ہیں جس پر کوئی ممانعت نہیں۔ کسی قرآنی آیات اور حدیث نبوی سے ثابت نہیں کہ فلاں وقت روزہ نہ رکھو یہاں فلاں وقت نماز نہ پڑھو۔اور جس وقت نمازوروزہ نہ

رکھنے کے اوقات ہیں وہ بتادیئے گئے ہیں۔ یہ لوگ کسی ضعیف سے ضعیف حدیث سے بھی ثابت نہیں کرسکتے ہیں کہ ان دنوں میں روزہ رکھنے کی ممانعت آئی ہو۔

بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ جب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے۔

فوجد الیھود یصومون عاشوراء فسئلوا عن ذلك فقالوا ھو الیوم الذی اظھر اللہ فیہ موسی وبنی اسرائیل علی فرعون ونحن نصومہ تعظیما لہ۔

"تو یہود کو آپ نے عاشورہ کا روزہ رکھتے ہوئے پایا ان سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ اور بنی اسرائیل کو فرعون پر غلبہ عطا فرمایا تھا ہم اس دن کی تعظیم کرتے ہوئے روزہ کرتے ہیں" ۔

اس پر رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

نحن اولی بموسی منکم ثم امر بصومہ۔ (البخاری باب اتیان الیہود)

"ہم تم سے موسیٰ کے زیادہ محب ہیں۔ پھر آپ نے روزہ رکھنے کا حکم دیا"۔

بخاری کی دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا:۔

انتم احق بموسی منھم فصومہ۔

"تم ان سے موسیٰ کے زیادہ قریبی ہو پس اس دن تم روزہ رکھو"۔

امام المحدثین حافظ ابن حجر سے جب محفل میلاد کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے اس کے جواز پر یہی حدیث بیان فرمائی اور کہا:۔

وقد ظھر لی تخریجھا علی اصل ثابت وھو ما ثبت فی الصحیحین من ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قدم المدینہ فوجد الیھود۔

"بخاری و مسلم کی مذکورہ روایت میرے نزدیک محفل میلاد کے جواز پر سند کا درجہ رکھتی ہے"۔

(محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ، صفحہ 54۔55)

اعتراض:۔

منکرین میلاد کے بھان متی ٹولہ کا پیر کے روزہ کے متعلق بھی اعتراض کرتے ہوئے کہتا ہے۔

پہلا اٹھ کر اپنی راگنی کوں گانا شروع کرتا ہے۔

یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ اس روزہ کا علم صحابہ کرام کو حضور کے از خود بتلانے سے نہیں ہوا بلکہ کسی صحابی نے اسکے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ تو اس پیر کے روزہ کی بات سامنے آئی۔ اس روزہ کا حکم صحابہ کرام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں دیا تھا۔ اسلئے صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی خوشی میں پیر کا روزہ نہیں رکھتے تھے۔ (عید میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت، ص10، از محمد اشفاق حسین)________پیر کے روزہ کی سنت سے زیادہ سے زیادہ جو بات بنتی ہے وہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ روزہ رکھتے تھے۔ ہم بھی حضور کی اتباع اور پیدائش کی خوشی میں روزہ رکھ سکتے ہیں۔ (ص:10) ________ میں نے آج تک کسی بدعتی کو اس نیت سے کہ حضور پیر کے دن پیدا ہوئے تھے۔ روزہ رکھتے نہ دیکھا نہ سنا۔ (ص:10)

دوسرا اٹھ کر اپنی منطق یوں جھاڑتا ہے۔

آپ ﷺ کا روزہ رکھنا محض ولادت کی وجہ سے ہوتا تو آپ ﷺ صرف پیر کا روزہ رکھتے۔ جمعرات کا نہ رکھتے۔ پھر پیر کا روزہ بھی سال میں ایک مرتبہ رکھتے جو آپ ﷺ کی تاریخ ولادت کے موافق ہوتا، ہر ہفتہ میں نہ رکھتے۔ کیونکہ کسی واقعہ کی یاد سال میں ایک مرتبہ ہی منائی جاتی ہے نہ کہ ہر ہفتے میں ایک مرتبہ۔ (صحیح تاریخ ولادت مصطفیٰ ﷺ، ص31، ابوعدنان محمد منیر قمر نواب الدین)________اور نبی کریم ﷺ سے یہ بھی ہرگز ثابت نہیں کہ آپ ﷺ نے ربیع الاوّل (9 یا 12)_______ کا روزہ کبھی رکھا ہو جو کہ آپ ﷺ کا یوم ولادت ہے۔ لہٰذا اگر کوئی

شخص ہر سال اس دن کا روزہ اس نیت سے رکھے تو یہ گویا نبی ﷺ سے پیش قدمی، شریعت سازی اور نعوذ باللہ نبی ﷺ کی شریعت آموزی ہے۔(ص:31)

تیسرا اٹھ دل کے پھپھولے یوں پھوڑتا ہے۔

یہ کہاں ہے کہ اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے یا کسی صحابی نے، یا بعین نے یا تبع تابعین نے، یا آئمہ میں سے کسی نے بھی کوئی عید منائی۔اور یہ کہاں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دن روزہ رکھنے کی وجہ اُن کی پیدائش کی خوشی ہے عید میلاد منوانے والوں کی طرف سے یہ لفاظی اور ہیر پھیر کیوں ہے اوپر بیان کردہ احادیث کے بعد کسی بھی صاحب عقل کو یہ سمجھنا مشکل نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیر کے دن کا روزہ اپنی پیدائش کی خوشی میں نہیں رکھا بلکہ اس دن اللہ کے سامنے بندوں کے اعمال پیش ہونے کی وجہ سے رکھا ہے۔اگر پیر کے دن نفلی روزہ رکھنے کا سبب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ہوتا وکم از کم وہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی ترغیب ہی دیتے اس حدیث میں زیادہ سے زیادہ سوموار کو نفلی روزہ رکھنے کا جواز ملتا ہے، نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش منانے کا۔(عید میلاد النبی ﷺ اور ہم، ص27۔30، عادل سہیل ظفر)

چوتھا اٹھ کر یوں لن ترانی کرتا ہے۔

اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ اس روایت میں دوشنبہ (پیر) کے دن کے روزے کی علت بیان کی گئی ہے تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ ہر وہ علت صرف ولادت شریف ہی نہیں بلکہ نزول وحی کی بھی ہے۔ تو اب چاہیے کہ ہر پیر کو ورنہ سال میں کم از کم ایک مرتبہ کوئی مجلس نزول وحی کی تقریب بھی ایجاد کی جائے۔اس کے علاوہ ایک بات اور بھی قابل غور ہے اور وہ یہ کہ ان حامیانِ میلاد کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حیات طیبہ کے شکریے میں ہر پیر کو روزہ رکھتے تھے اور اس کام کے لیے آپ نے کوئی اور ماہانہ یا سالانہ عمل مقرر نہیں فرمایا تھا، بلکہ بس یہی ہر پیر کو روزہ رکھا کرتے تھے۔ مگر ان جدت طرازوں اور بدعت پسندوں نے اسی شکریے کی ادائیگی کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ اور سنت چھوڑ کے ایک نیا طریقہ محفل میلاد ایجاد کیا۔کیوں؟ اس لیے کہ روزے میں نفس

کو زحمت ہوتی ہے اور یہاں محفل آرائی میں نفس کی تفریح کا سامان ہوتا ہے۔(کیا صلوٰۃ وسلام اور محفل میلاد بدعت ہے؟، ص38۔39،از نعمان محمد امین)

پانچواں اٹھ کریوں زیر افشانی کرتا ہے۔

جب محفل میلاد کے منعقد کرنے سے رسول کی نعمت ولادت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا ہے، تو اس صورت میں عقل و نقل کا تقاضہ یہ ہے کہ یہ شکر اسی نوع کا ہو، جس نوع کا شکر رسول نے کیا یعنی آپ نے روزہ رکھا تو ہمیں بھی آپ کی طرح اس روز روزہ رکھنا چاہیئے، اور جب ہم سے پوچھا جائے تو ہم کہیں کہ یہ ھمارے نبی کی ولادت کا دن ہے اس نے ہم شکر الٰہی ادا کرنے کے لئے آج کے دن روزہ رکھتے ہمیں، یہ اور بات ہے میلاد والے روزہ ہر گزنہ رکھیں گے دوم یہ کہ رسول نے اپنی ولادت کے دن رزوہ نہیں رکھا جو کہ بارہویں ربیع الأول ہے، اگر یہ روایت ثابت ہو، بلکہ آپ نے دوشنبہ کے دن روزہ رکھا ہے، جو مہینہ میں چار یا چار سے زائد مرتبہ آتا ہے، اس بناء پر بارہویں ربیع الاول کو کسی عمل کے لئے مخصوص کرنا اور ہر ہفتہ آنے والے دوشنبہ کو چھوڑ دینا شارع علیہ السلام کے عمل کی تصحیح ور استدراک سمجھا جائیگا اور اگر ایسا ہی ہے تو بہت بُرا ہے معاذاللہ۔سوم یہ کہ نبی کریم نے جب اپنی ولادت اور تخلیق اور تمام انسانوں کی طرف بشیر و نذیر ہو کر مبعوث ہونے کے شکریہ میں دوشنبہ کے دن روزہ رکھا تو کیا آپ نے روزے کے ساتھ کوئی محفل اور تقریب بھی کی جیسا کہ یہ میلادی لوگ کیا کرتے ہیں کہ بھیڑ بھاڑ ہوتی ہے، مدحیہ اشعار اور نغمے ہوتے ہیں اور کھانا پینا ہوتا ہے؟۔(مسئلہ میلاد اسلام کی نظر میں، ص41۔42، از ابی بکر جابر الجزائری، ترجمہ محمد غیاث الدین مظاہری)

جواب:۔

قارئین کرام! پچھلے صفحات میں ہم بتا آئے کہ کوئی کہتا ہے یہ میلاد شریف منانے والے لوگ ان دنوں میں نماز و روزہ نہیں کرتے کیونکہ نفس پر بھاری ہوتا ہے اور کوئی کہتا ہے کہ اس دن روزہ نہ رکھنا چاہیے۔یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اہلسنت کے ہاں نوافل و روزہ کا اہتمام کیا جاتا ہے خصوصاً ہمارے سلف صالحین تو ہر پیر کو اسی مناسبت سے

روزہ رکھتے ہیں کہ یہ دن سرکاردوعالم شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کا دن ہے۔

حضور علیہ السلام ہر پیر کے دن روزہ رکھا کرتے تھے۔ حضرت قتادہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اس روزہ کے بارے میں آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) سے سوال کیا توآپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا:۔

ذاك یوم فیه ولدت وفیه انزل۔ (المسلم کتاب الصیام)

"فرمایا یہ دن میری ولادت کا دن ہے اور اس دن اللہ تعالیٰ کا کلام مجھ پر نازل کیا گیا"۔

شیخ محمد علوی مالکی مذکورہ حدیث سے محفل میلاد پر استدلال کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ آپ (ﷺ) کے اس عمل مبارک سے واضح ہے:۔

انه صلی اللہ علیه وسلم کان یعظم یوم مولده ویشکر اللہ تعالیٰ فیه علی نعمته الکبریٰ علیه وتفضله علیه بالوجود لهذا الوجود اذ سعد به کل موجود وکان یعبر عن ذلك التعظیم بالصیام۔ وهذا فی معنی الاحتفال به الا ان الصورة مختلفة ولکن المعنی موجود سواء کان ذلك بصیام اواطعام طعام او اجتماع علی ذکر اوصلاته علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم او سماع شمائله الشریفة۔

(مقدمہ المورد الروی، صفحہ 9۔10)

"کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے یوم میلاد کی عظمت کو ظاہر کیا اور اس میں اپنے اوپر ہونے والی عظیم نعمت اور وجود باجود عطا کرنے پر جس کی وجہ سے ہر موجود کو سعادت نصیب ہوئی اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا اور وہ روزے کی صورت میں تھا اور محفل میلاد بھی

یہی ہے اگرچہ صورۃً مختلف مگر معنوی طور پر ایک ہی ہے خواہ وہ روزہ ہو، کھانا کھلانا، مجلس ذکر ہو یا درود وسلام کی محفل یا نعت خوانی کی صورت ہو۔

یعنی ان سب افعال واعمال کا محرک بنیادی طور پر ایک ہی جذبہ ہے کہ اس عظیم نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے۔

شیخ ابن رجب حنبلی المتوفی 795ھ لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے ثابت ہو رہا ہے کہ جن ایام میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا حصول ہو ان میں روزہ رکھنا مستحب ہے اور سب سے بڑی نعمت امت کے لیے حضور علیہ السلام کی تشریف آوری ہے۔

وفیه اشارة الی استحباب صیام الایام التی تتجدد فیها نعم الله تعالیٰ علی عباده فان اعظم نعم الله علی هذه الامة اظهار محمد صلی الله علیه وسلم لهم و بعثته وارساله الیهم کما قال تعالیٰ لقد من الله علی المومنین اذبعث فیهم رسولا من انفسهم فان النعمة علی الامة بارساله اعظم من النعمة بایجاد السماء والارض و الشمس والقمر والریاح واللیل والنهار وانزال المطر واخراج النبات و غیر ذلك فان هذه النعمة کلها قد عمت خلقا من بنی آدم کفروا بالله وبرسله وبلقآئه فبدلوا نعمة الله کفرا واما النعمة بارسال محمد صلی الله علیه وسلم فان بها تمت مصالح الدنیا والاخرة و کمل بسببها دین دین الله الذی رضیه لعباده وکان قبوله سبب سعادتهم فی دنیا هم واخرتهم فصام یوم تجددت فیه هذه النعم من الله علی عباده حسن جمیل ومن باب مقابلة النعم فی اوقات تجددها بالشکر ونظیر هذا صیام یوم عاشورا۔

(لطائف المعارف، صفحہ 189)

اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں پر جن ایام میں انعامات فرمائے ہیں ان میں روزہ رکھنا مستحب ہے۔ اور اس امت پر اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت، بعثت اور رسالت ہے جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ "بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر احسان فرمایا کہ اس نے انہی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا۔ کیونکہ امت کے لیے حضور علیہ السلام کا مبعوث ہونا، آسمان وزمین، شمس وقمر، ہوا، رات دن، بارش اور نباتات وغیرہ کے پیدا ہونے سے بڑی نعمت ہے۔ بلاشبہ یہ نعمتیں تمام اولادِ آدم کے لئے ہیں خواہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسولوں سے کفر کرتے ہوئے ان نعمتوں کی ناشکری کی مگر حضور کی تشریف آوری سے دنیا و آخرت کے تمام مصالح تام ہوئے۔ آپ کے سبب وہ دین مکمل ہوا۔ جسے اللہ نے اپنے بندوں کے لیے پسند کیا اور جس کا قبول کرنا بندوں کے لیے دنیا و آخرت میں سعادت کا باعث ہے۔ لہٰذا ایسے دنوں میں روزہ رکھنا جن میں یہ نعمتیں اللہ کی طرف سے حاصل ہوئی نہایت ہی اچھا عمل ہے۔ اور یہ ان اوقات میں تجدید نعمت پر شکریہ کا درجہ رکھتا ہے اور اس کی مثال یوم عاشور کا روزہ ہے۔

(محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ، صفحہ 50 تا 53)

اعتراض:۔

منکرین میلاد کا بھان متی ٹولہ سادہ لوح مسلمانوں کو مغالطہ دینے کے لئے "بعثت" کے لفظ پر بہت زور دے کریوں آبلہ فریبی کرتے ہوئے کہتا ہے۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ کسی بھی مسلمان کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا، جب تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے محبت اور آپ کی ایسی تعظیم و تکریم نہ کرے، جو آپ کے حق میں موزوں تر اور آپ کے شایان شان ہو۔ اور اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ نبی کریم ﷺ کی بعثت۔ دھیان دیں، میں آپ ﷺ کی پیدائش

نہیں کہہ رہا ہوں، بلکہ آپ ﷺ کی بعثت کہہ رہا ہوں۔ کیونکہ بعثت کے بعد ہی رسول ہوتا ہے، جیسا کہ اہل علم نے کہا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو "اقرا" سے نبی بنایا گیا اور "المدثر" سے رسول بنایا گیا۔ (عید میلاد النبی کی شرعی حیثیت، ص14، محمد بن صالح العثیمین)__________ اسی طرح ہمیں یہ حق نہیں ہے جب آپ ﷺ کو امام و مقتدا مان چکے ہیں کہ ہم آپ ﷺ کی پیدائش پر، یا آپ ﷺ کی بعثت پر عید و خوشی منا کر آپ سے آگے نکل جائیں۔ (ص:15)

جواب:۔

قارئین کرام! ہم پچھلے صفحات میں بتا آئے ہیں کہ نبی پیدائشی ہی نبی ہوتا ہے صرف نبوت کا اعلان کرتا ہے جبکہ ان لوگوں کا عقیدہ یہ ہے کہ بعثت پہلے ہے اور نبی و رسول بعد میں بنتا ہے۔ جو صراصر گمراہی پر مبنی عقیدہ ہے۔ ہم احادیث کی روشنی میں جو احادیث درج کر آئے ہیں وہ ایک دفعہ پھر ملاحظہ فرمالیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اُس وقت بھی نبی تھے جب آدم علیہ السلام روح اور جسد کے مراحل سے گزر رہے تھے۔ اور اس کے علاوہ کتب احادیث میں ایسی بہت سے احادیث ہیں جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نبی پیدائشی نبی ہوتا ہے۔

مفتی محمد خان قادری مدظلہ العالی اس سلسلے میں رقمطراز ہیں۔

ہماری رائے یہ ہے کہ دونوں ہی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں لہٰذا ان دونوں پر خوشی کا اظہار کرنا چاہیے بلکہ ولادت، بعثت کا ذریعہ ہے۔ اگر ولادت نہ ہوتی تو بعثت کہاں؟ رہا یہ معاملہ کہ ولادت کا ذکر ہے یا نہیں؟ ہم چند آیات و احادیث کا تذکرہ کرتے ہوئے فیصلہ قارئین پر چھوڑتے ہیں۔

سورۂ شعراء میں اللہ رب العزت اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں مخاطب ہے:۔

وَ تَوَکَّلۡ عَلَی الۡعَزِیۡزِ الرَّحِیۡمِ ۔الَّذِیۡ یَرٰىكَ حِیۡنَ تَقُوۡمُ۔ وَ تَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیۡنَ۔

(پ 19، سورۃ الشعراء، آیت 217-218-219)

"آپ بھروسہ اسی ذات پر کریں جو غالب ورحیم ہے وہ اللہ آپ کو دیکھتا ہے۔جب آپ قیام کرتے ہیں اور آپ کا ساجدین میں گردش کرنا بھی ملاحظہ کرتا ہے"۔

ترجمان القرآن سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ای "تقلبك" من الاصلاب الطاہرۃ من اب الی اب الی ان جعلك نبیا۔

(مسالک الحنفاء صفحہ 40)

"یہاں گردش سے مراد پاکیزہ پشتوں سے پاکیزہ پستوں کی طرف منتقل ہونا ہے"۔

تفسیر جمل میں ہے کہ آپ حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام سے لے کر حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ علیہما السلام تک جن جن پشتوں اور ارحام میں رہے، انہیں اللہ تعالیٰ ملاحظہ فرمارہا ہے۔

ای یراك متقلبا فی اصلاب وارحام المومنین من لدن آدم وحوا الی عبداللہ وآمنہ فجمیع اصولہ رجالا ونساء مومنون۔

(الجمل، 3 : 396)

"اے حبیب، حضرت آدم و حوا سے لے کر حضرت عبداللہ اور آمنہ تک جن جن مؤمن مردوں اور خواتین کے اصلاب او ارحام میں آپ منتقل ہوتے رہے ان کو آپ کا رب ملاحظہ کر رہا ہے۔ پس آپ کے تمام آباؤ اجداد خواہ مرد ہوں یا عورتیں اہل ایمان میں سے ہیں"۔

صاوی علی الجلالین کے الفاظ ملاحظہ کیجئے۔

والمعنی یراك متقلبا فی اصلاب وارحام المومنین من لدن آدم الی عبداللہ۔

(صاوی، 3: 287)

"آیت مذکورہ کا معنی یہ ہے کہ حضرت آدم سے لے کر حضرت عبداللہ تک آپ نے جن جن مؤمنین کے ارحام پشتوں میں گردش کی اللہ تعالیٰ نے اسے ملاحظہ فرمایا"۔

ملاحظہ کیجئے قرآن نے تو آپ کی اس گردش و انتقال کا تذکرہ کیا جو ولادت سے بھی پہلے مختلف ارحام و پشتوں میں ہوتا رہا۔ اب ولادت کا تذکرہ سنیئے۔

قرآن نے ولادت کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ کے مولود ہونے کی قسم کھائی :۔

وَوَالِدٍوَّمَا وَلَدَ۔

(پ 30، سورۃ البلد، آیت نمبر 3)

"قسم ہے والد کی اور قسم ہے مولود کی"۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے دو محترم افراد کی قسم کھائی ہے۔ والد اور مولود کی۔ والد گرامی سے مراد ہر وہ والد ہے جس کے مبارک صلب میں نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نسلاً بعد نسل منتقل ہوتا ہوا آپ کے والد گرامی حضرت عبداللہ کی پشت مبارک میں مستقر ہوا اور پھر حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطنِ پاک سے بصورت انسانی ظہور پذیر ہوا۔ اس کے بعد اس مولود کی قسم کھائی جس کی ولادت کی خاطر ساری کائنات کو معرض وجود میں لایا گیا۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی (علیہ الرحمۃ) آیت مذکورہ کے تحت لکھتے ہیں۔

المراد بالوالد آدم و ابراهيم عليهما السلام او ای والد کان "وما ولد" محمد صلی الله تعالیٰ علیه وسلم۔

(المظهری، 1: 264)

"اس آیت میں لفظ "والد" سے مراد یا تو حضرت آدم و ابراہیم علیہم السلام ہیں یا ہر والد مراد ہے اور "وماولد" سے مراد نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے"۔

علامہ جاراللہ زمخشری سوال وجواب کی صورت میں لکھتے ہیں۔

فان قلت ما المراد بوالد وما ولد؟ قلت رسول الله صلى الله عليه وسلم ومن ولده اقسم ببلده الذی هو مسقط راسه وحرم ابيه ابراهيم ومنشا اسمعيل وبمن ولده وبه۔

(الکشاف، 4:255)

"اگر آپ پوچھیں کہ والد اور ماولد سے کون مراد ہے؟ تو میں کہوں گا کہ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے تمام والدین مراد ہین۔ پہلے اللہ تعالیٰ نے آپ کے شہر کی قسم کھائی جو آپ کا مولد اور آپ کے والد حضرت ابراہیم واسماعیل کا حرم ہے اس کے بعد ہر اس ذات کی قسم جو آپ کا والد بنا اور آپ کی ذات اقدس کی۔

امام نظام الدین حسن بن محمد منشا نیشاپوری اکثر مفسرین کی رائے ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

والاکثرون علی ان الوالد ابراهیم واسماعیل علیهما السلام والولد محمد صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کانه اقسم ببلده ثم بوالده ثم به۔

(غرائب القران پ30 :98)

"مفسرین کی اکثریت کی رائے یہ ہے کہ والد سے مراد حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام اور ولد سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ گویا اللہ تعالیٰ نے پہلے آپ کے شہر کی قسم کھائی پھر آپ کے والد اور پھر آپ کی ذات اقدس کی"۔

علامہ بیضاوی رقمطراز ہیں۔

والوالد آدم او ابراهيم عليهما الصلوة والسلام وما ولد ذريته او محمد عليه الصلوة والسلام۔

"والد" سے مراد حضرت آدم اور حضرت ابراہیم علیہما الصلوٰۃ والسلام اور "وما ولد" سے اولاد یا حضور علیہ السلام مراد ہیں"۔

یہاں گردش نور کے بعد آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی ولادت کا ذکر ہے اور وہ بھی نہایت احسن اور پیارے انداز میں قسم اٹھا کر کیا گیا۔

(محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ، صفحہ 85 تا 89)

اعتراض :۔

منکرین میلاد کا بھان متی ٹولہ 12 تاریخ ربیع الاوّل شریف جو کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اس دنیا میں جلوہ گری یعنی ولادت باسعادت کا دن ہے اس پر بھی بڑا واویلا کر کے عوام الناس کے اندر بدگمانیاں پیدا کرتے ہوئے کہتا ہے۔

پہلا اٹھ کر اپن راگنی یوں گانا شروع کرتا ہے۔

رسول ﷺ کی پیدائش کی رات قطعی طور پر معلوم نہیں ہے، بلکہ بعض عصری علوم کے ماہرین کی تحقیق یہ ہے کہ وہ ربیع الاوّل کی نویں رات ہے، اس کی بارہویں رات نہیں، بنابریں ربیع الاوّل کی بارہویں تاریخ کو آپ ﷺ کے یوم پیدائش کا جشن منانا تاریخی اعتبار سے بے اصل و بنیاد ہے۔ (جشن میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت، ص 17)

دوسرا اٹھ کر یوں دروغ گوئی کرتا ہے۔

علماء اور مورخین کے ایک بڑے طبقے کے نزدیک تاریخ ولادت 9ربیع الاول اور تاریخ وفات 12ربیع الاول ہے۔جبکہ دوسرا طبقہ تاریخ ولادت اور تاریخ وفات 12 ربیع الاول کا قائل ہے۔(عید میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت،ص9)

تیسرا اٹھ کر یوں منطق جھاڑتا ہے۔

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ علماء کرام کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ پیدائش میں اختلاف پایا جاتا ہے اس میں کئی قول ہیں دو ربیع الاول آٹھ ربیع الاول دس ربیع الاول بارہ ربیع الاول رمضان المبارک ہمارے علم کے لیے علماء کا یہی اختلاف ہی کافی ہے۔(جشن عید میلاد النبی جیسی بدعات کو اچھا سمجھنے والے کا ردّ، ص3) ______ اس امت کے سلف علماء کرام تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے دن کا قطعی فیصلہ نہ کرسکے چہ جائیکہ وہ جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مناتے۔(ص:4)

چوتھا اٹھ کر یوں لن ترانی کرتا ہے۔

ہیئت دانوں، مؤرخوں اور سیرت نگاروں نے صحیح ترین تاریخ ولادت ۹ /ربیع الاول عام الفیل 20/اپریل بروز پیر کو ہی قرار دیا ہے۔(صحیح تاریخ ولادت مصطفیٰ ﷺ، ص8، ابو عدنان محمد منیر قمر نواب الدین) ______ کسی نے دو ربیع الاول کہا ہے، کسی نے آٹھ، کسی نے دس، کسی نے بارہ، کسی نے سترہ اور کسی نے اٹھارہ اور بعض نے بائیس ربیع الاول کا اور دوسرا آٹھ ربیع الاول کا۔(ص:11) ______ اس سب تفصیل سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کی پیدائش 12/ربیع الاوّل کو نہیں، بلکہ صحیح تاریخ 9/ربیع الاوّل ہے۔(ص:12) ______ آپ ﷺ کی وفات ضرور 12/ربیع الاوّل کو ہوئی تھی۔ (ص:12) ہمارے بھائی جس تاریخ کو خوشیاں مناتے ہیں، وہ نبی کریم ﷺ کا یوم پیدائش نہیں۔ بلکہ یوم وفات ہے۔اور چند سال پہلے بلکہ آج تک بارہ وفات کے نام سے مشہور ہے تو وفات سرور کائنات ﷺ پر خوشیاں؟ایں چہ بوالعجبی است؟(ص:13)

پانچواں اٹھ کر ہذیانی کیفیت میں یوں چیخنا چلانا شروع کرتا ہے۔

یہ بات جو زبان زد عام و خواص ہو گئی ہے کہ 12/ربیع الاول تاریخ ولادت اور 12/ربیع الاول ہی تاریخ وفات ہے یہ بالکل غلط ہے۔ (جشن ربیع الاول محبت کے آئینہ میں، ص6، از رشید احمد) ____ اگر پیچھے لوٹ کر گزشتہ چودہ سو سال کا حساب لگانا مشکل کام ہے تو چلئے بالکل مختصر سا حساب بتاتا ہوں اس پر پوری دنیا کا اجماع ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری حج جمعہ کے دن 9/ذی الحجہ کو ہوا سو اس سے 63 سال پہلے کا حساب کر لیا جائے تو پیر کے دن 12/ ربیع الاول کسی صورت نہیں بنتی۔ (ص:7) ________ وفات کا حساب، سو یہ تو اس سے بھی زیادہ آسان ہے، ولادت میں تو 63 سال پیچھے جانا پڑتا ہے اس میں صرف 3 مہینے کا حساب ہے ____ ذی الحجہ کی نویں تاریخ جمعہ کے دن تھی اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک صرف 3 چاند بنتے ہیں محرم، صفر، ربیع الاول ____ تینوں چاند 30 کے لگایں تو پیر کے دن 12 ربیع الاول نہیں بنتی۔ تینوں چاند 30 کے لگالیں تو نہیں بنتی ____ ثابت ہوا کہ وفات کی تاریخ جو 12 ربیع الاول مانی جاتی ہے یہ بھی بالکل غلط ہے۔ (ص:8) ________ صحابہ کرم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دور ہیں یہ عید میلاد النبی نہیں تھی اور اس طریقے سے جلسے جلوس نہیں نکالے جاتے تھے، ایصال ثواب کے نام سے دعوتیں نہیں اڑائی جاتی تھیں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دور میں اگر عید میلاد اسی طرح منائی جاتی تھی تو سوچئے پھر کیا اس کی تاریخ کے بھول جانے کا کوئی امکان تھا۔ (ص:9) ________ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو ولادت و وفات کی تاریخ بھول گئے تو کیا اس کا سبب ان کی محبت میں کمی تھا؟ کبھی نہیں یہ بات تو کوئی سوچ بھی نہیں سکتا، پھر دوسری وجہ کیا ہو سکتی ہے؟ کیا حافظے ان کے کمزور تھے؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حافظے کمزور نہیں تھے ____ اصل وجہ یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے سب سے زیادہ جس چیز کی حفاظت کا اہتمام فرمایا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مرمودہ احکام تھے۔ (ص:14-18) ______________ ولادت کی صحیح تاریخ تھی 8 مگر یہ میلاد منا رہے ہیں 12 کو ____ میں نے یہ صحیح تاریخ اس لئے بتا دی کہ مجھے یقین ہے کہ ان شاء اللہ تالیٰ اس تاریخ میں کوئی ہنگامہ نہیں کرے گا، اگر یہ خطرہ ہوتا کہ اس میں بھی کوئی کرنے لگے گا تو میں نہ بتاتا۔ (ص:22) ______________ اب تک تین چیزوں کا بیان ہوا (1)۔ 12/ربیع الاول کی تاریخ نہ تاریخ ولادت ہے نہ تاریخ وفات۔ (2) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ

عنہم کے دور میں ہنگامے نہیں تھے، اگر ہوتے تو صحیح تاریخ کا بھولنا ممکن نہ ہوتا۔(3) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے صحیح تاریخ اس خطرے کے پیش نظر محفوظ نہ فرمائی کہ لوگ اس میں بدعات و خرافات کے ہنگامے کریں(ص:27) ________ ایسے مواقع پر ہم نیت کا ثواب حاصل کرتے رہتے ہیں اگر ہمیں مل گئی حکومت تو ان شاء اللہ مار مار کر ان (میلاد والے) لوگوں کا دماغ درست کریں گے۔(پھر حاشیہ میں لکھا ہے) اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے یہ دعاء بہت جلد قبول فرمائی اور بے دینوں کی سرکوبی کے لئے افغانستان میں امیر المؤمنین ملا عمر پیدا فرما دیئے۔(ص:22)

چھٹا اٹھ کر دلی خباثت کا یوں اظہر کرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ پیدائش کے بارے میں جو یہ بیان کیا جاتا ہے کہ بارہ ربیع الاول ہے، تو یہ ایسی بات ہے جسے محدثین، محققین نے رد کیا ہے۔(عید میلاد النبی ﷺ اور ہم، ص 52، عادل سہیل ظفر) ______ تاریخ ولادت کے بارے میں جتنے بھی اقوال ہیں سب کے سب علم مصطلح الحدیث کی کسوٹی پر عیب دار ہیں، سوائے اُس روایت کے جو امام مالک نے صحیح سند سے نقل کی ہے اور وہ روایت بتاتی ہے کہ تاریخ ولادت آٹھ ربیع الاول ہے۔(ص:52) ______ ایک مزے کی بات جو کہ ابن خلکان نے مظفر الدین الکوکبری ابوسعید کے بارے میں بیان کی کہ ایک سال آٹھ ربیع الاول کو اور ایک سال بارہ ربیع الاول کو میلاد کیا کرتا تھا کیونکہ یہ دو مختلف روایات ہیں۔(ص:52-53)

ساتواں اٹھ کر یوں زہر افشانی کرتا ہے۔

تاریخ ولادت میں تو اختلاف ہے بعض 9/ربیع الاول بتاتے ہیں بعض ۸/ربیع الاول، اور مشہور 12/ربیع الاول۔ لیکن اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف 12/ربیع الاول ہی کو ہوئی۔ گویا ہم نے جشن عید کے لیے دن بھی تجویز کیا تو وہ جس میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے داغِ مفارقت دے گئے۔ اگر کوئی ہم سے یہ سوال کرے کہ تم لوگ جشن عید آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت طیبہ پر مناتے ہو یا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خوشی میں؟ (نعوذ باللہ) تو شاید ہمیں اس کا جواب دینا بھی مشکل ہوگا۔(کیا صلوٰۃ وسلام اور محفل میلاد بدعت ہے؟، ص 50، از نعمان محمد امین)

آٹھواں اٹھ کر سب کے منہ پر یوں زور دار طمانچہ مارتے ہوئے کہتا ہے۔

آپ کا زمانہ پیدائش، مشہور ترین اور صحیح ترین روایت کی بناء پر 12 ربیع الاول عام الفیل مطابق اگست 570ء ہے۔(مسئلہ میلاد اسلام کی نظر میں، ص32، از ابی بکر جابر الجزائری، ترجمہ محمد غیاث الدین مظاہری)

جواب :۔

قارئین کرام !آپ نے معترض لوگوں کی بھانت بھانت کی بولیاں ملاحظہ فرمائیں کہ یہ معترض لوگ خود نہ تاریخ پیدائش پر متفق ہیں نہ ہی تاریخ وفات پر بلکہ ہر کوئی اپنی نرالی بولی بول کر اپنا دعویٰ صحیح ثابت کر کے دوسرے کو جھوٹا ثابت کرنے کی کوشش میں لگا ہوا۔جبکہ سلف صالحین نے 12/تاریخ پر اجماع کیا ہوا اور اسی دن عید میلاد مناتے چلے آرہے ہیں۔آٹھویں معترض کے مطابق بھی پیدائش کی مشہور ترین اور صحیح ترین روایت 12/ربیع الاوّل ہی ہے۔لہٰذا انہیں کے معترض نے یہ مسئلہ حل کر دیا کہ صحیح ترین تاریخ 12/ربیع الاوّل ہی ہے۔اب آپ خود سوچیۓ کہ میلاد النبی ﷺ کی دشمنی میں یہ لوگ کیسے کیسے حربے استعمال کرتے ہیں۔بلکہ ایک معترض تو کہتا ہے کہ ہماری حکومت ہو جائے تو ہم ان میلادی لوگوں کا دماغ درست کر دیں اور حاشیہ میں لکھ ڈالا کہ صاحب مصنف (مفتی رشید احمد) کی دعا بہت جلد قبول ہو گئی اور بے دینوں (اہل سنت) کی سر کوبی کے لئے افغانستان میں امیر المومنین ملا عمر پیدا فرما دیئے۔یہ ان لوگوں کی اندرونی خباثت و منافقت ہے جو آپ نے ملاحظہ فرمائی کہ یہ لوگ اندر سے کس قدر حسد کا مادہ لئے ہوئے ہیں اور ان کے عزائم اہل سنت کے متعلق کیا ہیں؟ بہر کیف خود ساختہ امیر المومنین کا جو انجام ہوا وہ سب جانتے ہیں ہمیں اس سے بحث نہیں۔

آیئے ہم تاریخ ولادت کے متعلق روشنی ڈالتے ہیں اوران شکوک و شبہات کو رفع کرتے ہیں جو منکرین میلاد اپنے مذموم مقاصد کے لئے پیش کرتے ہیں۔

تاریخ ولادت کے سلسلے میں سات روایات ملتی ہیں۔ مگر جمہور کا اس 12 ربیع الاول کی تاریخ پر اتفاق ہے۔اور جس پر جمہور کا اجماع ہو جائے اُس سے پھر جانا گمراہی و بیدینی ہے۔تاریخ ولادت پر علمائے سلف کیا کہتے ہیں ملاحظہ فرمایئے۔

امام احمد بن محمد بن ابی بکر الخطیب القسطلانی الشافعی رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ

شیخ المؤرخین حضرت امام احمد بن محمد بن ابی بکر الخطیب القسطلانی الشافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

مختلف تاریخوں کا اختلاف بتانے کے دوران فرماتے ہیں کہ بارہویں ربیع الاول کے قول پر اہل مکہ کا عمل ہے ، وہ لوگ اس تاریخ کو آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیدا ہونے کی جگہ کی زیارت کرتے ہیں۔

(سیرۃ محمدیہ ترجمہ مواہب لدنیہ، جلد اول، صفحہ 97)

مزید فرماتے ہیں۔

مشہور قول یہ ہے کہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پیر کے دن بارہویں ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔یہ قول ابن اسحٰق کا ہے۔

(سیرۃ محمدیہ ترجمہ مواہب لدنیہ، جلد اول، صفحہ 97)

امام ابن جریر طبری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

جو فقید المثال مفسر، بالغ نظر مؤرخ بھی ہیں وہ اس بارے میں لکھتے ہیں۔

ولد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم یوم الاثنین عام الفیل لاثنتی عشرۃ لیلۃ مضت من شھر ربیع الاول۔

”رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت سوموار (پیر) کے دن ربیع الاوّل شریف کی بارہویں تاریخ کو عام الفیل میں ہوئی“۔

(تاریخ طبری، جلد 2 صفحہ 125) بحوالہ (ضیاء النبی ﷺ، جلد 2 صفحہ 33)

علامہ ابن خلدون رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

جو علم تاریخ اور فلسفہ تاریخ میں امام تسلیم کئے جاتے ہیں۔ بلکہ فلسفہ تاریخ کے موجد بھی ہیں وہ لکھتے ہیں۔

ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من ربیع الاول لاربعین سنۃ من ملک کسری انوشیروان۔

”رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت عام الفیل کو ماہ ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ کو ہوئی۔ نوشیرواں کی حکمرانی کا چالیسواں سال تھا“۔

(تاریخ ابن خلدون، جلد 2 صفحہ 710) بحوالہ (ضیاء النبی ﷺ، جلد 2 صفحہ 33)

علامہ ابن ہشام رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

مشہور سیرت نگار علامہ ابنِ ہشام (متوفی 213ھ) عالم اسلام کے سب سے پہلے سیرت نگار امام محمد بن اسحاق سے اپنی السیرۃ النبوۃ میں رقمطراز ہیں۔

ولد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من شھر ربیع الاوّل عام الفیل۔

"رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سوموار (پیر) بارہ ربیع الاوّل کو عام الفیل میں پیدا ہوئے"۔

(السیرۃ النبویہ ابن ہشام، جلد1 صفحہ 171) بحوالہ (ضیاء النبی ﷺ، جلد 2 صفحہ 33-34) ☆
(سیرت ابن ہشام اردو، جلد 1 صفحہ 108)

علامہ ابوالحسن علی بن محمد الماوردی

جو علم سیاست کے ماہرین میں سے ہیں اور جن کی کتاب الاحکام السلطانیہ آج بھی علم سیاست کے طلبہ کے لئے بہترین ماخذ ہے۔ اپنی کتاب اعلام النبوۃ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

لانه ولد بعد خمسين يوما من الفيل وبعد موت ابيه فى يوم الاثنين الثانى عشر من شهر ربيع الاوّل.

واقعہ اصحاب فیل کے پچاس روز بعد اور آپ کے والد کے انتقال کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام بروز سوموار بارہ ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے۔

(اعلام النبوۃ، صفحہ 192) بحوالہ (ضیاء النبی ﷺ، جلد 2 صفحہ 34)

پیر محمد کرم شاہ الازہری علیہ الرحمہ ان مذکورہ بالا اصحاب کے متعلق فرماتے ہیں۔

علوم قرآن و سنت اور فن تاریخ کے یہ وہ جلیل القدر علماء ہیں جنہوں نے بارہ ربیع الاوّل کو یوم میلاد مصطفےٰ علیہ اطیب التحیہ والثنا تحریر کیا ہے اور دیگر اقوال کا ذکر تک نہیں کیا۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک صحیح اور معتمد علیہ یہی ہے۔

سیرت نگار محمد الصادق

دورِ حاضر کے سیرت نگار محمد الصادق ابراہیم عرجون، جو جامعہ ازہر مصر کے کلیتہ اصول الدین کے عمید رہے ہیں تحریر فرماتے ہیں۔

وقد صح من طرق کثیرة ان محمدا علیه السلام ولد یوم الاثنین لاثنتی عشرة مضت من شهر ربیع الاوّل عام الفیل فی زمن کسری انو شیروان یقول اصحب التوفیقات التاریخیة ان ذلك یوافق الیوم المکمل للعشرین من شهر اغسطس 570ء بعد میلاد المسیح علیه السلام۔

"کثیر التعداد ذرائع سے یہ بات صحیح ثابت ہو چکی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بروز دوشنبہ بارہ ربیع الاوّل عام الفیل کسریٰ نوشیرواں کے عہد حکومت میں تولد ہوئے اور ان ان علماء کے نزدیک جو مختلف سمتوں کی آپس میں تطبیق کرتے ہیں انہوں نے عیسوی تاریخ میں 20 اگست 570ء بیان کی ہے"۔

(محمد رسول اللہ، جلد1، صفحہ 102) بحوالہ (ضیاء النبی ﷺ، جلد 2 صفحہ 34۔35)

علامہ محمد رضا

جو قاہرہ یونیورسٹی کی لائبریری کے امین تھے انہوں نے اپنی کتاب محمد رسول اللہ میں لکھا ہے۔

ولد النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فجر یوم الاثنین لاثنتی عشرة لیلة مضت من ربیع الاوّل عشرین اغسطس 570ء واهل مکة یزورون موضع مولده فی هذا الوقت۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سوموار کی دن فجر کے وقت ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ کو بمطابق بیس اگست 570ء عیسوی پیدا ہوئے۔ اہل مکہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مقام ولادت کی زیارت کے لئے اِسی تاریخ کو جایا کرتے ہیں۔

(محمد رسول اللہ، جلد2، صفحہ 19) بحوالہ (ضیاء النبی ﷺ، جلد 2 صفحہ 35)

مذکورہ بالا حضرات وہ ہیں جنہوں نے 12/ربیع الاوّل کا قول درج کیا ہے دیگر قول درج نہیں کیئے ہیں۔

چند دوسرے مختلف قول بھی پیش کرتے ہیں ملاحظہ کیجئے۔

علامہ ابن جوزی علیہ الرحمۃ

علامہ ابن جوزی، میلاد مصطفیٰ علیہ اطیب التحیہ والثنا کی تاریخ کے بارے میں اپنی تحقیق یوں قلمبند فرماتے ہیں۔

ولد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم الاثنین لعشر خلون من ربیع الاوّل عام الفیل وقیل للیلتین خلتا منہ قال ابن اسحاق ولد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم الاثنین عام الفیل لاثنتی عشرۃ لیلۃ مضت من شہر ربیع الاوّل۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت بروز سوموار دس ربیع الاوّل کو عام الفیل میں ہوئی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ربیع الاوّل کی دوسری تاریخ تھی اور امام ابن اسحاق فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ روز دوشنبہ بارہ ربیع الاوّل عام الفیل کو ہوئی۔

(الوفا ابن جوزی، صفحہ 90) بحوالہ (ضیاء النبی ﷺ، جلد 2 صفحہ 35-36)

امام الحفاظ ابوالفتح محمد بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن یحییٰ بن سید الناس الشافعی الاندلسی علیہ الرحمۃ

امام الحفاظ ابوالفتح محمد بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن یحییٰ بن سید الناس الشافعی الاندلسی علیہ الرحمۃ اپنی سیرت کی کتاب "عیون الاثر" میں تحریر فرماتے ہیں۔

ولد سیدنا ونبینا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ لیلۃ مضت من شھر ربیع الاوّل عام الفیل قیل بعد الفیل بخمسین یوما۔

"ہمارے آقا اور ہمارے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سوموار کے روز بارہ ربیع الاوّل شریف کو عام الفیل کو پیدا ہوئے۔ بعض نے کہا ہے کہ واقعہ فیل کے پچاس روز بعد حضور (ﷺ) کی ولادت ہوئی"۔

اس کے بعد انہوں نے ربیع الاوّل کی دو اور آٹھ تاریخ کے قول نقل کئے ہیں۔

(عیون الاثر، جلد 1 صفحہ 26) بحوالہ (ضیاء النبی ﷺ، جلد 2 صفحہ 36)

علامہ نورالدین عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمۃ

علامہ نورالدین عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

ولادت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بتاریخ 12/ربیع الاوّل بروز پیر، واقعہ فیل سے پچپیں دن بعد ہوئی۔

(شواہد النبوت، صفحہ 52)

علامہ اسماعیل ابن کثیر

علامہ ابن کثیر اس موضوع پر یوں داد تحقیق دیتے ہیں۔

ولد صلوات الله عليه وسلامه يوم الاثنين بما رواه مسلم في صحيحه من حديث غيلان بن جرير عن ابي قتادة ان اعرابيا قال يارسول الله ما تقول في صوم يوم الاثنين فقال ذاك يوم ولدت فيه وانزل على فيه۔

"حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سوموار کے روز ہوئی۔ امام مسلم نے اپنی صحیح میں غیلان بن جریر کے واسطہ سے ابی قتادہ سے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی نے عرض کی یارسول اللہ سوموار کے روزے کے بارے میں حضور (ﷺ) کیا فرماتے ہیں۔ حضور (ﷺ) نے فرمایا یہ وہ دن ہے جس میں میری ولادت ہوئی۔ یہ وہ دن ہے جس میں مجھ پر وحی نازل ہوئی"۔

اس کے بعد علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ :۔

حضرت ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے منقول ہے آپ فرمایا کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت بھی سوموار کے دن، بعثت بھی سوموار کے دن، مکہ سے ہجرت بھی سوموار کے دن، مدینہ طیبہ تشریف آوری بھی سوموار کے دن اور دار فانی سے انتقال بھی سوموار کے دن اور جس روز حضور (ﷺ) نے حجر اسود اٹھا کر دیوار کعبہ میں رکھا تھا وہ بھی سوموار کا دن تھا۔

پھر فرماتے ہیں کہ جنہوں نے تاریخ ولادت بروز جمعہ سترہ ربیع الاوّل بتائی ہے وہ بالکل غلط اور بعید از حق ہے۔

ثم الجمهور على ان ذلك كان في شهر ربيع الاوّل۔

"کہ جمور کا مذہب یہ ہے کہ ولادت باسعادت ماہ ربیع الاوّل میں ہوئی"۔

بعض نے اس ماہ کی دو تاریخ، بعض نے آٹھ تاریخ اور بعض نے دس تاریخ بتائی ہے۔آٹھ تاریخ کا قول ابن حزم سے منقول ہے اور الحافظ الکبیر محمد بن موسیٰ الخوازمی نے اس کی تصحیح کی ہے۔ بعض نے اس ماہ کی بارہ تاریخ کو متعین کیا ہے ابن اسحاق نے یہی قول لکھا ہے۔ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں یہی تاریخ روایت کی ہے۔

رواہ ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ عن عفان عن سعید بن میناء عن جابر وابن عباس انہما قالا ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل یوم الاثنین الثانی عشر من شہر ربیع الاوّل وفیہ بعث وفیہ عرج بہ الی السمآء وفیہ ھاجر وفیہ مات وھذا ھوالمشھور عند الجمھور واللہ اعلم بالصواب۔

"حضرت جابر اور ابن عباس دونوں سے مروی ہے کہ انہوں کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام الفیل روز دوشنبہ بارہ ربیع الاول کو پیدا ہوئے اور اسی روز حضور (ﷺ) کی بعثت ہوئی۔ اسی روز معراج ہوا اور اسی روز ہجرت کی۔ اور جمہور اہل اسلام کے نزدیک یہی تاریخ بارہ ربیع الاوّل مشہور ہے۔ واللہ اعلم بالصواب"۔

(سیرت ابن کثیر، جلد1 صفحہ 199) بحوالہ (ضیاء النبی ﷺ ، جلد2 صفحہ 37)

پیر محمد کرم شاہ الازہری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

اس کے پہلے راوی ابو بکر بن ابی شیبہ ہیں ان کے بارے میں ابوزرعہ رازی متوفی 264ھ کہتے ہیں کہ میں نے ابو بکر بن شیبہ سے بڑھ کر حافظ حدیث نہیں دیکھا۔ محدث ابن حبان فرماتے ہیں ابو بکر عظیم حافظ حدیث تھے۔ دوسرے راوی عفان ہیں ان کے بارے میں محدثین کی رائے ہے کہ عفان ایک بلند پایہ امام ثقہ صاحب ضبط واتقان ہیں تیسرے راوی سعید بن میناء ہیں ان کا شمار بھی ثقہ راویوں میں ہوتا ہے۔ یہ

صحیح الاسناد روایت دو جلیل القدر صحابہ حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

مرفوع روایت کی موجودگی میں کسی مؤرخ یا ماہر فلکیات کا یہ کہنا کہ بارہ ربیع الاوّل تاریخ ولادت نہیں۔ہر گز قابل تسلیم نہیں۔

مولانا سید عبدالقدوس ہاشمی عالم دین ہونے کے علاوہ فن تقویم میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے انہوں نے اس فن پر ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام تقوم تاریخی ہے ان کے نزدیک بھی صحیح تاریخ ولادت بارہ ربیع الاوّل ہے۔

(ضیاء النبی ﷺ ،جلد 2 صفحہ 38)

امام بخاری، امام مسلم وغیرہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی الہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لاتصوموا حتی تروالهلال ولاتفطروا حتی تروه فان غم علیکم فاقدروالہ۔

ترجمہ:۔جب تک چاند دیکھ نہ ، لو روزنہ نہ رکھو اور جب تک چاند دیکھ نہ لو رروزے نہ چھوڑو، اورا گرابر ہو تو مقدار پوری کرو۔(بخاری و مسلم)

دیکھو آج ماہر فلکیات ، محکمہ موسمیات والے اپنے حساب وکتاب سے بتا دیتے ہیں کہ آج چاند نکلے گا یا نہیں نکلے گا۔اور یہ بھی کہ ان حضرات نے اپنے اصول کی بنیادپر پورے سال کے کلینڈر تک بنا ڈالے۔مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چاند دیکھ کر روزہ رکھواور چاند دیکھ کر روزے چھوڑ دوا گرابر ہو تو مقدار پوری کردو۔

اب اگرماہر فلکیات یہ کہتے ہیں کہ جناب موسم ابر آلود ہونے کی وجہ سے ہمارے حساب وکتاب اور زائچہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مہینے کا چاند 29 کا ہے لہٰذا

مسلمان کل عید منالیں۔ کیا ان کی تاریخ وحساب کتاب کا اعتبار کیا جائے گا اگرچہ ممکن ہو صحیح ہوں؟۔ ہر گز نہیں کیونکہ آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ کا فرمان تو یہ ہے کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھو کر روزے چھوڑ دو تو یقیناً چاند کے دیکھنے کا اعتبار ہے نہ کہ ان لوگوں کے اقوال پر جو تاریخ وزائچہ پر عامل ہیں۔ ایسے ہی یہ سمجھ لو کہ جب جمہور اس بات کے قائل ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کی تاریخ 12 ربیع الاوّل ہے اور اسی تاریخ پر ان کا عمل ہے تو میلاد شریف کو روکنے کیلئے مختلف حیلے بہانے بنا کر یہ کہنا کہ تاریخ دانوں نے جو تاریخ ولادت کی نکالی ہے وہ بارہ ربیع الاوّل نہیں ہے بلکہ کوئی اور تاریخ ہے بے سود ولاحاصل ہے۔ کیونکہ 12/تاریخ پر سلف صالحین کا عمل ہے۔

امام محمد ابوزہرہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی سیرت کی کتاب خاتم النبیین میں اس مسئلہ کی یوں وضاحت فرماتے ہیں۔

الجمهرة العظمى من علماء الرواية على ان مولده عليه الصلوٰة والسلام فى ربيع الاوّل من عام الفيل فى ليلة الثانى عشر منه وقد وافق ميلاده بالسنة الشمسية نيسان (اغسطس)

"علماء روایت کی ایک عظیم اکثرت اس بات پر متفق ہے کہ یوم میلاد عام الفیل، ماہ ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ ہے"۔

(خاتم النبیین، جلد 1 ص 115) بحوالہ (ضیاء النبی ﷺ، جلد 2 صفحہ 40)

اس کے بعد انہوں نے دوسرے اقوال بھی ذکر کیے ہیں لیکن ان پر بدیں الفاظ تبصرہ فرمایا ہے۔

ولولا ان هذه الرواية ليست هى المشهورة لاخذنا بها ولكن علم الرواية لايدخل الترجيح فيه بالعقل۔

''کہ جمہور علماء کے قول کے مقابلے میں یہ روایتیں مشہور نہیں ہیں نیز علم روایت میں ترجیح کا دار و مدار عقل پر نہیں ہوتا بلکہ نقل پر ہوتا ہے''۔

(خاتم النبیین) بحوالہ (ضیاء النبی ﷺ ، جلد 2 صفحہ 40)

بر صغیر ہند کے شیخ الحدیث ، شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق کتاب ''مدارج النبوۃ'' میں تاریخ میلاد پر بحث کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

بداں کہ جمہور اہل سیرو تواریخ بر آنند کہ تولد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در عام الفیل بود از چہل روز یا پنجاہ و پنج روز و ایں قول اصح اقوال است مشہور آنست کہ در ربیع الاول بود و بعضے علماء دعوی اتفاق بریں قول نمودہ و دوازدھم ربیع الاول بود۔

''خوب جان لو کہ جمہور اہل سیر و تواریخ کی یہ رائے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش عام الفیل میں ہوئی اور واقعہ فیل کے چالیس روز یا پچپن روز بعد اور یہ دوسرا قول سب اقوال سے زیادہ صحیح ہے۔ مشہور یہ ہے کہ ربیع الاول کا مہینہ تھا اور بارہ تاریخ تھی۔ بعض علماء نے اس قول پر اتفاق کا دعویٰ کیا ہے۔ یعنی سب علماء اس پر متفق ہیں۔

(مدارج النبوۃ، جلد 2 صفحہ 15) بحوالہ (ضیاء النبی ﷺ ، جلد 2 صفحہ 41)

طبقہ مخالفین کے اقوال تاریخ ولادت پر

بارہ ربیع الاول شریف اتنی مشہور تاریخ ہو گئی ہے کہ مسلمانوں میں بارھویں شریف اس کا لقب مشہور ہو گیا ہے اور ہر صدی کے بڑے بڑے مشہور اکابر، بزرگ یہاں تک کہ بعض موقعوں پر خود دیوبندی، وہابی بزرگ بھی کسی بھی غرض سے بارہ ربیع الاول شریف میں عید میلاد النبی مناتے رہے۔ چنانچہ ماہ نامہ نقوش لاہور، ستمبر 1977ء کا اقبال نمبر کے صفحہ 493 پر لکھا ہے۔ بعنوان (عید میلاد النبی منانے کا اعلان 1935ء 22/ مئی کو اکابر اسلام نے نوعِ انسانی کو دعوت اتحاد دیتے ہوئے تمام کائنات میں 12/ربیع الاول 1354ھ کو یوم النبی منانے کی اپیل کی اس اپیل پر علامہ اقبال کے علاوہ مندرجہ ذیل اکابرین کے دستخط تھے۔ مولانا عبدالظاہر (امام و خطیب مسجد حرم مکہ معظّمہ) امام مولانا عبدالرزاق (امام مسجد حرم مکہ معظّمہ)۔ مولانا عبیداللہ سندھی (مکہ معظّمہ) یہ حضرت مشہور وہابی تھے۔ امیر سعید الجزائری (رئیس جمعیۃ الخلافہ شام) علامہ سید سلیمان ندوی لکھنؤ (یہ بھی سخت کٹر دیوبندی تھے) ان بزرگوں کے علاوہ اس عید میلاد النبی میں، مصر، قاہرہ، شام، جنیوا، علی گڑھ، لاہور، مدراس، لندن، افغانستان، کابل، بیروت، بیت المقدس، ایران، پشاور، ملتان وغیرہ سے کثیر تعداد میں علما اور دانشوروں کا اجتماع ہوا اس محفل میلاد کی تقریروں، اپیلوں کا خلاصہ کچھ اس طرح ہے۔ ہم نہایت ہی خلوص و احترام سے تمام بنی نوع انسان کو عید اتحاد میں شریک ہونے کی دعوت دیتے ہیں۔ اور اپیل کرتے ہیں کہ بارہ ربیع کو تمام کائنات کی آبادیوں میں سیرت النبی کے عنوان پر متحدہ جلسے کیے جائیں۔ (الخ) ہماری دعا ہے کہ خداوند پاک اس بین الاقوامی عید کو نسلِ انسانی کے لیے باعثِ برکت بنائے۔

(العطایا الاحمدیہ فی فتاویٰ نعیمیہ، جلد 3 صفحہ 15)

عبداللہ بن محمد عبدالوہاب نجدی

عبداللہ بن محمد عبدالوہاب (نجدی) نے اپنی سیرت کی کتاب ''مختصر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم'' میں حضور اکرم کی ولادت باسعادت کی تاریخ 12 ربیع الاول ہونے کا تذکرہ اس طرح کیا ہے۔

ولد علیه السلام یوم الاثنین لثمان خلون من ربیع الاول، اختاره وقیل لعشرة منه وقیل لاثنتی عشرة خلت منه۔

(ترجمہ):۔''رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ربیع الاول کی آٹھ تاریخ کو تولد ہوئے۔ بعض نے اس تاریخ کو اختیار کیا ہے اور کہا گیا ہے ربیع الاول شریف کی دس تاریخ کو اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ربیع الاول کے بارہویں روز''۔

(کنزالخطیب، صفحہ 36)

مفتی محمد شفیع دیوبندی

دیوبندی مفتی اعظم مفتی محمد شفیع رقمطراز ہیں۔

الغرض جس سال اصحاب فیل کا حملہ ہوا اس کے ماہ ربیع الاوّل کی بارھویں تاریخ کے انقلاب کی اصل غرض آدم اولاد آدم کا فخر، کشتی نوح کی حفاظت کا راز، ابراہیم کی دُعا، موسیٰ و عیسیٰ کی پیش گوئیوں کا مصداق یعنی ہمارے آقائے نامدار محمد رسول اللہ ﷺ رونق افزائے عالم ہوتے ہیں۔

(سیرت خاتم الانبیاء صفحہ 18) بحوالہ (ضیاء النبی ﷺ، جلد 2 صفحہ 38)

نواب محمد صدیق حسن خان بھوپالی

اہلحدیث کے مشہور عالم نواب محمد صدیق حسن خان لکھتے ہیں۔

ولادت شریف مکہ مکرمہ میں وقت طلوع فجر روز دو شنبہ دوازدہم (12) ربیع الاوّل عام الفیل کو ہوئی جمہور کا یہی قول ہے۔ ابن جوزی نے اس سے اتفاق کیا ہے۔

(اشمامۃ العنبریہ مولد خیر البریہ صفحہ، 7) بحوالہ (ضیاء النبی ﷺ، جلد 2 صفحہ 38)

پیر محمد شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ منکرین میلاد لوگوں کے شکوک وہ شبہات کا ازالہ فرماتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔

برصغیر کے پاک وہند کے بعض سیرت نگاروں نے محمود پاشا فلکی کے حوالے سے لکھا ہے کہ بارہ (12) ربیع الاول کو پیر کا دن نہیں تھا بلکہ پیر کا دن نو(9) ربیع الاول کو بنتا ہے۔ لہٰذا نو(9) تاریخ صحیح ہے۔ لیکن دلچسپ صورت حال یہ ہے کہ ان لوگوں کو محمود پاشا کے اصلی وطن کا بھی حتمی علم نہیں۔ علامہ شبلی نعمانی اور قاضی سلیمان منصورپوری نے محمود پاشا کو مصر کا باشندہ لکھا ہے مفتی محمد شفیع صاحب انہیں مکی لکھتے ہیں۔ مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی نے انہیں قسطنطنیہ کا مشہور ہیئت دان اور منجم بتایا ہے محمود پاشا فلکی نے اگر علم فلکیات کی مدد سے کچھ تحقیقات کی بھی ہیں صحابہ کرام تابعین اور دیگر قدماء کی روایات کو جھٹلانے کے لئے ان پر انحصار کرنا کسی طرح مناسب نہیں کیونکہ سائنسی علوم کی طرح فلکیات کی کوئی بات قطعی نہیں ہوتی۔

اس سلسلہ میں غور طلب امر یہ ہے کہ سن ہجری کا استعمال حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں شروع ہوا اور پہلی مرتبہ یوم الخمیس 20 جمادی الاولی 17ھ 12 جولائی 638ء کو مملکت اسلام میں اس کا نفاذ ہوا۔ اس کے بعد کا تاریخی ریکارڈ ملتا ہے لیکن اس سے پہلے کا تقویمی ریکارڈ دستیاب نہیں اور بعثت نبوی سے قبل عرب میں کوئی باقاعدہ کیلنڈر رائج نہیں تھا۔ عرب اپنی مرضی سے مہینوں میں ردوبدل کر لیا کرتے تھے

اور بعض اوقات سال کے تیرہ (13) یا چودہ (14) مہینے بنا دیا کرتے تھے۔ ضیاء القرآن میں ہے قمری سال کے بارہ مہینوں میں کَبِیسہ کا ایک اور مہینہ بڑھا دیا جاتا تھا ظاہر ہے کہ اعلان نبوت سے قبل نسیئی کی جاتی رہی لیکن ہمیں اس بات کا علم نہیں ہو سکتا کہ کس کس سال میں نسیئی کی گئی۔ (ضیاء القرآن، جلد 1 صفحہ 202 حاشیہ 60)

محمود پاشا سے قبل بھی کچھ لوگوں نے نجوم کے حسابات سے یوم ولادت معلوم کرنے کی کوشش کی۔ علامہ قسطلانی لکھتے ہیں اہل زیچ کا اس قول پر اجماع ہے کہ آٹھ (8) ربیع الاول کو پیر کا دن تھا اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جو شخص بھی علوم نجوم اور ریاضی کے ذریعہ حساب لگا کر تاریخ نکالے گا مختلف ہو گی۔ پس ہمیں قدیم سیرت نگاروں محدثین، مفسرین، تابعین اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی بات ماننا پڑے گی۔ مندرجہ بالا بحث سے ثابت ہو گیا کہ حضور پاک صاحب لولاک محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ علیہ التحیۃ والثنا 12 ربیع الاول عام الفیل پیر کے دن صبح کے وقت اس جہان ہست وبود میں اپنے وجود عنصری کے ساتھ تشریف لائے۔

(ضیاء النبی ﷺ، جلد نمبر 2 صفحہ 38-39)

ولادت کیلئے پیر کا انتخاب کیوں ہوا؟

امام المتکلمین مولانا شاہ نقی علی خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

اسی وجہ سے ولادت آپ (ﷺ) کی جمعہ کے دن اور ماہِ رمضان میں نہ ہوئی تاکہ لوگ آپ (ﷺ) کو مشرف بزماں نہ سمجھیں کہ ہمارے حضرت ایسے بزرگ دن اور مبارک مہینے میں پیدا ہوئے بلکہ آپ (ﷺ) کی ولادت سے زمانہ کو مشرف جانیں کہ روز جمعہ اگر سید الایام (سردار دنوں کا) اور ماہِ رمضان سید الشھور (سردار مہینوں

کا) ہے مگر پیر کا دن اور ماہِ ربیع الاوّل بھی متبرک ہے کہ روز وماہِ ولادت حضور (ﷺ) ہے۔

(سرور القلوب، صفحہ 19)

اعتراض:۔

منکرین میلاد کا بھان متی ٹولہ اور ان کے تقریباً جملہ اکابر میلاد شریف کو ناجائز و حرام ثابت کرنے کے لئے اس کی کڑیاں کہاں سے ملاتے ہیں اور یہاں تک دشمن ہوئے جس بادشاہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و عقیدت میں میلاد شریف کرایا اُس پر بہتان طرازیوں کے فسانے گھڑ کے بدنام کرنے کی کوشش کی گئی اور جن علماء کرام نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت میں میلاد شریف پر کتابیں لکھی اُن کی کردار کشی میں زمین و آسمان ایک کردیئے۔ قارئین کرام ان کی عبارات کے تیور خود ہی ملاحظہ فرمایئے۔

پہلا اٹھ کر یوں راگنی گانا شروع کرتا ہے۔

عام طور بر تھ ڈے (سالگرہ اور برسی) منانے اور خصوصاً نبی ﷺ کی بدعت عبیدیوں کے عہد میں (یعنی 362ھ میں) ظاہر ہوئی۔ (جشن میلاد النبی ﷺ کی تاریخی و شرعی شرعی حیثیت، ص 5، از عطاء الرحمٰن ضیاء اللہ)

دوسرا اٹھ کر یوں لن ترانی کرتا ہے۔

اس کا ایجاد بعد چھ سو سال کے ایک بادشاہ نے کیا اس کو اکثر اہل تاریخ فاسق لکھتے ہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ کامل، ص 228، از رشید احمد گنگوہی)

تیسرا اٹھ کر دل کے پھپھولے یوں پھوڑتا ہے۔

سب سے پہلے یہ جشن فاطمی خلفاء نے چوتھی صدی ہجری میں قاہرہ میں منایا اور انہوں نے میلاد کی بدعت ایجاد کی جس میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی میلاد، اور فاطمۃ

الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی میلاد، اور حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور خلیفہ حاضر کی میلاد، منانے کی بدعت ایجاد کی۔اور یہ میلادیں اسی طرح منائی جاتی رہیں حتی کہ امیر لشکر افضل نے انہیں باطل کیا۔(جشن عید میلاد النبی جیسی بدعات کو اچھا سمجھنے والے کا ردّ، ص4،از محمد صالح المنجد) ________ پانچ سو چوبیس ہجری میں دوبارہ شروع کیا گیا حالانکہ لوگ تقریباً اسے بھول چکے تھے۔اور سب سے پہلا شخص جس نے اربل شہر میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایجاد کی وہ ابوسعید ملک مظفر تھا جس نے ساتویں صدی ہجری میں اربل کے اندر جشن میلاد النبی منائی۔(ص:5) ________ (دوسرے کتابچے میں لکھتا ہے)۔اس عید کو تو باطنیہ میں سے بعض جاہل اور بدعتی لوگوں نے ایجاد کیا۔(عید میلاد النبی کے موقع پر تقسیم کردہ کھانے حکم، ص2،از محمد صالح المنجد) ________ ابن خلکان۔جب صفر شروع ہوتا تو وہ ان قبوں کو بیش قیمت اشیاء سے مزین کرتے، اور ہر قبہ میں مختلف قسم کے گروپ بیٹھ جاتے، ایک گروپ گانے والوں کا، اور ایک گروپ کھیل تماشہ کرنے والوں کا، ان قبوں میں سے کوئی بھی قبہ خالی نہ رہنے دیتے۔(ص:8) ________ ابن خلکان۔جب جشن میلاد میں ایک یا دو روز باقی رہتے تو اونٹ، گائے، اور بکریاں وغیرہ کی بہت زیادہ تعداد باہر نکالتے جن کا وصف بیان سے باہر ہے، اور جتنے ڈھول، اور گانے بجانے، اور کھیل تماشے کے آلات اس کے پاس تھے وہ سب ان کے ساتھ لا کر انھیں میدان میں لے آتے۔(ص:9) ________ ابن خلکان۔جب میلاد کی رات ہوتی تو قلعہ میں نماز مغرب کے بعد محفل سماع منعقد کرتا۔(ص:9) ________ اس بدعت کو ایجاد کرنے والا سب سے پہلا شخص ملک المظفر ابوسعید کوکبوری ہے جو چھٹی صدی کے آخر یا ساتویں صدی کے شروع میں اربل کا بادشاہ تھا۔(ص:7) ________ ابن کثیر۔اس جشن اور کھانے میں ملک مظفر پانچ ہزار بکرے اور دس ہزار مرغیاں بھون کر اور ایک لاکھ زبدیہ اور تیس ہزار حلوے کی پلیٹیں پیش کرتا۔(ص:8) ابن کثیر۔صوفیوں کے لیے ظہر سے فجر تک محفل سماع قائم کرتا اور ان کے ساتھ خود بھی رقص کرتا تھا۔(ص:8) ________ ابوشامہ کہتے ہیں: موصل میں اس کو منانے والا سب سے پہلا شخص عمر بن محمد ملا تھا جو صالحین میں سے ایک مشہور صالح تھا، اور اربل کے بادشاہ نے اس کی پیروی میں یہ جشن منایا تھا۔(ص:7) ________ ابن کثیر۔یہ شخص ربیع الاول میں میلاد النبی کا بہت بڑا جشن منایا کرتا تھا۔(ص:7)

چوتھا اٹھ کر یوں زہر افشانی کرتا ہے۔

علماء کی یہ تحقیق ہے کہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے کا آغاز 604ھ میں ہوا۔ دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم دور صحابہ رضی اللہ عنہم اور دور تابعین رضی اللہ عنہم میں یہ عید نہیں منائی جاتی تھی۔ (عید میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت، ص 6۔7،از محمد اشفاق حسین)__________ سب سے پہلے ملا عمر بن محمد نے شروع کی وہ موصل کا ایک بہت مشہور صوفی تھا مگر اسی ترویج اربل کے ایک بادشاہ ابوسعید کوکری کے ذریعہ ہوئی جو عراق کے شہر اربل کا ایک عیاش اور فضول خرچ بادشاہ تھا۔ (ص: 7)________ امام جلال الدین سیوطی رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اس بدعت کو سب سے پہلے اربل کے بادشاہ ابوسعید مظفر الدین کوکری نے ایجاد کیا۔ (ص: 7)_________ یہ محفل مولد اربل کے ایک فاسق و فاجر بادشاہ ابوسعید مظفر الدین کی پیدائش پر ایجاد کی گئی تھی۔ (ص: 7)__ ابن جوزی۔ وہ خود بھی دیگر شاعروں کے ہمراہ ظہر سے فجر تک محفل سماع میں حصہ لیا کرتا اور رقص کرتا تھا۔ (عید میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت، ص7)_______ ناصر فاکہانی۔ اربل کا بادشاہ ابوسعید مظفر الدین کوکری گانے بجانے والوں کو عید میلاد میں جمع کرتا تھا اور راگ ومزامیر سن کر خود بھی رقص کرتا تھا۔ (ص: 7)_______ حافظ ابن حجر عسقلانی۔ اربل کا بادشاہ ائمہ دین اور علماء سلف کی شان میں بہت گستاخی کرتا تھا، گندی زبان والا بے وقوف اور متکبر تھا۔ (ص8)

پانچواں اٹھ کر اپنے خبث باطن کا یوں اظہار کرتا ہے۔

جو چیز خیر سے بھرے ہوئے تین زمانے بلکہ اسلام کے پہلے چھ سو بچپیس (652) برس تک موجود نہ تھی، اُسے جائز وثواب قرار دینا شریعت سازی اور سِینہ زوری کے سوا کچھ نہیں۔ (صحیح تاریخ ولادت مصطفیٰ ﷺ، ص22، ابو عدنان محمد منیر قمر نواب الدین)______ بلکہ ساتویں صدی ہجری (625ھ) میں سلطان صلاح الدین ایوبی کے بہنوئی، اور موصل کے قریبی شہر اربل کے گورنر مظفر ابوسعید کوکبری نے اسے رواج دیا۔ (ص:23)_________ وہ محفل میلاد میں بھانڈ، مراثی، راگ ورنگ اور ناچنے والوں کو جمع کرنا، اور راگ سننا گانا باجا سن کر خود بھی ناچا کرتا تھا۔ (ص:23۔24)___________ اس میلاد کے جواز کا فتویٰ سب سے پہلے ملک مظفر کے عہد کے ایک مولوی شیخ ابوالخطاب ابن دحیہ نے ایک رسلے "التنویر فی مولد البشیر النذیر" میں دیا

ہے۔(ص:24)__________اس مولوی ''ابن دحیہ'' کو کبار علماء حدیث نے کذاب، نا قابل اعتبار، غیر صحیح النسب، بے تکی اور فضول باتیں کرنے والا قرار دیا ہے۔(ص:24)

چھٹا اٹھ کر اپنی کور باطنی کا یوں اظہار کرتا ہے۔

میلاد کی ابتداء: سب سے پہلے اسے قاہرہ کے اندر چوتھی صدی ہجری میں فاطمی خلفاء نے ایجاد کی انہوں نے چھ میلادیں ایجاد کیں پھر اسے افضل بن امیر الجیوش نے باطل قرار دیدیا پھر اسے فاطمی خلیفہ آمر بأحکام اللہ کے ہاتھوں پانسو چوبیس ہجری میں دوبارہ منایا جانے لگا جبکہ لوگ اسے بھول چکے تھے۔(دین میں بدعت اور عید میلادالنبی ﷺ، ص9، از عبدالعزیز بن سالم العمر)_______سب سے پہلے میلادالنبی کو اربل کے بادشاہ ملک مظفر کوکپوری نے ساتویں صدی ہجری میں ایجاد کیا۔(ص:10)

ساتواں اٹھ کر دلی خباثت کا یوں اظہار کرتا ہے۔

میلاد منانے کی بدعت سب سے پہلے فاطمیوں نے شروع کی وہ لوگ نئے سال کی عید، عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم، علی، فاطمہ، حسن، حسین رضی اللہ عنہم اجمعین، کی عید میلاد اور خلیفۂ وقت کی عید میلاد منایا کرتے تھے، اور اسکے علاوہ نصف رجب کی رات، شعبان کی پہلی اور آخری رات، رمضان کی پہلی، درمیانی، اور ختمِ قرآن کی رات، فتح خلیج کا دن، نوروز کا دن، غطاس کا دن، غدیر کا دن، یہ سب عیدیں اور راتیں وہ لوگ منایا کرتے تھے پھر ایک فاطمی شاہنشاہ آیا جس نے چار عیدیں میلاد کی بند کردیں۔ پھر المامون البطائحی نے خلیفہ الآمر باحکام اللہ کے دور میں ان میلادں کو دوبارہ چالو کیا۔، یہاں تک سلطان صلاح الدین الایوبی کی خلافت قائم ہوئی تو یہ تمام کی تمام عیدیں، میلادیں ،راتیں وغیرہ بند کردی گئیں، لیکن اربل کے حکمران مظفرالدین کوکبری ابوسعید نے جو سلطان صلاح الدین ایوبی کی بہن ربیع کا خاوند تھا اپنے ایک سرکاری مولوی عمر بن محمد موصلی کی ایما پر 650 ہجری میں دوبارہ اس بدعت کا آغاز کیا۔(عیدمیلاد النبی ﷺ اور ہم، ص48-49، عادل سہیل ظفر)______________کچھ مورخین عیدمیلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بدعت کا آغاز فاطمیوں کے دور سے نہیں بلکہ اربل کے حکمران الکوکبری کے دور سے ہونا زیادہ صحیح قرار دیتے ہیں۔(ص:49)_______تاریخی حوالے سے پتہ چلتا ہے کہ میلاد منانا مسلمانوں میں یہودیوں کے

روحانی پیروکار فرقے (الفاطمین) کی طرف سے داخل کیا گیا۔(ص:50)________اسلام کی اب تک کی تاریخ یعنی 1428 سالہ تاریخ میں سے ساڑھے چھ سو سال اس بدعت کی کوئی خبر نہیں دیتے۔(ص:51)

آٹھواں اٹھ کر اپنی قلبی نجاستوں کا یوں اظہار کرتا ہے۔

مجلس میلاد کے بانی کے طور پر جس کا نام لیا جاتا ہے اور مخالفین و موافقین سب نے تسلیم کیا ہے، وہ عمر ابن ملا محمد موصلی ہیں۔ جس نے تقریباً 206ھ میں دنیا میں سب سے پہلے ملک عراق کے شہر موصل میں مجلس میلاد کو ایجاد کیا۔(کیا صلوٰۃ وسلام اور محفل میلاد بدعت ہے؟،ص26،از نعمان محمد امین)________سب سے پہلے مجلس میلاد عمر ابن محمد نے موصل میں کیا اور اس کی پیروی سلطان اربل نے کی۔(ص:27) ________غرض آغاز اسلام کے چھ سو برس بعد مجلس میلاد کو جس نے سب سے پہلے ایجاد کیا وہ عمر ابن محمد تھا اور جس مقام پر ایجاد کیا وہ ملک عراق کا شہر موصل تھا۔(ص:27)________صاحب توضیح المرام۔ مجلس میلاد کو بادشاہ اربل اور عمر ابن ملا محمد نے ایجاد کیا ہے اور یہ دونوں اہل شریعت کے نزدیک ثقہ اور معتبر نہیں، کیونکہ کہ یہ دونوں گانا باجا سنتے تھے بلکہ بادشاہ اربل تو ناچتا بھی تھا۔(ص:28)________مجلس میلاد کو سب سے پہلے ایجاد کرنے والا (موجد) عمر ابن محمد موصلی اور اس کو رواج اور شہرت دینے والا (مروج) ملک معظم مظفر الدین ابو سعید کوکبوری اربلی اور مولود کی پہلی کتاب لکھنے والا (مصنف) عمر ابن حسن ابن دحیہ کلبی اندلسی تھے۔ نیز یہ بھی ظاہر ہو چکا ہے کہ سلطان اربل غیر مقلد تھا۔(ص:35)________الغرض! مجلس مولود کے پہلے موجد عمر ابن محمد موصلی اور پہلے مروج ملک معظم مظفر الدین ابو سعید کوکبوری اربلی اور مولود کی پہلی کتاب کے اول مصنف ابوالخطاب عمر ابن حسن ابن دحیہ کلبی اندلسی تینوں غیر مقلد تھے۔(ص:36)______اس عبارت سے دو باتیں واضح ہیں۔ ایک یہ کہ سلطان اربل فضول خرچ تھا اور دوسرا یہ وہ تقلید ائمہ کا مخالف تھا، جب ہی دوسروں کو ترک تقلید کا حکم دیتا تھا۔(ص:30)__________پہلے قلعۂ اربل میں دفن کیا گیا پھر حسب وصیت ایک سال بعد 631ھ/1234ء میں اس کا جنازہ مکہ شریف روانہ کیا گیا، وہاں اس نے عرفات کے نیچے اپنی زندگی میں ہی اپنے دفن ہونے لیے ایک قبہ بنوا رکھا تھا، مگر کسی وجہ سے جنازہ مکہ معظّمہ تک نہ پہنچ سکا اور

لوگوں نے واپسی میں مشہد کے قریب کوفہ میں سپرد خاک کر دیا۔(ص:26۔30)_____غرض سلطان اربل فضول خرچ تھا، طبلوں اور باجوں کے ساتھ گانے سنتا تھا، تقید آئمہ کا مخالف اور غیر مقلد تھا، غلط کار اور غیر ثقہ تھا۔ (ص:31)______جس مصنف نے مولود کی پہلی سب سے پہلی کتاب لکھی تھی اس کا نام ابوالخطاب ابن حسن ابن دحیہ کلبی اندلیس بلسنی ہے قاہرہ میں 621ھ میں جو دارالحدیث بنا تھا اس میں ابن دحیہ کسی وقت شیخ بھی تھے۔(کیا صلوٰۃ وسلام اور محفل میلاد بدعت ہے؟، ص31،از نعمان محمد امین)__________انہوں نے مولود کی جو کتاب لکھی تھی حسب تحریر ابن خلکان اس کا نام "التنویر فی مولد السراج المنیر" ہے۔بعض نے "التنویر فی مولد البشیر والنذیر" بھی لکھا ہے۔ابن دحیہ نے یہ کتاب اس وقت لکھی تھی جب کہ 604ھ میں وہ خراسان جاتے ہوئے یہ سن کر اربل آئے کہ سلطان کو مجلس میلاد سے عشق ہے۔ سلطان تک رسائی پیدا کی اور وہ کتاب لکھ کر بادشاہ کی کی خدمت میں پیش کی اور خود پڑھ کر سنائی۔ سلطان اربل نے خوش ہو کر ایک ہزار دینار یا اشرفی اُسے انعام میں دی۔(ص:31)________حافظ ابن حجر عسقلانی۔ابن دحیہ ظاہری المذہب (غیر مقلد) تھا۔ ائمہ اور علمائے سلف کو بہت برا کہتا تھا۔ اس کی زبان خبیث تھی، وہ احمق ، سخت مغرور اور اموردین میں کوتاہ نظر اور تہاون تھا(یعنی دینی امور کو معمولی باتیں سمجھتا تھا)۔(ص:33۔34)_________دیکھیے ! ابن دحیہ پر یہ سخت تنقید کرنے والے علامہ ذہبی، حافظ ابن نقطہ، حافظ ضیاء ، ابراہیم مشہودی، حافظ ابن حجر عسقلانی صاحب فتح الباری، حافظ ابوالحسن ، ابن عساکر، ابن نجار اور علامہ سیوطی ہیں۔ جو نئے نہیں بلکہ پرانے اور جھوٹے نہیں بلکہ بڑے علماء ہیں اور بعض ان میں سے ائمہ فن ہیں۔(ص:35)___________بس سچی بات یہ ہے کہ ابن دحیہ ظاہر المذہب (غیر مقلد) تھا۔ متہم فی العقل تھا، ائمہ وعلماء سلف کو برا کہتا تھا۔امور دین کو ہلکا جانتا تھا۔ جھوٹی حدیثیں بناتا تھا۔اپنی عقل سے فتوے دیتا تھا، بے اصل باتیں کہتا تھا۔ خبیث اللسان تھا، بدزبان تھا، احمق تھا، مغرور تھا، کم نظر تھا، جھوٹا تھا، وہ قابل مذمت تھا ،لہٰذا غیر ثقہ تھا۔ (ص:35)_______عمر ابن محمد موصلی کا شمار نہ مجتہدین میں ہے نہ محدثین میں، نہ فقہا میں اور نہ متکلمین میں، بلکہ سچ یہ ہے کہ وہ اپنے علمی اور تحقیقی مقام کے لحاظ سے ایک مجہول الحال (نا معلوم، جس کا کچھ اتا پتا نہ ہو) آدمی ہے۔اس کا کارنامہ جس کی وجہ سے اس کا ذکر بعض کتابوں میں مل جاتا ہے

بس یہی میلاد ایجاد کرنا ہے اور اس کا اتنا ذکر اور چرچا بھی حقیقت میں سلطان اربل کے طفیل ہوا کہ اس نے مجلس میلاد کرنے میں اس کی اقتدا کی ورنہ آج کوئی اس کا نام تک نہ جانتا۔(ص:27)__ تاج الدین فاکہانی۔ مولود کو نکالا بطالوں (یعنی بہت ہی جھوٹے مکار اور نکمّے لوگ) (یعنی پیٹ پوجا کرنے والے پیٹ بھرنے والوں) نے۔(ص:27۔28)_____ ان اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ عمر ابن محمد اہل علم کے نزدیک بہت غلط قسم کا آدمی تھا۔(ص:28)

نواں اٹھ کر دلی بھڑاس یوں نکالتا ہے۔

یہ ہے وہ مولد جو اپنے ایجاد کے زمانہ یعنی ملک مظفر کے عہد 625ء ھ سے آج تک چلی آرہی ہے۔(مسئلہ میلاد اسلام کی نظر میں، ص29، از ابی بکر جابر الجزائری،ترجمہ محمد غیاث الدین مظاہری)______ اس بدعت کو سب سے پہلے شام کے علاقہ اربل (صحیح یہ ہے کہ اربل موصل کا علاقہ ہے) کے بادشاہ ملک مظفر نے ایجاد کیا۔(ص:32)________ مولود کے موضوع پر سب سے پہلی تالیف ابوالخطاب بن دحیہ کی ہے، جس کا نام "التنویر فی مولد البشیر النذیر" ہے جس کو انہوں نے ملک مظفر کے سامنے پیش کیا اور اس نے انہیں ایک ہزار اشرفیاں انعام دیں۔(ص:32)

دسواں اٹھ کر قلبی بغض کا یوں اظہار کرتا ہے۔

ساتویں صدی 604 ہجری میں ایک بہت بڑا بے دین اور عیاش بادشاہ مظفر الدین کوکری بن اربل گزرا ہے، اس نے اپنی عیاشیوں اور بدمستیوں کو تادیر قائم رکھنے کے لئے حکومت کو طول دینا ضروری سمجھا تو رعایا کو اپنی طرف مائل کرنے، اپنی عظمت قلوب میں بٹھانے اور دین سے لگاؤ کا تاثر دینے کے لئے کوئی دینی ڈھونگ رچانے کو بہترین حربہ خیال کیا، چنانچہ اس نے ربیع الاول میں جشن میلاد اور مجلس میلاد کی بدعت ایجاد کرنے کا منصوبہ بنایا۔(جشن ربیع الاول محبت کے آئینہ میں، ص27، از رشید احمد)________ مکار چالاک بادشاہ نے ایک زبردست تدبیر اختیار کی، وہ یہ کہ بیت المال کے خزانہ سے طبقہ علماء سوء کو خریدنے کی کوشش کی جو ہمیشہ دین بیچ کر دنیا کھانے کے لئے منہ پھاڑے بیٹھے رہتے ہیں۔ چنانچہ اس طبقہ کے ایک مکار و کذاب، ائمہ مجتہدین و علماء سلف کی شان میں بہت سخت گستاخی کرنے والے، فحش گو، متکبر اور دنیا پرست مولوی عمر بن دحیہ ابوالخطاب

نے اس بدعت کے جواز کے لئے مواد اکٹھا کرنے کا کارنامہ انجام دیا اور ہوس پرستی میں اپنے مقتدیٰ سے ایک ہزار دینار کا صلہ پایا۔(ص:28)

جواب :۔

قارئین کرام ان کی تضاد بیانی ملاحظہ فرمائی کہ کوئی کہتا کہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رواج عبیدیوں، علویوں، باطنیوں کے دور 362ھ میں ہوا اور دوبارہ 524ھ میں دوبارہ شروع ہوا، اور ساتویں صدی ہجری میں اربل کے سلطان نے میلاد کا جشن منایا۔ کوئی کہتا ہے کہ میلاد کا آغا 604ھ ہجری میں ہوا۔ کوئی کہتا ہے کہ اس کی سب سے پہلے ترویج واشاعت ملا عمر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے شروع کی اور رواج سلطان نے کیا، کوئی کہتا ہے کہ 650ھ میں سلطان نے ایجاد کی اور کوئی یوں کہتا ہے 204ھ میں ملا عمر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے موصل میں ایجاد کی۔ اور پھر طرہ یہ کہ ان حضرات کی کردار کشی، الزام تراشی، بہتان طرازیوں سے اپنے روسیاہ چہروں پر مزید سیاہی مل لی۔ ذرا ایک نظارہ ملاحظہ فرمایئے کہ حضرت عمر بن دحیہ ابوالخطاب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بڑے گستاخانہ اور جارحانہ انداز میں یہ ریمارکس دیتے ہیں کہ وہ مکار و کذاب، ائمہ مجتہدین و علماء سلف کی شان میں بہت سخت گستاخی کرنے والا، فحش گو، متکبر، دنیاپرست، غیر مقلد، احمق، سخت مغرور، امور دین میں کوتاہ نظر، متہم فی العقل، جھوٹی حدیثیں بنانے والا، اپنی عقل سے فتوے دینے والا، بے اصل باتیں کہنے والا، خبیث اللسان، بدزبان، احمق،، مغرور،، کم نظر، جھوٹا، قابل مذمت،، غیر ثقہ، کذاب، ناقابل اعتبار، غیر صحیح النسب، بے تکی اور فضول باتیں کرنے والا ہے۔ اور حضرت ملا عمر بن محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ بہت غلط قسم کا آدمی، غیر مقلد، مجہول الحال ہے۔ اور سلطان مظفر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ مکار، چالاک بے دین، عیاش، بدمست۔ غیر

مقلد، فضول خرچ، طبلوں اور باجوں کے ساتھ گانے سننے والا، تقلید آئمہ کا مخالف، غلط کار، غیر ثقہ، ائمہ دین اور علماء سلف کی شان میں بہت گستاخی نے والا،، گندی زبان والا، بے وقوف، متکبر ہے۔ جبکہ عمر بن محمد علیہ الرحمۃ کے بارے میں یہی معترض خود ابوشامہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ ''موصل میں اس کو منانے والا سب سے پہلا شخص عمر بن محمد ملا تھا جو صالحین میں سے ایک مشہور صالح تھا'' اور معترض یہ بھی لکھتے ہیں کہ ''وہ موصل کا ایک بہت مشہور صوفی تھا'' پھر ان کے متعلق خود منکرین میلاد کا یہ کہنا کہ وہ ''ایک مجہول الحال (نامعلوم، جس کا کچھ اتا پتا نہ ہو) '' شخص تھا۔اس میں کہاں تک صداقت ہو سکتی ہے۔یہ قارئین خود سوچیں اور ان منکرین میلاد کی کھلی تضاد بیانی کا نظارہ کریں۔جہاں تک علامہ ابن حجر اور دوسرے علماء کے حوالے سے ان علماء پر کیچڑ اچھالا گیا ہے بالکل غلط بے بنیاد باتیں ہیں۔اور جہاں تک فاکہانی کی تحریر یا ان کے ہم خیال لوگوں کی تحریریں ہیں ہمارے نزدیک یہ کوئی مستند لوگ نہیں بلکہ یہ مخالفین طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جن کو ہر زمانہ میں طبقہ علماء نے مسترد کیا ہے۔

قارئین کرام ! آپ خود ہی سوچیں کہ جن معترض لوگوں نے ان معزز علماء کرام اور نیک دل سلطان پر تہمت بازیاں اور الزام تراشیاں کی ہیں کیا وہ اللہ عزوجل کے قہر و غضب سے بچ سکیں گے ؟ بے شک ان بہتان طرازیوں اور الزام تراشیوں کا جواب اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دینا ہوگا۔ بس ان حضرات کا قصور صرف یہ ہے ان حضرات نے آقائے کائنات نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے میلاد کا چرچا کیا تھا اس لئے معتوب ٹھہرائے گئے۔

ادارۃ الافتاء والبحوث دبئی نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے کہ :۔

معترضین، عامۃ المسلمین اور سادہ مزاج لوگوں کو فریب دینے اور اپنے باطل نظریات کی اشاعت کے لیے اپنی عادت کے مطابق کہتے ہیں کہ حافظ ابن کثیر نے البدایۃ والنہایۃ (172/11) میں بیان کیا ہے کہ عبیداللہ بن میمون القداح نامی یہودی کی طرف منسوب سلطنت عبیدیہ کا مصر میں اقتدار (357ھ تا 567ھ) رہا۔ اسی حکومت نے بہت سے دنوں میں محافل کا اہتمام کیا، ان ہی میں سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نسبت سے محفل میلاد بھی ہے۔ یہ وہ حوالہ ہے جو معترضین نے حافظ ابن کثیرؒ سے نقل کیا ہے۔ ان لوگوں نے جس حوالے کا ذکر کیا ہے اس کے بارے میں ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! آپ نے جھوٹ بولا ہے، آپ نے حافظ ابن کثیر کے بارے میں جو دعویٰ کیا ہے اور جو اُن کی طرف منسوب کیا ہے وہ جھوٹ، افتراء، ہیرا پھیری اور علماء اُمت کے اقوال نقل کرنے میں خیانت کی ہے اور اگر آپ کو اس بات پر اصرار ہے تو ہم کہتے ہیں کہ اگر آپ سچے ہیں تو ہمیں نکال کر دکھائیں۔ آپ کا وہ دعویٰ کہاں گیا کہ ہم اس مسئلے میں ہر خواہش نفس سے الگ ہو کر عدل وانصاف کے ساتھ بات کریں گے بلکہ یہ تو رسوا کن تعصب اور ناپسندیدہ خواہش نفس ہے۔

(کیا ہم محفل منعقد کریں؟ صفحہ 20-21)

یہ منکرین میلاد عوام الناس کو بہکانے کی خاطر جو حوالے علماء کرام سے منسوب کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ ان کی عبارات میں کتر بیونت بھی کر ڈالتے ہیں اُن پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا ہے۔ لہٰذا اسی رسالہ دبئی میں لکھا ہے کہ:۔

برادرانِ اسلام! آیندہ ہم علماء اُمت مسلمہ کے ارشادات کے نقل کرنے میں ایسے لوگوں پر کیسے اعتماد کرسکتے ہیں؟۔

(کیا ہم محفل منعقد کریں؟ صفحہ 21)

پھر حافظ ابن کثیر (البدایۃ النہایہ مطبوعہ مکتبۃ المعارف 136/13) کے حوالے سے لکھا ہے کہ :۔

"الملک المظفر ابو سعید کوکبری اسخیا، بڑے سرداروں اور اصحاب مجد بادشاہوں میں سے تھا، اس کے اچھے آثار ہیں (یہ بات خاص طور پر قابل توجہ ہے) ربیع الاول میں میلاد شریف مناتا تھا اور پر شکوہ محفل منعقد کرتا تھا۔ وہ ذہین، بہادر، نڈر، صاحب علم وعقل اور عادل تھا۔ اللہ تالیٰ اُس پر رحم فرمائے (یہاں تک کہ اُنہوں نے کہا) میلاد شریف پر تین لاکھ دینار خرچ کرتا تھا"۔

اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے! غور فرمائیں کہ حافظ ابن کثیر نے ملک مظفر کی کتنی مدح و ثنا کی ہے؟ انہوں نے کہا کہ وہ عالم تھا، عادل تھا، ذہین اور بہادر تھا اور یہ بھی کہا کہ اللہ اُس پر رحم فرمائے اور اچھا مقام عطا فرمائے، یہ نہیں کہا کہ وہ فاسق وفاجر اور زندیق تھا، بدکاریوں اور تباہ کن گناہوں کا مرتکب تھا، جیسے معترضین میلاد شریف کے قائلین کے بارے میں کہتے ہیں، ہم قارئین کی توجہ حوالۂ مذکورہ کی طرف مبذول کراتے ہیں کیونکہ اس جگہ امام جلیل کے بارے ہماری نقل کردہ گفتگو سے بھی عظیم گفتگو ہے ہم نے طوالت کے خوف سے اسے نقل نہیں۔

(کیا ہم محفل منعقد کریں؟ صفحہ 21-22)

امام حافظ ذہبی، سیر اعلام النبلاء (336/36) میں ملک مظفر کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"وہ تواضع پسند، اچھا آدمی اور سُنّی تھا، فقہاء اور محدثین سے محبت رکھتا تھا"۔

(کیا ہم محفل منعقد کریں؟ صفحہ 22)

قارئین کرام کو معلوم ہونا چاہیے کہ شاہ اربل مظفر ابو سعید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سلطان غازی صلاح الدین ایوبی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا بہنوئی تھااور صلاح و تقویٰ و طہارت میں صلاح الدین ایوبی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے دو قدم آگے تھا،اُس نیک دل بادشاہ نے اپنی سلطنت چلانے کے لئے اپنا مشیر کار سیدنا شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جیسی شخصیت کو منتخب کیا۔ کیا اُس شخص کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ بے دین تھا، بدعتی تھا، ظالم تھا۔

امام جلال الدین سیوطی حسن المقصد میں لکھتے ہیں۔

صاحب اربل الملك المظفر ابو سعيد احد الملوك الامجاد الكبراء الاجواد وان له اثار حسنة۔

"اربل کا حاکم مظفر ابو سعید ان حکمرانوں میں سے ایک ہے جو نہایت ہی صاحب شرافت اور بڑی سخی شخصیت ہیں اور ان کے لئے نہایت ہی اچھے آثار ہیں"۔

(محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ، صفحہ 98)

اور فرماتے ہیں۔

احدثه ملك عادل عالم وقصد به التقرب الى الله عزوجل وحضر عنده فيه العلماء والصالحون من غير نكير۔

"یعنی جاری کیا اس عمل کو ایک بادشاہ عادل عالم نے اور ارادہ کیا اس میں اللہ عزوجل کی نزدیکی کا اور حاضر ہوئے اس میں علماء اور صالحین اور کسی نے اس میں انکار نہ کیا"۔

(حسن المقصد) بحوالہ (انوار ساطعہ، صفحہ 269)

سبط ابن الجوزی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ مراۃ الزمان میں رقمطراز ہیں کہ محفلِ میلاد پر کثرت کے ساتھ خرچ کرنے کے علاوہ مہمان نوازی پر ایک لاکھ دینار خرچ کرتا اوراس میں ہر شعبہ زندگی کے لوگ ہوتے۔

كان يستفك من الفرنج في كل سنة اسارى بمائتي الف دينار وكان يصرف على الحرمين والمياه بدرب الحجاز في كل سنة ثلاثين الف دينار هذا كله سوى صدقات السر وحكت زوجته ربيعه خاتون بنت ايوب اخت الملك الناصر صلاح الدين ان قميصه كان من كرباس غليظ لا يساوى خمسة دراهم قالت فعاتبته في ذلك فقال البس ثو بالخمسة واتصدق بالباقي خير من ان البس ثوبا ثمنا واوع الفقيرا والمسكين۔

(الحاوی للفتاویٰ جلد1، صفحہ 190)

"اِسی طرح ہر سال دو لاکھ دینار دے کر فرنگیوں سے اپنے مسلمان قیدی رہا کراتا جن کی کل تعداد ساٹھ ہزار ہے۔ حرمین کے نگہداشت اور حجاج کے لئے پانی مہیا کرنے کے لئے تین ہزار دینار سالانہ۔ یہ ان صدقات کے علاوہ ہے جو وہ مخفی طور پر خرچ کیا کرتا۔اِس کی اہلیہ ربیعہ خاتوں بنتِ ایوب (جو سلطان ناصر صلاح الدین کی ہمشیرہ تھی) بیان کرتی ہے کہ میرے خاوند کی قمیص موٹے کھدّر کی ہوتی تھی جس کی قیمت پانچ درہم سے زیادہ نہ تھی۔ ایکبار میں نے اس سلسلہ میں ان سے بات کی تو انھوں نے کہا کہ میرے لئے پانچ درہم کا کپڑا پہن کر باقی صدقہ وخیرات کر کر دینا اس سے کہیں بہتر ہے کہ میں قیمتی کپڑے اور لباس پہنا کروں اور کسی فقیر اور مسکین کو خیر باد کہہ دوں"۔

اِس نیک دل، صاحب تقویٰ اور رعایا کے غمگسار بادشاہ نے فوت ہوتے وقت وصیّت کی کہ مجھے حرمین شریفین میں دفن کیا جائے۔

اِس کے بعد اگر کوئی شخص ایسے حاکم کو بے دین، عیاش، ظالم، بدعتی کہتا ہے تو اُس کو اپنی قبر یاد رکھنی چاہیے اور اُس دن کا انتظار کرنا چاہیے جب تمام حقائق طشت از بام ہو کر سامنے ہوں گے۔

رہا معاملہ شیخ الحافظ ابوالخطاب بن دحیہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا، تو وہ بھی مسلّم فاضل تھے ان کے بارے میں ابنِ خلکان لکھتے ہیں۔

کان من اعیان العلماء و مشاھیر الفضلاء۔

(الحاوی للفتاویٰ جلد 1، صفحہ 190)

''وہ نہایت ہی جیّد عالم اور مشاہیر فضلاء میں سے تھے''۔

(محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ، صفحہ 98-99)

علامہ زرقانی (علیہ الرحمۃ) نے فرمایا۔

وہ علم حدیث میں بڑے مبصر اور پختہ کار تھے، علم نحو و لغت اور تاریخ میں کامل تھے بہت سے ملکوں میں پھرے اور علم حاصل کیا۔

(نورانی حقائق، صفحہ 129)

سبط ابن جوزی (علیہ الرحمۃ) نے لکھا ہے۔

و کان یحضر عندہ فی المولد اعیان العلماء والصوفیہ۔

''اور اس کے پاس مولد شریف میں بڑے بڑے علماء اور مشائخ صوفیہ شامل ہوتے تھے''۔

(انوار ساطعہ، صفحہ 268-269)

علامہ مولانا عبدالسمیع انصاری رحمۃ اللہ علیہ جو حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں فرماتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ بلا انکار سب علماء کا اس پر اجماع ہو گیا لیکن اس اجماع کے پچاس برس بعد تاج الدین فاکہانی مغربی پیدا ہوا۔ کیونکہ ولادت اس کی 654ھ میں ہے اور اول محفل ابو سعید مظفر کی 604ھ میں ہوئی، اور انتقال اس بادشاہ مظفر کا 636ھ میں۔ غرضکہ اس اجماع کے بعد اور وفاتِ شاہ مظفر کے بعد بھی اس عالم فاکہانی نے مخالف جمہور ہو کر عدم جواز مولد شریف میں فتویٰ لکھا، سو فقہاء محدثین نے اس کا رد کیا اور بدستور قدیم جاری رہا یہ عمل مستحق التعظیم اور رائج ہو گیا تمام بلاد اسلامیہ میں شرقاً و غرباً جنوباً و شمالاً۔ چنانچہ ملا علی قاری اور علامہ حلبی و قسطلانی (رحمہم اللہ علیہ) وغیرہ نقل کرتے ہیں۔

ثم لا زال اهل الاسلام فی سائر الاقطار والمدن الكبار يتحلفون فی شهر مولده ويغنون بقراءة مولد الكريم ويظهر عليهم من بركاته كل فضل عميم۔

پھر ہمیشہ کرتے رہے اہل اسلام تمام اطراف میں بڑے بڑے شہروں میں محفلیں شہرِ مولد یعنی ربیع الاول میں اور دل لگا کر پڑھتے رہے مولد شریف اور ظاہر ہوتے ہیں اُن لوگوں پر برکات مولد شریف سے ہر طرح کا فضل عام۔

(انوار ساطعہ، صفحہ 269۔270)

جہاں تک معترض کا یہ اعتراض کہ میلاد کی پہلی کتاب ساتویں صدی کی ایجاد ہے۔ جس کو ابن دحیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا۔ تو عرض ہے کہ جب کوئی شخص کسی موضوع کا انتخاب کر کے کتاب لکھے گا تو وہ کوئی نہ کوئی زمانہ تو ہو گا۔ جیسے بخاری

شریف، مسلم شریف، سنن ابن ماجہ، سنن نسائی، سنن ابوداؤد اور جامع ترمذی (صحاح ستہ کی) کتابیں جب پہلی بار لکھی گئیں تو کوئی نہ کوئی زمانہ تو تھا۔ تو یہ کہہ کر ان کتابوں کو رد نہیں کیا جاسکتا کہ دور صحابہ یا خیر القرون میں ان کتابوں کے نام نہیں تھے یہ بعد کی پیداوار ہیں لہٰذا یہ قابل عمل نہیں؟ جب یہ پہلی مرتبہ لکھی یا مرتب کی گئیں تو اس پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہوا تو پھر میلاد کی پہلی کتاب پر اعتراض کے کیا معنی؟۔ کہنے والا یہ کہہ سکتا ہے کہ اس میں تو احادیث مبارکہ کا ذخیرہ ہے۔ کتابوں کے نام زمانے کے حساب سے وجود میں آئے لہٰذا اس میں کوئی قباحت نہیں۔ ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ میلاد کی پہلی کتاب کوئی ذہنی اختراع نہیں، بلکہ یہ کتاب عشق مصطفیٰ ﷺ سے لبریز ہو کر قرآن و سنت کی روشنی میں لکھی گئی ہے۔ تو پھر اس پر اعتراض کیوں؟ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ دنیا جہان کی کتابیں ایک ہی وقت میں تصنیف ہوں اور وہ بھی خیر القرون میں۔ بہر کیف سلف صالحین نے تو اس کتاب کو بے حد سراہا کر اس کی پذیرائی کی۔ اور کسی نے اس پر انکار نہیں کیا۔ تو کیا یہ اکابر، علماء، صوفیا، غلط رستے پر تھے۔ نہیں بالکل نہیں۔ بلکہ جو لوگ اب بلا وجہ شکوک و شبہات پیدا کر رہے ہیں دراصل ان کا ناتا ہی سلف صالحین سے ٹوٹا ہوا ہے اور جن کا رشتہ سلف صالحین سے ٹوٹ چکا ہو وہی لوگ ایسے خرافات و واہیات اعتراضات کو جنم دیتے ہیں۔

اعتراض :۔

منکرین میلاد بھان متی ٹولہ کا جب کوئی حربہ کامیاب نہیں ہوتا تو پھر مکارانہ انداز میں یہ اعتراض وارد کرتے ہیں کہ دیکھو پیدائش کی تو خوشی مناتے ہو وفات کا غم کیوں نہیں مناتے؟ چاہیے یہ کہ وفات کا غم بھی منایا جائے۔ ملاحظہ کیجئے۔

پہلا قفل دہن کھول کر دلی خباثت نکالتا ہے۔

دلوں کے حال اللہ ہی جانتا ہے، ہمیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی بہت خوشی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا دین ہم تک پہنچانے کیلئے اُنہیں مبعوث فرمایا، اور دین دنیا اور آخرت کی ہر خیر ہم تک پہنچانے کا ذریعہ بنایا، لیکن جب یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا سے اُٹھالیا، وہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پاچکے نزولِ وحی کا سلسلہ منقطع ہو چکا، تو ساری خوشی رخصت ہو جاتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا غم اُن کی پیدائش کی خوشی سے بڑھ کر ہے، کہ دل نچڑ کر رہ جاتا ہے۔ (عید میلاد النبی ﷺ اور ہم، ص38-39، عادل سہیل ظفر)

دوسرا قفل دہن کھول کر یوں خبث باطن کا مظاہرہ کرتا ہے۔

خوشی رسول کی یا اس دن کی جس میں آپ پیدائش ہوئی، اگر خوشی رسول کی ہے تو ہمیشہ جب بھی رسول کا ذکر آئے خوشی ہونی چاہیے، اگر کسی وقت کے ساتھ خاص نہیں ہونا چاہئے، اور اگر اس دن کی ہے جس دن آپ پیدا ہوئے تو یہی وہ دن بھی ہے جس میں آپ کی وفات ہوئی، اور میں نہیں سمجھتا کہ کوئی بھی ایسا عقلمند شخص ہو گا جو اس دن مسرت اور خوشی کا جشن منائے گا جس دن اس کے محبوب کی موت واقع ہو حالانکہ رسول کی وفات سب سے بڑی مصیبت ہے جس سے مسلمان دوچار ہوئے۔ (مسئلہ میلاد اسلام کی نظر میں، ص35، از ابی بکر جابر الجزائری، ترجمہ محمد غیاث الدین مظاہری)

جواب:۔

قارئین کرام! آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس اعتراض سے منکرین میلاد کا عقیدہ کھل کر سامنے آیا کہ وہ حیات نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قائل نہیں ہے، اور اگر قائل ہوتے تو اس طرح کے اعتراضات نہ کرتے۔ جبکہ اہل سنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ عزوجل کے نبی زندہ ہوتے ہیں رزق دیئے جاتے ہیں۔اس مسئلے پر چند دلائل جواب کے آخر میں پیش کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

منکرین میلاد کہتے ہیں کہ 12 ربیع الاول بروز سوموار وفات کا دن ہے اور یہی صحیح ہے۔یہ بات بھی منکرین میلاد کی خام خیالی ہے ،اس میں بھی علماء کرام کا بہت اختلاف پایا جاتا ہے ،ہاں جمہور نے اس سے اتفاق کیا ہے ۔جس طرح تاریخ ولادت پر اتفاق کیا گیا ہے۔اگر علماء کے اختلاف کے باوجود ہم جمہور کے قول پر کاربند رہتے ہوئے یہ تسلیم لیں کہ 12 تاریخ کو ہی یوم وفات ہے تو ہمارے نزدیک عید میلاد منانے سے پھر بھی کوئی چیز مانع نہیں ہے۔

اس کا جواب امام علامہ جلال الدین سیوطی (شافعی علیہ الرحمۃ) نے دیا ہے، وہ فرماتے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ولادت باسعادت ہمارے لیے عظیم نعمت اور آپ کی وفات ہمارے لیے عظیم ترین مصیبت ہے، شریعت مبارکہ نے نعمتوں کے شکر کے ظاہر کرنے پر اُبھارا ہے اور مصائب پر صبر وسکون اور پردہ داری کی ترغیب دی ہے، شریعت نے بچے کی پیدائش پر عقیقہ کا حکم دیا ہے اور یہ بچے کی پیدائش پر شکر اور خوشی کا اظہار ہے، موت کے وقت ذبح وغیرہ کا حکم نہیں دیا بلکہ نوحہ اور جزع فزع کے اظہار سے منع کیا ہے ، پس قواعد شریعت سے معلوم ہو گیا کہ اس مہینے میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے حوالے سے خوشی کا اظہار کرنا چاہیے ،نہ کہ آپ کی وفات کے حوالے سے اظہار رنج والم کرنا چاہیے۔

(الحاوی للفتاویٰ، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ، ج1 ص 193)

امام ابن رجب اپنی کتاب (اللطائف) میں روافض کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

انہوں نے سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی وجہ سے عاشورہ (دس محرم) کو ماتم کا دن قرار دے دیا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے انبیاء کرام کے مصائب اور ان کی وفات کے دنوں کو ماتم قرار دینے کا حکم نہیں دیا، توان سے کم درجہ حضرات کا یومِ وفات کس طرح ماتم کا دن مقرر کیا جاسکتا ہے؟۔

(کیاہم محفل منعقد کریں، صفحہ 34)

مفتی محمد قادری مدظلہ العالی اس کے ضمن میں فرماتے ہیں۔

اور اگر یہ آپ کا یوم وفات ہے، جیسا کہ جمہور کی رائے ہے تو تب بھی محفل میلاد پر اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں کیونکہ کتاب وسنت نے واضح کر دیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت اور وصال دونوں امت کے حق میں باعثِ خیر ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے آپ (ﷺ) کا ارشاد مروی ہے۔

حیاتی خیرلکم ومماتی خیرلکم۔ (الشفاء، 1: 19)

"میری ظاہری حیات اور میرا وصال دونوں ہی تمہارے لیے بہتر ہیں"۔

دوسرے مقام پر وصال کے باعثِ خیر ہونے پر دلیل دیتے ہوئے فرمایا:۔

اذا اراداللہ رحمۃ بامۃ قبض نبیہا قبلھا فجعلہ لھا فرطا وسلفھا واذا اراد اللہ مھلکۃ امۃ عذبھا ونبیھا حیی فاھلکھا وھو ینظر فاقر عینیہ بھلکتھا حین کذبوہ وعصوا امرہ۔ (المسلم، 2: 294)

"جب اللہ تعالیٰ کسی امت پر اپنا خاص کرم کرنے کا ارادہ فرمالیتا ہے تو اس امت کے نبی کو وصال عطا کر کے اس امت کے لیے شفاعت کا سامان کر دیتا ہے اور جب کسی امت کی

ہلاکت کا ارادہ فرماتا ہے تو اسی نبی کی ظاہری حیات میں ہی اس امت کو عذاب میں گرفتار کر کے ہلاک کر دیتا ہے اور اس ہلاکت کے ذریعے اپنے نبی کی آنکھوں کو ٹھنڈک عطا فرماتا ہے''۔

حدیث میں مذکورہ لفظ ''فرط'' کی تشریح ملا علی قاری یوں کرتے ہیں۔

اصل الفرط هو الذی یتقدم الواردین لیءهی لهم ما یحتاجون الیه عند نزولها فی منازلهم ثم استعمل یشفع فیمن خلفه۔ (الشفاء، 1: 36)

''فرط کسی مقام پر آنے والے کی ضروریات ان کی آمد سے پہلے مہیا کرنے والے شخص کو کہا جاتا ہے پھر اپنے بعد آنے والے کی سفارش کرنے والے کے لیے مستعمل ہونے لگا''۔

اس امت پر اللہ تعالیٰ کا یہ کتنا بڑا فضل و احسان کہ آخرت میں پیش آنے والے معاملات سے پہلے اس کے لیے حضور علیہ السلام کو شفیع بنا دیا گیا ہے۔ اس لیے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا میرا وصال بھی تمہارے لیے رحمت ہے۔

مذکورہ فرمانِ نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے جب یہ بات واضح کر دی کہ آپ کی ولادت و وصال دونوں امت کے حق میں بہتر اور نعمت ہیں اب یہ دیکھنا ہے کہ ان دنوں میں عظیم نعمت کونسی ہے؟ تو واضح و ظاہر ہے کہ آپ کی ولادتِ مبارکہ اور تشریف آوری ہی عظیم ہے کیونکہ دوسری نعمت تو اس کے صدقہ میں حاصل ہوئی۔

امام جلال الدین سیوطی نے بہت ہی خوب بات کہی کہ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو ولادت کے موقعہ پر خوشی کا اظہار کرنے کے لیے عقیقہ وغیرہ کا حکم دیا ہے مگر وفات کے موقعہ پر کسی چیز کا حکم نہیں دیا بلکہ نوحہ اور جزع و فزع سے منع کیا۔

فدلت قواعد الشریعة علی انه یحسن فی هذا الشهر اظهار الفرح بولادته صلی الله علیه وسلم دون اظهار الحزن فیه بوفاته۔

(الحاوی للفتاویٰ، 1: 193)

"شریعت کا مذکورہ اصول راہنمائی کر رہا ہے کہ ربیع الاول میں آپ کی ولادت پر خوشی ہی کا اظہار کیا جائے نہ کہ وصال پر غم"۔

مفتی عنایت احمد کاکوروی حرمین شریفین کے لوگوں کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

علماء نے لکھا ہے کہ اس محفل میں ذکر وفات نہ چاہیے اس لیے کہ یہ محفل واسطے خوشی میلاد شریف کے منعقد ہوتی ہے ذکر غم جانکاہ اس محفل میں نازیبا ہے۔ حرمین شریفین میں ہرگز عادت ذکر قصۂ وفات کی نہیں ہے"۔

(تواریخ حبیب الہ: 15)

پھر ہم اتنا ہی سوچ لیں کہ سوگ ہم تب منائیں کہ آپ (ﷺ) کا فیضان ختم ہو گیا ہو تو وہ تو الحمد للہ تا قیامت اور بعد از قیامت جاری و ساری ہے آج بھی آپ (ﷺ) ہی کی نبوت کا دور ہے۔ یہ تمام امت آج بھی آپ (ﷺ) کی رحمت و شفقت پر قائم ہے۔ یعنی آپ (ﷺ) کا وصال ایسا نہیں کہ امت سے تعلق ختم ہو جائے بلکہ آپ (ﷺ) کا فیضان تا قیامت جاری ہے اور آپ (ﷺ) برزخی زندگی میں دنیاوی زندگی سے بڑھ کر حیات کے مالک ہیں۔ قصور اور کوتاہی ہماری ہے۔ آپ (ﷺ) تو آج بھی اسی طرح سنتے اور دیکھتے ہیں جس طرح ظاہری حیات میں سنتے دیکھتے تھے۔

استاذ المحدثین ملا علی قاری نے آپ (ﷺ) کے وصال کے بارے میں کیا ہی خوب کہا:۔

لیس هناك موت ولا فوت بل انتقال من حال الی حال۔ (الشفاء، 1:36)

"یہاں نہ موت ہے اور نہ وفات بلکہ یہاں ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہونا ہے"۔

آپ نے غور فرمایا، ہمارے ائمہ تصریح کر رہے ہیں کہ یہاں وفات نہیں بلکہ وصال وانتقال ہے توجب وفات ہیں نہیں تو سوگ کیا؟۔

(محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ، صفحہ 94 تا 97)

علامہ محدث سیدی محمد طاہر فتنی قدس سرہ الشریف فرماتے ہیں۔

شهر السرور والبهجة مظهر منبع الانوار والرحمة شهر ربيع الاول، فانه شهر امرنا باظهار الحبور فيه كل عام. فلا نكدره باسم الوفاة. فانه يشبه تجديد الماتم. وقد نصوا على كراهيته كل عام فى سيدنا الحسين مع انه ليس له اصل فى امهات البلاد الاسلاميه. وقد تحاشوا عن اسمه فى اعراس الاولياء فكيف فى سيد الاصفياء صلى الله تعالىٰ عليه وسلم۔

یعنی ماہ مبارک ربیع الاول خوشی وشادمانی کا مہینہ ہے اور سر چشمۂ انوارِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمانۂ ظہور ہے، ہمیں حکم ہے کہ ہر سال اُس میں خوشی کریں، تو اسے وفات کے نام سے مکدر نہ کریں گے کہ یہ تجدید ماتم کے مشابہ ہے، اور بے شک علماء نے تصریح کی کہ ہر سال جو سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ماتم کیا جاتا ہے شرعاً مکروہ ہے، اور خاص اسلامی شہروں میں اس کی کچھ بنیاد نہیں، اولیائے کرام کے عرسوں میں نامِ ماتم سے احتراز کرتے ہیں تو حضور پُر نور سید الاصفیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معاملہ میں اُسے کیونکر پسند کر سکتے ہیں۔

(مجمع بحار الانوار خاتمہ الکتاب دار الایمان المدینۃ المنورہ 5/ 307) بحوالہ (سالنامہ "معارف رضا" کراچی 2010، صفحہ 18۔19)

ان علماء کرام کی عبارات سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ظاہری وصال بھی رحمت ہے اور رحمت پر غم نہیں منایا جاتا۔ لہٰذا منکرین میلاد لوگوں کا

عوام الناس کو ورغلانا صرف میلاد النبی ﷺ کی دشمنی وعناد کی بنا پر ہے۔اور اگر منکرین میلاد کو آپ ﷺ کے ظاہری وصال سے غم ہے تو کیا کبھی اُنہوں نے غم وفات ہی منایا؟۔اور اگر نہیں منایا تو پھر میلاد شریف کرنے والوں پر کیوں اتنا واویلا مچایا جاتا ہے جبکہ ہمارے نزدیک انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں رزق دیئے جاتے ہیں۔

حدیث مبارکہ میں وارد ہے۔

عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق۔

(رواہ ابن ماجہ مشکوٰۃ، ص 121)

”حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے زمین پر انبیائے کرام علیہم السلام کے جسموں کو کھانا حرام فرمادیا ہے۔لہٰذا اللہ کے نبی زندہ ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ:۔

پیغمبر خدا زندہ است بہ حقیقت حیات دنیاوی۔

(اشعۃ اللمعات، ج 1 ص 576)

”یعنی خدائے تعالیٰ کے نبی دنیوی زندگی کی حقیقت کے ساتھ زندہ ہیں“۔

اور حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ:۔

لافرق لھم فی الحالین ولذا قیل اولیاء اللہ لا یموتون ولکن ینتقلون من دار الی دار۔

(مرقاۃ، ج2ص 212 مطبوعہ بمبئی)

"یعنی انبیائے کرام دنیوی اور بعد وصال کی زندگی میں کوئی فرق نہیں اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اولیائے کرام مرتے نہیں بلکہ ایک دار سے دوسرے دار کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں"۔

(انوارالحدیث، صفحہ 266۔267)

ایک اور حدیث مبارکہ ملاحظہ کیجئے۔

عن اوس بن اوس قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اللہ حرم علی الارض اجساد الانبیاء۔ (مشکوٰۃ، ص120)

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السلام کے جسموں کو زمین پر کھانا حرام فرمادیا ہے" ۔

حضرت ملا علی قاری رضی عنہ ربہ الباری اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ :۔

ان الانبیاء فی قبورھم احیاء۔ (مرقاۃ جلد دوم، ص209)

"یعنی انبیائے کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں"۔

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ :۔

حیات انبیاء متفق علیہ است ہیچ کس راددروے خلاف نیست حیات جسمانی دنیاوی حقیقی نہ حیات معنوی روحانی چنانکہ شہدا راست۔ (اشعۃ اللمعات جلد اول، ص574)

"یعنی انبیائے کرام علیہم السلام زندہ ہیں اور ان کی زندگی سب مانتے آئے ہیں کسی کو اس میں اختلاف نہیں ہے۔ان کی زندگی جسمانی حقیقی دنیاوی ہے شہیدوں کی طرح صرف معنوی اور روحانی نہیں ہے"۔

(انوارالحدیث، صفحہ 267)

محقق علی اطلاق شیخ الحدیث شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ ایک اور جگہ یوں فرماتے ہیں۔

"رسالت موت کے بعد بھی قائم رہتی ہے۔بلکہ ہم تو یہاں تک کہیں گے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو موت نہیں آتی اور زندہ جاوید ہیں اور باقی ہیں۔ان کے واسطے بس ایک ہی موت ہے جو ایک دفعہ واقع ہوئی۔اس کے بعد ان کی روحیں انہیں بدنوں میں لوٹا دی جاتی ہیں اور جو زندگی انہیں دنیا میں دی جاتی ہے وہی زندگی ان کی عالم برزخ میں ہوتی ہے۔انبیاء علیہم السلام کی حیات شہداء کی زندگی سے کامل تر ہوتی ہے کیونکہ شہداء کی زندگی پوشیدہ اور معنوی ہوتی ہے"۔

(تکمیل الایمان، ص140)

امام شامی حنفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

ان الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام احیاء فی قبورھم۔

(ردالمحتار علی درالمختار، المعروف شامی شریف، کتاب الجھاد، 4:151)

"انبیا کرام علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں"۔

(واللہ آپ زندہ ہیں، صفحہ 47)

حضرت علامہ امام داؤد بن سلیمان بغدادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

والحاصل ان حیاۃ الانبیاء ثابتۃ بالاجماع۔ (المنحۃ الوحبیۃ، ص6)

”حاصل کلام یہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیاۃ پر اجماع امت ہے“۔

(واللہ آپ زندہ ہیں، صفحہ 48-49)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

ان الانبیاء لایموتون وانھم یصلون ویحجون فی قبورھم۔

(فیوض الحرمین 80، ص مترجم، ص 31)

”انبیاء کرام فوت نہیں ہوتے بلکہ وہ اپنی قبور میں نمازیں پڑھتے ہیں اور حج کرتے ہیں“۔

(واللہ آپ زندہ ہیں، صفحہ 65)

حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

ان حیاتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی القبر لا یعقبھا موت بل یستموحیا و الانبیآء احیاء فی قبورھم۔

(فتح الباری، 7 :21 باب فضائل صدیق اکبر بیروت 1988ء)

”آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاۃ قبر میں ایسی ہے کہ جس پر موت واقع نہیں ہوتی۔ بلکہ آپ ہمیشہ زندہ ہیں کیونکہ حضرات انبیاء کرام اپنے مزارات مقدسہ میں زندہ ہیں“۔

(واللہ آپ زندہ ہیں، صفحہ 78)

امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہے۔ ؎

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میری چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

اعتراض:۔

منکرین میلاد بھان متی کا ٹولہ اس بات پر بھی اعتراض کرتا ہے کہ اسلام میں تو دو عیدیں ہیں کسی تیسری عید کا وجود نہیں اگر تیسری عید ہوتی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بتا دیتے مگر ایسا نہیں ہے۔ملاحظہ کیجئے۔

پہلا اٹھ کر یوں راگنی گانا شروع کرتا ہے۔

آپ ﷺ کی زندگی مبارک سے قولاً وفعلاً دو ہی عیدوں کا پتہ چلتا ہے، جو عید الفطر اور عید الاضحیٰ ہیں۔ اور تیسرے نام کی عید کا تصور تک نہیں ملتا۔البتہ آپ ﷺ کے بعض ارشادات میں یوم جمعہ کو عید بلکہ دونوں معروف عیدوں سے بھی افضل قرار دیا ہے۔(صحیح تاریخ ولادت مصطفیٰ ﷺ، ص 17، ابو عدنان محمد منیر قمر نواب الدین)

دوسرا دل کے پھپھولے یوں پھوڑتا ہے۔

اسلام میں عیدین ہیں ان خوشی کے دنوں میں اولیت اور اہمیت نماز کو حاصل ہے لیکن موجودہ زمانے کے عید میلاد منانے والے عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہ اس دن نماز کا اہتمام کرتے ہیں اور نہ روزہ کا بلکہ عید میلاد میں وہ کام کرتے ہیں جن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرماتا تھا۔(عید میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت، ص 11)

تیسرا یوں دہائی دیتا ہے۔

پھر کم از کم تین سو اتین سو سال تک اُمت نے ان دو عیدوں کے علاوہ کوئی عید نہیں منائی۔(عید میلاد النبی ﷺ اور ہم، ص 50، عادل سہیل ظفر)

چوتھا یوں لن ترانی کرتا ہے۔

اس پر امت کے گزرے ہوئے اہل علم کا اجماع رہا ہے کہ اسلام میں صرف دو عیدیں ہیں یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ، انکے علاوہ دیگر عیدیں خواہ انکا تعلق افراد سے ہو یا جماعت سے کسی حادثہ

سے ہو یا کسی اور مناسبت سے، سب بدعتی اور غیر شرعی عیدیں ہیں۔(عید محبت اور کافروں کی دیگر عیدوں سے متعلق اہل علم کے فتوے، ص 2، ترتیب ابو کلیم مقصود الحسن فیضی)

پانچواں یوں پیچ وتاب کھاتا ہے۔

اور امت کے سلف صالحین کا اس پر اجماع ہے کہ اسلام میں صرف دو عیدیں اور تہوار ہیں یعنی عیدالفطر اور عید الاضحیٰ اس کے علاوہ کوئی عید اور تہوار نہیں۔(میلاد النبی کی مٹھائی خریدنے کا حکم، ص 3، از محمد صالح المنجد)

چھٹا ہذیانی کیفیت سے چلاتا ہے۔

دنیا کا کون مسلمان اس سے ناواقف ہو گا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے لیے عید کے دن مقرر کیے ہیں۔ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ۔ اگر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت کو بھی عید کہنا صحیح ہوتا اور اسلام کے مزاج سے یہ چیز کوئی مناسبت رکھتی تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی اس کو عید قرار دیتے سکتے تھے۔(کیا صلوٰۃ وسلام اور محفل میلاد بدعت ہے؟، ص 50، از نعمان محمد امین)

جواب:۔

قارئین کرام! منکرین میلاد لوگ خواہ مخواہ میلاد مصطفیٰ ﷺ منانے والوں سے بدگمانی میں مبتلا رہ کر عوام الناس کو بھی بدگمانی میں مبتلا کرتے ہیں کہ یہ کیسے عاشق ہیں نہ نماز پڑھتے ہیں نہ روزہ رکھتے ہیں اور عاشق مصطفیٰ (ﷺ) کہلاتے ہیں۔ یقیناً میلاد مصطفیٰ ﷺ منانے والے روزہ بھی رکھتے ہیں اور نماز بھی پڑھتے۔ شاید ان لوگوں کو سانحہ نشتر پارک یاد نہیں کہ جہاں علماء کرام اور عوام نماز مغرب ہی ادا کررہے تھے کہ کسی شقی القلب نے دھماکہ کیا جس میں کئی علماء کرام اور نمازی شہید ہوگئے۔ کیا وہ ڈھولک کی تھاپ پر رقص کررہے تھے یا کسی غیر شرعی حرکات میں ملوث تھے؟۔ نہیں ہرگز نہیں! بلکہ آقائے کائنات ﷺ کی یوم پیدائش پر جشن ومسرت کا

اظہار کر کے اپنے اختتامی لمحوں میں اللہ رب العزت کی بارگاہ میں سجدہ و سجود تھے۔رہ گئی بات روزے کی تو یہ روزہ نہ فرض ہے نہ واجب کہ سب ہی رکھیں۔جو رکھ سکتا ہے وہ رکھے اور جو نہ رکھ سکے تو کیا اُس کے مسلمان اور عاشق مصطفیٰ کہلانے کا حق چھین سکتے ہیں؟۔ارے محبت دل سے کی جاتی ہے،ذرا یہ بتایئے کیا غازی علم الدین شہید پکا نمازی تہجد گزار صوم دہر تھا؟صرف ایک عام آدمی تھا لیکن سینے میں عشق مصطفیٰ ﷺ موجزن تھا اور عشق ہی بدولت اپنے پیارے آقا مصطفےٰ ﷺ پر جان قربان کردی۔جس نے اتنا بڑا اقدم کرنے پر اُکسایا،اللہ تعالیٰ اُس کو جنت الفردوس میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑوس عطا فرمائے۔خواہ مخواہ کسی مسلمان پر بدگمانی کرنا دین اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔اور جو بلاوجہ مسلمانوں سے بدگمانی کرے اور عوام الناس کو گمراہ کرے تو شریعت اسلامیہ کی رو سے کیا سزا ہے سب کو معلوم ہے۔ بہرکیف آقائے کائنات ﷺ کی ولادت باسعادت کے دن کو عید منانا جائز و درست ہے۔اور ثابت ہے ۔مذکروہ بالا اعتراض میں یہ بھی کہا گیا کہ عیدیں تو صرف دو ہی ہیں یہ تم تیسری عید کہاں سے آگئی ۔ہماری صرف یہ دو عیدیں نہیں جمعہ بھی ہماری عید کا دن ہے۔ اندازہ لگالو کہ سال میں جمعہ کتنی مرتبہ آتا ہے۔بہرحال میلادالنبی ﷺ کے دن کو عید منانا بھی جائز ہے جو ہم آگے چل کر عرض کریں گے۔ان شآء اللہ تعالیٰ۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے۔

اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا۔

(پ6،سورۃ المائدۃ،آیت نمبر3)

ترجمہ کنزالایمان :۔آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کردیااور تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔

صدرالافاضل مولاناسید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃفرماتے ہیں۔

شانِ نُزول:۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک یہودی آیااور اس نے کہاکہ اے امیرالمومنین آپ کی کتاب میں ایک آیت ہے اگر وہ ہم یہودیوں پر نازل ہوئی ہوتی تو ہم روزِ نُزول کو عید مناتے فرمایا کون سی آیت ؟ اس نے یہی آیت ''اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ '' پڑھی آپ نے فرمایا میں اس دن کو جانتا ہوں جس میں یہ نازل ہوئی تھی اور اس کے مقامِ نُزول کو بھی پہچانتا ہوں وہ مقام عرفات کا تھااور دن جمعہ کا،آپ کی مراد اس سے یہ تھی کہ ہمارے لئے وہ دن عید ہے۔ترمذی شریف میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے آپ سے بھی ایک یہودی نے ایسا ہی کہاآپ نے فرمایاکہ جس روز یہ نازل ہوئی اس دن دو عیدیں تھیں جمعہ و عرفہ۔

اس سے معلوم ہواکہ کسی دینی کامیابی کے دن کو خوشی کادن منانا جائز اور صحابہ سے ثابت ہے ورنہ حضرت عمرو ابنِ عباس رضی اللہ عنہم صاف فرمادیتے کہ جس دن کوئی خوشی کاواقعہ ہو اس کی یادگار قائم کرنااور اس روز کو عید منانا ہم بدعت جانتے ہیں، اس سے ثابت ہوا کہ عیدِ میلاد منانا جائز ہے کیونکہ وہ اعظمِ نِعَمِ الٰہیہ کی یادگاروشکر گزاری ہے۔

(تفسیر خزائن العرفان، صفحہ 193، مطبوعہ ضیاء القرآن)

اس روایت پر منکرین میلاد بھان متی ٹولہ کاایک رکن یوں منطق جھاڑتا ہے۔

ان دونوں صحابیوں (حضرت عمر فاروق و عبداللہ ابن عباس) رضی اللہ عنہما کے جواب پر غور فرمایئے، یہودی نے کہا''اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اُس دن کو عید

بنا لیتے" اُنہوں نے اُس یہودی کو دن گِنا کر بتایا کہ "ہمیں پتہ ہے کہ یہ آیت کس دن نازل ہوئی تھی لیکن ہماری عیدیں مقرر ہیں ، ہم اپنی طرف سے کوئی اور عید نہیں بنا سکتے"۔(عید میلاد النبی ﷺ اور ہم، ص 43، عادل سہیل ظفر)

اُلٹی سمجھ دیکھئے کہ منکرین میلاد کا یہ بتانا کہ "ہم اپنی طرف سے کوئی عید نہیں بنا سکتے"۔اس کا کیا ثبوت ہے؟ اگر قارئین کرام اس آیت کا بغور جائزہ لیں تو یہ حقیقت روز روشن کی عیاں ہو جائے گی کہ حضرت عمر اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہودی کے جواب میں کہہ رہے ہیں کہ تم تو اس دن کو عید منانے کا کہہ رہے ہو مگر ہم تو اس دن کو عید مناتے ہی ہیں کہ یہ آیت تو ہماری عید کے دن ہی نازل ہوئی یعنی اس دن جمعہ تھا جو ہماری عید تھا اور عرفہ بھی تھا اور یہ بھی ہماری عید کا دن تھا۔تم تو ایک عید کی بات کرتے ہو اس دن ہماری دو عیدیں تھیں اگر ہم اس نعمت پر عید نہ مناتے۔تو اے یہودی تم پھر کہہ سکتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا ہم نے شکریہ ادا نہیں کیا بلکہ یہ آیت مبارکہ تو ہمارے عید کے دنوں میں نازل ہوئی جو پہلے ہی سے ہمارے عید کے تہوار ہیں تو لہٰذا تمہارا اعتراض بیکار ہے۔

علامہ محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی فرماتے ہیں۔

جہاں تک عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کا تعلق ہے اس میں کئی شک نہیں کہ اسلام میں یہ دو مخصوص ایام ہیں۔جن کے احکام و حدود شرعاً متعیّن ہیں اور اس طرح کی اور کوئی عید نہیں۔لیکن یہ سمجھنا کہ ان دو عیدوں کے علاوہ اور کہیں لفظ عید کا استعمال نہیں اور ان کے علاوہ کسی اور جگہ لفظ عید کا اطلاق عقیدۂ اسلام و سنت کے منافی ہے۔ سخت

جہالت و تعدی ہے۔ کیونکہ عید الفطر و عیدالاضحیٰ کے علاوہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم جمعہ کو بھی عید فرمایا ہے (مشکوٰۃ)۔

(میلادالنبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عید کیوں؟ صفحہ 81)

حدیث مبارکہ ملاحظہ کیجئے۔

وَعَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جُمُعَةٍ مِّنَ الْجُمَعِ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ إِنَّ هَذَا يَوْمٌ جَعَلَهُ اللهُ عِيدًا فَاغْتَسِلُوْا وَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ طِيْبٌ فَلَا يَضُرُّهُ أَنْ يَّمَسَّ مِنْهُ وَعَلَيْكُمْ بِالسِّوَاكِ رَوَاهُ مَالِكٌ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْهُ وَهُوَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مُّتَّصِلًا۔

حضرت عبید بن سباق مرسلًا روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی جمعہ کے خطبہ میں فرمایا: اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے اس جمعہ کے دن کو عید مقرر کیا ہے اس دن غسل کرو اور کسی کے پاس خوشبو ہو تو اس کے لگانے میں کوئی ضرر نہیں لیکن تم پر مسواک کرنا لازم ہے (مالک لیکن ابن ماجہ نے ابن عباس سے اس حدیث کو متصلًا روایت کیا ہے)۔

(مشکوٰۃ شریف، جلد1 حدیث 1315 صفحہ 297)☆(ابن ماجہ، جلد1 حدیث 1147 صفحہ 317)

ایک اور حدیث مبارکہ ہے۔

عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ قَالَ عَطَآءٌ اجْتَمَعَ يَوْمُ جُمُعَةٍ وَيَوْمُ فِطْرٍ عَلٰى عَهْدِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَقَالَ عِيْدَانِ اجْتَمَعَا فِيْ يَوْمٍ وَاحِدٍ فَجَمَعَهُمَا جَمِيْعًا فَصَلَّاهُمَا رَكْعَتَيْنِ بُكْرَةً لَمْ يَزِدْ عَلَيْهِمَا حَتّٰى صَلَّى الْعَصْرَ۔

ابن جریج نے عطاء سے روایت کی ہے کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے عہد میں جمعہ اور عید الفطر دونوں ایک روز جمع ہوگئے۔ فرمایا کہ ایک دن میں دو عیدیں اکٹھی ہوگئی ہیں۔ پس دونوں کی اکٹھی دو رکعتیں صبح کے وقت پڑھ لیں اور ان دونوں پر کوئی اضافہ نہیں کیا یہاں تک کہ نماز عصر پڑھی۔

(سنن ابوداؤد، جلد 1 حدیث 1059 صفحہ 407)☆(سنن ابوداؤد، جلد 1 حدیث 1057 صفحہ 406)

محقق علی اطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

ایک مرفوع حدیث میں اس طرح وارد ہوا ہے۔

ذکر یوم الجمعة سید الایام واعظمها عندالله من یوم الاضحی و یوم الفطر۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جمعہ کا روز تمام دیگر دنوں کا سردار ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ دن عید قربان اور عید الفطر سے اعظم اور افضل ہے۔

(مدارج النبوت، جلد 1 صفحہ 638)

معلوم ہوا کہ جمعہ کا دن عید الفطر اور عید الاضحیٰ سے سے بھی اعظم و افضل ہے اور دنوں کا سردار ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے کہ جمعہ جو ہماری عید کا دن ہے اعظم و افضل کیسے بنا۔

حدیث مبارکہ ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِيهِ أُخْرِجَ مِنْهَا وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ عیہ وسلم نے فرمایا جن دنوں میں سورج طلوع کرتا ہے ان میں سب سے بہتر جمعہ کا دن ہے اس میں حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی۔اسی دن آپ جنت میں داخل ہوئی اسی روز آپ جنت سے باہر تشریف لائے اور قیامت بھی جمعہ کے روز ہی قائم ہو گی۔

(جامع ترمذی، جلد 1 حدیث 472 صفحہ 297)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جمعہ جو ہماری عید کا دن ہے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کا دن ہے۔جب حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کا دن جمعہ عید ہو سکتا ہے تو پیارے مصطفےٰ ﷺ کے یوم پیدائش کے دن کو حصول نعمت کا دن سمجھ کر عید منانا کون سی ناجائز بات ٹھہرتی ہے۔جبکہ شریعت میں عید منانے کا جواز ملتا ہے کہ جمعہ آدم علیہ السلام کی پیدائش کا دن ہے۔

علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں۔

ابن جریر کہتے ہیں کہ یہ بات مسلم ہے کہ آپ (حضرت آدم علیہ السلام) جمعہ کی آخری ساعتوں میں پیدا ہوئے۔

(قصص الانبیاء، صفحہ 92)

شیخ المؤرخین حضرت امام احمد بن محمد بن ابی بکر الخطیب القسطلانی الشافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

جمعہ کا وہ دن جس میں آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے ہیں، ایک مبارک ساعت کے ساتھ خاص کیا گیا ہے۔کوئی مسلمان جمعہ کے دن اس ساعت کو نہیں پاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس ساعت میں کسی خیر کا سوال کرتا ہے۔مگر اللہ تعالیٰ وہ خیر خاص اس بندہ کو

عطا کرتا ہے جس ساعت میں سید المرسلین پیدا کیے گئے ہیں۔ اس ساعت کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے کہ تم دعا مانگو اور وہ قبول نہ ہو۔

(سیرۃ محمدیہ ترجمہ مواہب لدنیہ، جلد اول، صفحہ 97)☆(حجۃ اللہ البالغہ، صفحہ 357)

سیرۃ محمدیہ میں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن پیدا کیا اور جمعہ کے دن اپنے بندوں کو عبادت کی تکلیف دی کہ نماز جمعہ ادا کریں، خطبہ پڑھیں، غسل کریں، نجاست سے طہارت کریں۔ اور دوشنبہ کا دن جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کا دن ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو وہ تکلیف نہیں دی۔ آپ کی امت سے اس تکلیف کی تخفیف اپنے نبی (ﷺ) کے اکرام کی وجہ سے آپ کے وجود کی عنایت کے سبب معاف فرمائی۔ غور کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ کیسا بڑا احسان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، وما ارسلنك الا رحمة للعالمين۔

(سیرۃ محمدیہ ترجمہ مواہب لدنیہ، جلد اول، صفحہ 98)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی تحریر فرماتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گھڑی کا نہایت اہتمام فرمایا ہے اور اس کا بڑا مرتبہ بیان فرمایا ہے اور فرمایا ہے۔ لا یوافقها مسلم لیسئل الله فیها خیرا الا اعطاہ ایاہ۔ اس گھڑی میں کوئی مسلمان بندہ خدائے تعالیٰ سے بہتری کا سوال نہیں کرتا ہے مگر اللہ پاک اس کو عطا کرتا ہے۔ اب اس گھڑی کے تعین میں روایات مختلف آئی ہیں بعض تو کہتے ہیں یہ گھڑی اس وقت ہوتی ہے کہ امام بیٹھے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو کیونکہ اس گھڑی میں آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ایمان والے اس

وقت خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں پس اس وقت میں آسمان و زمین کی برکات مجتمع ہو جاتی ہیں۔ بعض کے نزدیک وہ گھڑی عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک ہے کیونکہ وہ وقت احکام الٰہیہ کے نازل ہونے کا ہے اور بعض کتب الٰہیہ میں اس بات کا بیان ہے کہ حضرت آدم (علیہ السلام) بھی اس گھڑی میں پیدا کیے گئے ہیں۔

(حجۃ اللہ البالغہ، صفحہ 357-358)

مفتی محمد خان قادری فرماتے ہیں۔

جس رات آپ کا نور رحم مادر میں منتقل ہوا جب وہ لیلۃ القدر سے افضل ہے تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ولادت کی رات اس سے بطریق اولیٰ افضل ہوگی۔ یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ جمعہ کے دن کی وجہِ فضیلت احادیث میں یہ بیان ہوئی ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے سیدنا آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو جس دن حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی وہ دن سید الامام (دنوں کا سردار) بن گیا تو جس رات سید الانبیاء کی ولادت ہوئی وہ تمام راتوں کی سردار کیوں نہ ہوگی۔

(شرح سلام رضا، صفحہ 379-380)

بہر کیف ثابت ہوا ولادت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہنا بالکل صحیح اور حق ہے۔ جب جواز موجود ہے تو انکار کس بات کا ہے۔ جو لوگ انکار کرتے ہیں بس یہ بات سمجھ میں آتی ہے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت و رفعت کے اظہار سے ان کے دلوں میں گھٹن پیدا ہوتی ہے۔ جو کہ شیطان کا خاصہ ہے۔

درۃ الناصحین صفحہ 263 میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ (صحابی رسول) صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ :۔

المؤمنین خمسة اعیاد الاول کل یوم یمو علی المؤمن ولا یکتب علیه ذنب فهو یوم عیده والثانی الیوم الذی یخرج فیه من الدنیا باالایمان والشهادة العصمة من کید الشیطان فهو یوم عیده والثالث الیوم الذی یجاوز فیه الصراط ویامن من احوال القیمة ویخلص من ایدی الخصوم والزبانیة فهو یوم عیده والرابع الیوم الذی یدخل الجنة ویامن من الجحیم فهو یوم عیده والخامس الیوم الذی ینظر فیه الی ربه فهو یوم عیده۔

مومنوں کے لئے پانچ عیدین ہیں۔

1) مومن پر دن گزرے اور اس کے گناہ نہ لکھے جائیں۔وہ اس کے لئے عید کا دن ہے۔

2) دنیا سے ایمان اور شہادت کے ساتھ اور شیطان کے مکروفریب سے محفوظ روانہ ہو۔ وہ بھی اس کیلئے عید کا دن ہے۔

3) پل صراط سے گذر جائے اور قیامت کے ڈر اور دشمنوں سے ہاتھ اور زبانوں سے مامون رہے۔ وہ دن اس کے لئے عید ہے۔

4) جنت میں داخل ہو اور جہنم سے مامون ہو۔ وہ دن اس کے لیے عید ہے۔

5) جس میں اپنے رب کا دیدار کرے، وہ دن اس کے لیے عید ہے۔

(میلادالنبی ﷺ عید کیوں؟ صفحہ 14-15)

قارئین کرام! یہاں پر ہم غدار کون اور وفادار کون کے تحت دوا حادیث مبارکہ لکھتے ہیں کیونکہ اکثر منکرین میلاد عوام الناس کو ورغلانے کے لئے یہ اعتراض پیش کرتے ہیں کہ عاشق مصطفیٰ ﷺ کہلانے والے نہ تو نماز کا اہتمام کرتے ہیں اور نہ

روزہ کا۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ ایک بہتان عظیم ہے۔ مسلمان جانتے ہیں کہ فرض وواجب نماز سب کے سامنے پڑھی جاتی ہیں جن کا اظہار ضروری ہے اور ایسی عبادات جن کا تعلق فرض و واجب سے نہ ہو بلکہ نفلی ہوں تو ان کا اظہار کرنا درست نہیں کیونکہ اس میں ریاکاری کا ڈر ہے۔ اگر اہل سنت حضرات یہ کام بھی دکھا کر کرتے تو منکرین میلاد پھر یہ الزام گھڑ لیتے کہ ان کی عبادات تو دکھاوا ہیں، یہ لوگ ریاکار ہیں، بات یہ ہے کہ منکرین میلاد کو کسی نہ کسی طرح سے بغض میلاد شریف میں اعتراضات والزامات کرنے ہیں سو وہ کرتے ہیں ایک اعتراض ختم ہوتا ہے تو دوسرا اعتراض شروع کر دیتے ہیں اور یہ شیطانی سلسلہ جاری ساری رہتا ہے۔ یہاں پر ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ کہ اگر آپ کے پاس اعمال کے ڈھیر لگے ہوں، نماز و روزے کی بہتات ہو مگر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عشق و محبت کی چاشنی نہ ہو تو یہ سب اعمال بیکار ہیں۔ اور اگر محبت رسول ﷺ دل میں رچی بسی ہے تو آپ کا تھوڑا سا عمل بھی قابلِ قبول ہے۔ اب ہم قارئین کرام کی خدمت میں دو احادیث پیش کر رہے ہیں جس میں ایک غدار شخص کا ذکر ہے جس کے پاس اعمال بے تحاشا ہیں مگر محبت رسول ﷺ نہیں اور ایک وفادار غلام ہے جس کے پاس نیکیاں تو اتنی نہیں مگر محبت رسول ﷺ دل میں رچی بسی ہے ملاحظہ کیجئے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ ذَاتَ يَوْمٍ قِسْمًا فَقَالَ ذُو الْخُوَيْصِرَةِ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ اعْدِلْ قَالَ وَيْلَكَ مَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ فَقَالَ عُمَرُ ائْذَنْ لِي فَلْأَضْرِبْ عُنُقَهُ قَالَ لَا إِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ يَمْرُقُونَ مِنْ الدِّينِ كَمُرُوقِ السَّهْمِ مِنْ الرَّمِيَّةِ يُنْظَرُ إِلَى فَضْلِهِ

فَلَا یُوجَدُ فِیهِ شَيْءٌ ثُمَّ یُنْظَرُ إِلٰی رِصَافِهِ فَلَا یُوجَدُ فِیهِ شَيْءٌ ثُمَّ یُنْظَرُ إِلَی نَضِیِّهِ فَلَا یُوجَدُ فِیهِ شَيْءٌ ثُمَّ یُنْظَرُ إِلٰی قُذَذِهِ فَلَا یُوجَدُ فِیهِ شَيْءٌ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ یَخْرُجُونَ عَلَی حِینِ فُرْقَةٍ مِنْ النَّاسِ آیَتُهُمْ رَجُلٌ إِحْدَی یَدَیْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ أَوْ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ قَالَ أَبُو سَعِیدٍ أَشْهَدُ لَسَمِعْتُهُ مِنْ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَأَشْهَدُ أَنِّي کُنْتُ مَعَ عَلِيٍّ حِینَ قَاتَلَهُمْ فَالْتُمِسَ فِي الْقَتْلَی فَأُتِيَ بِهِ عَلَی النَّعْتِ الَّذِي نَعَتَ النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک روز نبی کریم ﷺ مال تقسیم فرماتے ہیں تو ذوالخویصرہ نامی شخص نے کہا جو بنی تمیم سے تھا کہ رسول اللہ ! انصاف کیجئے۔ فرمایا کہ تیری خرابی ہو اگر میں انصاف نہ کروں تو اور کون انصاف کرے گا ؟ حضرت عمر عرض گزار ہوئے کہ مجھے اجازت مرحمت فرمایئے کہ اس کی گردن اُڑا دوں ؟ فرمایا کہ نہیں کیونکہ اس کے ساتھی بھی ہیں کہ تم ان کی نمازوں کے مقابلے میں اپنی نمازوں کو حقیر جانو گے اور اُن کے روزوں کے مقابلے میں اپنے روزوں کو۔ وہ دین سے اس طرح نکلے ہوئے ہوں گے جیسے کمان سے تیر۔ پھر اُس کے پیکان پر کچھ نظر نہیں آتا۔ اس کے پٹھے پر بھی کچھ نظر نہیں آتا، اس کی لکڑی پر بھی کچھ نظر نہیں آتا اور نہ اس کے پروں پر کچھ نظر آئے۔ وہ لید اور خون کو چھوڑ کر نکل گیا۔ وہ لوگوں کے تفرقہ بازی کے وقت نکلتے ہیں اِن کی نشانی یہ ہے کہ اِن میں ایک آدمی کا ہاتھ عورت کے پستان یا انڈے کی طرح ہو گا جو ہلتا ہو گا۔ حضرت ابو سعید فرماتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث نبی کریم ﷺ سے سنی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں حضرت علی کے ساتھ

تھاجب ان لوگوں سے قتال کیا گیا تو اس کی مقتولین میں تلاشی کی گئی تو اُس نشانی کا آدمی مل گیا جو نبی کی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے بتائی تھی۔

(بخاری شریف جلد3، صفحہ429، حدیث1095)☆(بخاری شریف جلد3، صفحہ916، حدیث2282)☆(بخاری شریف جلد3، صفحہ709، حدیث1821)☆(بخاری شریف جلد3، صفحہ710، حدیث1822)☆(بخاری شریف جلد3، صفحہ710، حدیث1823)☆(بخاری شریف جلد3، صفحہ711، حدیث1824)☆(بخاری شریف جلد3، صفحہ711، حدیث 1825)☆(بخاری شریف جلد3، صفحہ916، حدیث2282)☆(بخاری شریف جلد3، صفحہ976، حدیث2407)☆(بخاری شریف جلد3، صفحہ51، حدیث50)☆(بخاری شریف جلد3، صفحہ52، حدیث51)☆(مشکوٰۃ جلد 2 صفحہ 165 حدیث3396)

علامہ عبدالحکیم اختر شاہجہاں پوری علیہ الرحمۃ نے فرماتے ہیں۔

حدیث50 اور 51 کے اندر یہ جن لوگوں بیان ہے یہ ذوالخویصرہ کی ملت ہے، جس کا نام حرقوص بن زہیر تھا اور وہ نجد کا رہنے والا تھا۔اِن لوگوں کا ذکر الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ اسی جلد (سوم) کی حدیث 1822،1821،1095،1824،1823، 2282،1825 اور 2407 میں بھی وارد ہوا ہے۔ حدیث 1824 کے اندر ہے کہ آیت :۔وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّلۡمِزُكَ فِى الصَّدَقٰتِ۔(9:58)"اور اُن میں کوئی وہ ہے جو صدقہ بانٹنے میں تم پر طعن کرتا ہے"۔اِسی ذوالخویصرہ کے بارے میں نازل ہوئی جس نے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے حدیث 1095 کے مطابق یا رسول اللہ اعدل کہا تھا۔ حدیث 1824 کے مطابق کہا تھا اِعۡدِلۡ يَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ اور حدیث 2282 کے مطابق اُس نے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے کہا تھا۔يَا مُحَمَّدُ اِتَّقِ اللّٰهَ۔ یعنی اے محمد ! اللہ سے ڈرو کتنی بھیانک سوچ تھی اُس کی ! کیسا ایمان سوز زاویہء نظر تھا اُس کا ! کتنی بے باکانہ گفتگو تھی اُس کی !

تعظیمِ شانِ رسالت سے وہ کس درجہ محروم تھا! ادب و احترام کے تقاضوں سے وہ کتنا نا آشنا تھا! جائے غور ہے کہ کلمہ گو ہو کر، مسلمان کہلا کر وہ ایمان کے تقاضے پورے کر رہا تھا یا کفر کے؟ غلامانِ رسول کے کلیجے ٹھنڈے کر رہا تھا یا دشمنانِ رسول کے؟ اس کا سینہ اللہ کے محبوب کی محبت سے لبریز تھا یا گستاخی سے؟ وہ بارگاہِ رسالت کے ادب و احترام کا پیکر تھا یا توہین و تنقیص کا مجسّمہ؟ صحابہء کرام اُس کی اِس گفتگو سے خوش ہوئے یا مارے غیظ و غضب کے اُن کے سینے پھٹنے لگے؟

جو کچھ اُس روز ہوا وہی آج بھی ہو رہا ہے جس طرح سینے اس روز ذوالخویصرہ کی جسارت اور گستاخی شانِ رسالت پر پھٹے اُسی طرح آج بھی پھٹ رہے ہیں فرق صرف یہ ہے کہ اُس وقت گستاخانِ رسول چند تھے اور آج بے شمار اُس وقت چُھپے رہتے تھے اور آج دندنا رہے ہیں اُس وقت منہ چھپاتے تھے آج آنکھیں دکھاتے ہیں اُس وقت اُن کا پہلا خفیہ مرکز مسجدِ ضرار تھی جس کی بربادی کے بعد حرورہ میں مرکز قائم ہوا لیکن آج اُن کے مراکز کا کوئی شمار ہی نہیں ہے بے خبر آدمی سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ ہر مسلمان اپنے نبی کا ادب کرتا ہے خواہ وہ عالم ہو یا جاہل۔ یہ لوگ اپنے نبی کے نہ صرف بے ادب بلکہ غیر مسلموں سے بھی بڑھ کر گستاخ ہیں لیکن اس کے باوجود اِتنی ترقی کیوں کر گئے ہیں؟ ہر ملک میں کیوں اِتنے پھلے پھولے ہیں؟ ہر خطّے اور علاقے میں اہل حق سے کیوں یہ آگے آگے نظر آتے ہیں؟ سوچنے والے سوچتے ہی رہ جاتے ہیں۔

بات دراصل یہ ہے کہ اہل اسلام کا یہ طبقہ غیر مسلموں کے لئے بڑے کام کی جنس ہے۔ غیر مسلم طاقتیں اپنی اسلام دشمنی کے باعث انھیں سر آنکھوں پر جگہ دیتی ہیں کیونکہ ان کے ذریعے وہ مسلمانوں کو ایمان کی دولت سے محروم کرنے کا کام لیتے ہیں۔ غیر مسلم مسلمانوں سے خائف نہیں بلکہ اُن کی ایمانی قوت سے خائف ہیں کیونکہ اِن کی

قوتِ ایمانی کے مقابلے پر اُن کی پیش نہیں جاتی۔ اُن کی عددی کثرت اور ساز وسامان کی فراوانی بھی انھیں تباہی اور ذلت سے نہیں بچاتی۔ اس کے برعکس اگر مسلمانوں کے پاس ایمان کی قوت نہ رہے تو انھیں کوئی طاقت اور کوئی ساز وسامان معزز نہیں کر سکتا۔ ایمان تو اللہ اور رسول کی محبت ہی کا تو نام ہے۔ جب رسول پر زبانِ اعتراض کھولی، رسول کی شان کے منکر ہوئے، خُدا نے رسول کو جو مقام دیا اُس کا انکار کر بیٹھے اور رسول کو اپنی مرضی کا مقام تفویض کرنے لگے تو نہ خُدا پر ایمان رہا اور نہ رسول پر۔ اللہ اور رسول سے محبت تو اِس سے منزلوں پیچھے رہ گئی۔ محبت کی زبان تو اعتراض کے لئے کھلتی ہی نہیں۔ اعتراض کے لئے نفرت اور عداوت کی زبان کھلتی ہے جب اللہ اور رسول سے عداوت ہوئی تو ایمان کہاں رہتا ہے۔

اگرچہ ایسے لوگوں کو رسماً اللہ اور اللہ کے رسول پر ایمان رکھنے کا دعویٰ ہوتا ہے وہ رسول کے خلاف اپنی زبان درازی کو توحید کا تقاضا سمجھتے ہیں اسی نظریہ نے ابلیس کا بیڑا غرق کیا اور اسی کے باعث اُس کے گلے میں لعنت کا طوق پڑا تھا۔ عبادت گزار تو وہ بھی بڑے پائے کا تھا لیکن نبی کی توہین کرنے پر کیا عبادتوں نے اُسے کوئی فائدہ دیا؟ نبی کی تو ایک دفعہ گستاخی کرنے پر ساری عبادتیں گستاخ کے منہ پر پھینک کر ماری جاتی ہیں۔ جو عمر بھر نبی کی گستاخی کو اپنے دین و مذہب کی معجون کا جزوِاعظم بنائے رکھتے ہیں۔ اُن کی عبادتیں انھیں کیا فائدہ پہنچا سکیں گی؟ کیا وہ بارگاہِ خُداوندی میں قبولیت کا شرف حاصل کر پائیں گے؟

رسول اللہ ﷺ نے اِن لوگوں کی امتیازی عبادت گزاری کا تذکرہ کرتے ہوئے اُس وقت کے اہلِ اسلام یعنی حضرات صحابہء کرام سے فرمایا تھا" تم اپنی نمازوں کو اِن کے مقابلے پر اور اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے مقابلے پر حقیر جانو گے۔ یہ

قرآن مجید پڑھیں گے لیکن وہ اِن کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا۔ یہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے اور پھر واپس نہیں آتا" یہ مضمون متعدد حدیثوں میں وارد ہوا ہے۔ اِس میں تین باتیں خاص طور پر قابلِ توجہ ہیں یعنی :۔

1) وہ اسلام کے دائرے سے باہر نکلے ہوئے ہوں گے۔

2) اصل اسلام کی طرف کبھی واپس نہیں آئیں گے بلکہ اپنے جعلی اسلاموں ہی کو اصل اسلام منوانے پر ساری توانائیاں صرف کرتے رہیں گے۔

3) وہ اصلی مسلمانوں کی نسبت زیادہ عبادت گزار ہوں گے۔

معلوم ہوا کہ ان لوگوں کے پھلنے پھولنے کی ایک وجہ تو یہ ہوگی کہ یہ اصلی مسلمانوں کی نسبت زیادہ عبادت گزار ہوں گے جس کے باعث بے خبر مسلمان انھیں دین کے اصلی خیر خواہ جان کر اِن کے ساتھ ہوتے چلے جائیں گے۔ اِن کی ترقی اور قوت کی وجہ غیر مسلموں کی حمایت واعانت ہوگی جس کے مواقع ملتے رہیں گے۔

(حاشیہ صحیح بخاری شریف، جلد 3 صفحہ 52-53)

قارئین کرام یہ ایک غدار شخص کا واقعہ بیان کیا گیا ہے جس کو اپنی عبادات پر بڑا ناز تھا جو شان رسالت میں توہین و تنقیص کو عبادت سمجھتا تھا بظاہر منہ سے کلمہ پیارے آقا ﷺ کا پڑھتا تھا لیکن قلب و ذہن میں خباثت بھری ہوئی تھی اور توہین و تنقیص کی نجاست سے لتھڑا ہوا تھا، بے ادب و گستاخ تھا۔ اس کے پاس عبادات تو بہت تھیں مگر جس چیز کی کمی تھی وہ محبت رسول ﷺ تھی۔ اس لئے بدبخت ٹھہرا۔ یہی حال اس کی ذریت کا ہے کہ جن محافل میں آقائے کائنات محبوب کبریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان وعظمت، تعظیم وتوقیر، تعریف وتوصیف کا بیان ہوتا ہے وہ ایسی محافل کو کفر

وشرک، بدعت و ضلالت سے تعبیر کرتے ہیں۔یہی وہ گستاخی کے جراثیم ہیں جو نسل در نسل چلتے چلے آرہے ہیں۔

اب ایک وفادار غلام کا واقعہ سنئے جس کے پاس اعمال کا ذخیرہ تو نہیں ہے سجدہ سجود کی کثرت نہیں لیکن محبت رسول ﷺ کی چاشنی ضرور ہے۔ملاحظہ کیجئے۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ رَجُلًا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اسْمُهُ عَبْدَ اللهِ وَكَانَ يُلَقَّبُ حِمَارًا، وَكَانَ يُضْحِكُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَلَدَهُ فِي الشَّرَابِ، فَأُتِيَ بِهِ يَوْمًا فَأَمَرَ بِهِ فَجُلِدَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ: اللّٰهُمَّ الْعَنْهُ مَا أَكْثَرَ مَا يُؤْتَى بِهِ ۔فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَلْعَنُوهُ فَوَاللهِ مَا عَلِمْتُ إِنَّهُ يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ۔

زید بن اسلم نے اپنے والد ماجد سے اور انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں جس کا نام عبداللہ اور لقب حِمار تھا اور جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہنسایا کرتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُسے شراب پینے پر کوڑے لگوائے۔ایک روز اسے آپ (ﷺ) کی خدمت میں لایا گیا۔چنانچہ آپ (ﷺ) کے حکم سے اُسے کوڑے مارے گئے تو لوگوں میں سے ایک نے کہا:۔اے اللہ ! لعنت۔اسے کتنی دفعہ لایا گیا ہے۔پس نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر لعنت نہ کرو، میں تو یہ جانتا ہوں کہ یہ اللہ اور اُس کے رسول سے محبت رکھتا ہے۔

(بخاری شریف، جلد 3 حدیث 1684 صفحہ 650۔651)☆(مشکوٰۃ شریف، جلد 2 حدیث 3458 صفحہ 182۔183)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زبان رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس شخص کو یہ پروانہ مل گیا کہ وہ اللہ و رسول سے محبت کرتا ہے حالانکہ اعمال کی بہتات نہیں ہے سجدہ و سجود زیادہ نہیں ہے بلکہ بار بار دربار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اپنے کیئے کی سزا بھی پاتے ہیں مگر وفادار ہیں غدار نہیں ہیں۔ علماء فرماتے ہیں کہ یہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت سیدھے سادے تھے اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے سبزیاں اور مٹھایاں لایا کرتے تھے۔ یہ دیکھا کرتے تھے کہ ہر کوئی آتا اور اپنے دکھ درد اور غم والم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سناتا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُس کے دکھ درد اور رنج والم کو دور فرمادیتے۔ یہ وفادار صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوچتے رہتے کہ میں کوئی ایسی بات کہوں جس کے سننے کے بعد کرم والے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ مبارک پر مسکراہٹ پھیل جائے۔ بس یہ اسی تگ ودو میں لگے رہتے کہ کسی طرح اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب کے چہرہ انور مسکراہٹ پھیر دوں تو ان حالات میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہنسا دیا کرتے تھے یعنی کوئی ایسا چٹکلا فرمادیا کرتے تھے جو شریعت کے دائرے سے باہر نہیں ہوتا تھا جس پر آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسکرا دیا کرتے تھے۔ تو یہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ اُمت کے غم بانٹنے والے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور پر مسکراہٹ لایا کرتے تھے جو ان کی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت کی دلیل ہے۔ اور یہ عمل یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے مبارک پر مسکراہٹ کے پھول سجانا کروڑوں سجدوں سے افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے قلب کو ذہن کو محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے منور فرمائے آمین۔

قارئین کرام! آپ اندازہ لگائیں کہ ایک شخص کے پاس اعمال کی کثرت ہے مگر پھر بھی بدبخت ہے اور ایک شخص کے پاس اعمال کی کثرت تو نہیں ہے مگر محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دل میں رکھتا ہے۔اعمال بھی ضروری ہیں مگر پہلے محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے اور اگر محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے تو سب اعمال قبول اور محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دل خالی ہے تو سارے اعمال مردود۔ہمیں اپنے اعمال پر بھروسہ نہیں ہونا چاہیے بلکہ اللہ ورسول عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فضل وکرم پر بھروسہ ہونا چاہیے۔ قارئین کرام! محبت کا چشمہ لگا کر سوچئے کہ جو لوگ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق خرافات بکتے ہیں جیسا کہ آپ نے مذکورۃ بالا اعتراضات میں ملاحظہ فرمایا وہ کس ضمرے میں آتے ہیں سوچئے اور ضرور سوچئے، اللہ عزوجل ہم سب کا حامی وناصر ہو۔

لہٰذا منکرین میلاد کا میلاد شریف کو حرام اور بدعت وضلالت کہنا جہالت اور بغض پر مبنی ہے۔ادارۃُ الافتاء والبحوث دبئ اپنے رسالہ میں ان منکرین میلاد لوگوں کو جھنجوڑتے ہوئے رقمطراز ہے۔

جو شخص کسی شے کو اس بنا پر حرام قرار دیتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اسے نہیں کیا تو اس کا دعویٰ بے دلیل اور اور مردود ہے۔آپ (منکرین میلاد) نے یہ قاعدہ وضع کیا ہے کہ ”جس شخص نے ایسا کام نکالا جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اور آپ کے صحابۂ کرام نے نہیں کیا اس نے دین میں بدعت نکالی ہے“۔

ہم آپ کے بیان کردہ قاعدے کے مطابق کہتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس اُمّت کے لیے دین کی تکمیل نہیں کی

اور اُمّت کو ان کاموں کی تبلیغ نہیں فرمائی جو کرنے چاہئیں (کیونکہ آپ (ﷺ) نے نیا اور اچھا کام نکالنے کی تحسین فرمائی ہے، نیا کام تب ہی ہو گا جب نہ تو آپ نے کیا ہو اور نہ ہی صحابہ نے کیا ہو) نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں دین کے مکمل نہ کرنے اور اُمت کو تبلیغ نہ کرنے کا عقیدہ وہی شخص رکھے گا جو زندیق ہو اور اللہ تعالیٰ کے دین سے خارج ہو۔

ہم آپ (منکرین میلاد) کی موافقت کرتے ہوئے آپ کی زبان سے کہتے ہیں کہ آپ نے اصل عبادات میں بہت سے ایسے مسائل نکالے ہیں جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے نہیں کیے، صحابۂ کرام نے نہیں کیے، تابعین نے نہیں کیے، یہاں تک کہ تبع تابعین نے بھی نہیں کیے۔

بطور مثال چند مسائل ملاحظہ ہوں، اگر ان میں حصر نہیں ہے۔

1) حرمین شریفین اور دیگر مساجد میں نماز تراویح کے بعد نماز تہجد ادا کرنے کے لیے لوگوں کو ایک امام کے پیچھے جمع کرنا۔
2) نماز تراویح، اسی طرح نماز تہجد میں دعاء ختم قرآن کا پڑھنا۔
3) حرمین شریفین میں خاص طور پر 27/رمضان کو قرآن پاک ختم کرنا۔
4) نماز تراویح کے منادی کا اعلان کرنا صلوۃ القیام اثابکم اللہ، (نماز تہجد میں شرکت اللہ تعالیٰ تمہیں ثواب عطا فرمائے)
5) یہ کہنا کہ توحید تین قسم کی ہے (1) توحید الوہیت (2) توحید ربوبیت (3) توحید اسماء و صفات۔ کیا یہ حدیث شریف ہے؟ یا کسی صحابی کا قول ہے؟۔ یا چار اماموں میں سے کسی کا قول ہے؟

اس کے علاوہ بہت سے مسائل ہیں جن کے ذکر کی اس جگہ گنجائش نہیں ہے مثلاً امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے اداروں کا قائم کرنا، اسلامی جامعات (یونیورسٹیاں) قائم کرنا، حفظ قرآن پاک کے لیے تنظیمیں بنانا، دعوت وارشاد کے دفاتر قائم کرنا، مشائخ کی محفلوں کے ہفتے منانا وغیرہ ذلک (کیا یہ سب جائز اور محفل میلاد ناجائز؟ فالی اللہ المشتکیٰ)۔اس کے باوجود ہم ان چیزوں کا انکار نہیں کرتے، ہمارنزدیک یہ امور بدعات حسنہ میں سے ہیں لیکن معترضین ایسے کام کرنے والوں پر شدید انکار کرتے ہیں (مثلاً میلاد شریف، توسل اور زیارت) اور خود ایسے کام کرتے ہیں (گویا یہ اختیار ان کے پاس ہے کہ جسے چاہیں حلال کردیں اور جسے چاہیں حرام کردیں)۔

یہ نئے اور دینی کام نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے نہیں کیے، اس کے باوجود آپ خود یہ کام کرتے ہیں، حالانکہ یہ آپ کے اس قاعدے کے واضح خلاف ہیں کہ۔

"عبادت توقیفی ہیں (اللہ تعالیٰ اوراس کے حبیب صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے بیان کرنے پر موقوف ہیں) اور ہر وہ کام جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اورآپکے صحابہ نے نہیں کیا وہ بدعت (سیئہ) ہے۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ احکام شرعیہ کے تیار کرنے کا آپ کو اختیار ہے اور دوسرے لوگوں کو نہیں ہے۔

وَجَنَتۡ عَلٰى نَفۡسِهَا بَرَاقِشُ

(بے وقوف اپنے اُوپر ہی ستم ڈھاتا ہے)۔

(کیا ہم محفل منعقد کریں، صفحہ 29۔30)

علامہ مولانا محمد ظہیرالدین قادری تحفظ عقائد اہلسنت میں فرماتے ہیں۔

جو اعتراض ہم پر کرتے ہیں کہ تم کیا صحابہ تابعین اور تبع تابعین سے محبت و تعظیم میں زیادہ ہو کہ کچھ انہوں نے نہ کیا تم کرتے ہو، لطف یہ ہے کہ بعینہٖ وہی اعتراض اگر قابل تسلیم ہو تو تبع تابعین پر باعتبار تابعین اور تابعین پر باعتبار صحابہ اور صحابہ پر باعتبار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وارد۔ مثلاً جس فعل کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ و تابعین نے نہ کیا اور تبع تابعین کے زمانہ میں پیدا ہو تم اسے بدعت نہیں کہتے۔ ہم کہتے ہیں اس کام میں بھلائی ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ و تابعین ہی کرتے۔ تبع تابعین کیا ان سے زیادہ دین کا اہتمام رکھتے ہیں جو انہوں نے نہ کیا یہ کریں گے، اسی طرح تابعین کے زمانہ میں جو کچھ پیدا ہوا اس پر وارد ہوگا کہ بہتر ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ کیوں نہ کرتے۔ تابعین کچھ ان سے بڑھ کر ٹھہرے، علی ہذالقیاس جو نئی باتیں صحابہ نے کیں ان میں بھی تمہاری طرح کہا جائے گا۔ ؎

بزہد وورع کوش و صدق و صفا   ولیکن میفرائے بر مصطفیٰ

کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معاذ اللہ ! ان کی خوبی نہ معلوم ہوئی یا صحابہ کو افعال خیر کی طرف زیادہ توجہ تھی، غرض ! یہ بات ان مدہوشوں نے ایسی کہی جس کی بنا پر عیاذاً باللہ ! عیاذاً باللہ ! تمام صحابہ و تابعین بھی بدعتی ٹھہرائے جاتے ہیں مگر اصلی وہی ہے کہ نہ کرنا اور بات ہے اور منع کرنا اور چیز، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اگر ایک کام نہ کیا اور اس کو منع بھی نہ فرمایا، تو صحابہ کو کون مانع ہے کہ اسے نہ کریں اور صحابہ نہ کریں تو تابعین کو کون عائق وہ نہ کریں تو تبع تابعین پر الزام نہیں، وہ نہ کریں تو ہم پر مضائقہ نہیں، بس اتنا ہونا چاہیے کہ شرح کے نزدیک وہ کام بُرا نہ ہو۔ عجب لطف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین کا قطعاً نہ کرنا تو حجت ہوا اور تبع

تابعین کو باوجود ان سب کے نہ کرنے کی اجازت ملی مگر تبع میں وہ خوبی ہے کہ جب وہ بھی نہ کریں تواب پچھلوں کے لیے راستہ بند ہو گیا۔ اس بے عقلی کی کچھ بھی حد ہے۔

(تحفظ عقائد اہلسنت، صفحہ 711-712)

علامہ محمد بن علوی مالکی فرماتے ہیں۔

جو لوگ مولد نبوی کی محفل و اجتماع کا انکار کرے یا مولد اور سیرت نبویہ کے اجتماع کا انکار کرے، چاہے ربیع الاول میں ہو یا غیر میں، تو جو بھی یہ انکار اس دعویٰ سے کرے کہ اسلاف نے اسے نہیں کیا تو لامحالہ وہ صحرائے جہالت کا جاسوس ہے۔ کیونکہ سلف صالحین کا یہ نہ کرنا دلیل نہیں بلکہ یہ عدم دلیل ہے اور یہ آنکھوں میں مٹی ڈالنے کے مترادف ہے۔

(منہج السلف اردو مسلک سلف صالحین، صفحہ 504)

خلاصۂ کام یہ نکلا کہ مروجہ محفل میلاد شریف بلا کسی شک و تردد کے جائز و مستحسن و باعث ثواب ہے۔ اس کی اصل قرآن مجید کی متعدد آیتوں اور احادیث کریمہ سے ثابت ہے اور اجلہ علمائے کرام جو تمام امت کے نزدیک معتمد ہیں اس کے جواز واستحسان کے قائل ہیں۔ مثلاً سند الحفاظ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری، خاتم الحفاظ علامہ جلال الدین سیوطی، علامہ احمد خطیب قسطلانی شارح بخاری، شیخ القراء علامہ جزری، علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی، علامہ حلبی، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

(مقالات شارح بخاری، جلد اول، صفحہ 203)

چند علماء کرام کے نام جنہوں نے میلاد مصطفیٰ ﷺ پر کتابیں لکھیں۔

1) امام حافظ جلال الدین سیوطی شافعی نے حس المقصد فی عمل المولد۔
2) امام حافظ محمد بن ابی بکر عبداللہ قیسی دمشقی نے جامع الآثار فی مولوالنبی المختار،
اللفظ الرائق فی مولد خیر الخلائق اور مورد الصادی فی مولد اہلادی
3) امام حافظ عراقی نے المورد الھنی فی المولد السنّی
4) حافظ ملا علی قاری نے لمورد الروی فی المولد النبوی
5) امام علامہ ابن دحیہ نے التنویر فی مولد البشیر والنذیر
6) امام حافقظ شمس الدین ابن الجزری نے عرف العتریف بالمولد الشریف
7) امام حافظ ابن جوزی نے مولد العرس۔

اس کے علاوہ اور بہت سے حضرات نے جنھوں نے میلاد شریف کا تذکرہ اپنی کتابوں میں کیا۔

(ماخوذ کیا ہم محفل منعقد کریں؟)

شرک شرک اور بدعت بدعت کی رٹ لگانے والوں کے لئے مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری علیہ الرحمۃ نے بخاری شریف کے حاشیہ پر ایک لطیفہ لکھا ہے۔ قارئین کی ظرافت کے لئے پیش کرتے ہیں ملاحظہ فرمایئے۔

ایک مرتبہ انوار التوحید میں شرک فروش ٹولے کے دو مولوی صاحبان بیٹھے ہوئے توحید کو پھیلانے اور شرک کو پوری دنیا سے مٹانے کی تدابیر پر غور فرما رہے تھے ایک کا نام تھا مولانا شرک پھوڑ اور دوسرے کا مولانا بدعت توڑ صاحب کے نام سے موسوم تھے، گفتگو کے دوران مولانا شرک پھوڑ صاحب فرمانے لگے ۔ بھائی بدعت توڑ صاحب ! دل چاہتا ہے کہ آج آپ سے اپنے دل کی بات کہہ دوں۔ یار کیا کہوں ! بعض احادیث پڑھ کر تو میں حیران رہ جاتا ہوں اور سوچتا ہوں کہ جن کو ہم پوری امت محمدیہ

میں سے بہترین اور مثالی مسلمان شمار کرتے ہیں انھیں ہو کیا گیا تھا؟ یعنی صحابہء کرام کو۔ پورا قرآن کریم پڑھ جایئے۔ اس میں کسی جگہ بھی اللہ تعالیٰ نے اُن بزرگوں کو حکم نہیں دیا تھا کہ جب میرا آخری رسول تھوکے تو تم اُسے حاصل کر کے اپنے چہروں اور کپڑوں پر مل لینا۔ جب وہ وضو کریں تو مستعمل پانی کے قطروں کے حاصل کرنے کی خاطر ایڑی چوٹی کا زور لگا دینا۔ اگر نہ مل سکے تو جس جگہ مستعمل پانی گرا ہو وہاں کی گیلی مٹی کو لے کر اپنے چہروں اور کپڑوں پر مل لینا۔ اگر وہ حجامت بنوائیں تو ایک ایک بال کے لیے ایسے سر توڑ کوشش کرنا کہ دیکھنے والے یہی محسوس کریں کہ گویا یہ آپس میں لڑ پڑے ہیں۔ اگر کسی کو ایک بال بھی مل جائے تو وہ اُسے اپنی جان سے بھی عزیز رکھے اور حد درجہ اُس کا احترام کرے۔ کمال بات تو یہ ہے کہ اپنے گھروں میں نماز بھی اُسی جگہ پڑھنا زیادہ پسند کرتے تھے۔ جہاں حضور سے نماز پڑھوا لیتے تھے۔ لطف تو یہ ہے کہ اللہ کے نبی نے بھی ایسا کرنے کا اُنھیں حکم نہیں دیا تھا۔ ہم نے حدیث کی تمام کتابیں کھنگال ڈالیں لیکن ہمیں تو اُن میں کہیں ایسا حکم نظر نہیں آیا۔ معلوم نہیں پھر صحابہء کرام کس کے حکم سے شب و روز ایسا کرتے رہتے تھے اور غضب تو یہ ہے کہ کوئی ایک بھی انھیں اس دھندے سے روکنے والا نہیں تھا۔ بھائی بدعت توڑ! اگر سچی بات کہہ دوں تو سارے مسلمان لٹھ لے کر ہمارے پیچھے پڑ جائیں گے۔ جانِ برادر! حقیقت یہ ہے کہ مجھے تو صحابہء کرام بھی بالکل بریلوی ہی نظر آتے ہیں۔ عقیدت کے پردے میں جو کچھ وہ کرتے رہتے تھے کیا یہ بریلویت نہیں ہے؟ زاویہء نظر اُن کا بھی موحدانہ کم اور شرک پسندانہ ہی زیادہ محسوس ہوتا ہے۔ ہائے افسوس! جب اُمت کی بنیاد ہی غلط رکھی گئی تو ساری عمارت غلط تعمیر نہ ہو گی تو اور کیا ہو گا؟

اس کے بعد تھوڑی دیر تو انہوں نے اپنے منہ پر سکوت کی مہر لگائے رکھی اور پھر ایک سرد آہ بھر کر قُفل دہن کھولتے ہوئے یوں گوہر افشانی فرماتے ہیں۔ مولانا بدعت توڑ صاحب ! ہو سکتا ہے کہ صحابہء کرام عقیدت کے پردے میں ایسے کام اِس لیے کر رہے ہوں کہ قیامت تک اُن کے عاشقِ رسول ہونے کی شہرت رہے گی اور رہتی دنیا تک اُن کے عاشقِ رسول کے ڈنکے بجتے رہیں گے لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ حضور نے ایسا کرنے سے اُنھیں منع کیوں نہ فرمایا؟ یہ کیوں نہ کہا کہ اے مسلمانو ! جب ایسا کرنے کا پورے قرآن مجید میں کسی جگہ بھی حکم نہیں دیا گیا؟ علاوہ بریں خود میں نے بھی تمہیں ایسا کرنے کے لیے نہیں کہا۔ اس کے باوجود تم ایسا کیوں کرتے ہو؟ _____ کیا کہوں مجھے تو یوں لگتا ہے کہ حضور پر بھی بریلی والے مولوی کا شاید جادو چل گیا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ حضور بھی اُس کی چکنی چپڑی باتوں میں آ گئے ہوں۔ کیونکہ لاکھ وہ شرک پسند سہی لیکن کم بخت کی باتوں میں مٹھاس بہت ہے _______ مولانا بدعت توڑ صاحب نے لقمہ دیتے ہوئے فرمایا کہ بھائی شرک پھوڑ صاحب ! بریلوی والا مولوی تو ابھی کل پرسوں پیدا ہوا تھا، وہ حضور کے زمانے میں کب تھا؟ _________ مولانا شرک پھوڑ صاحب نے فرمایا کہ بات کچھ بھی ہو لیکن یار میں تو یہی سمجھ سکا ہوں کہ توحید کی علمبرداری کے ساتھ ساتھ بریلویت بھی خود حضور نے ہی پھیلائی تھی۔

اِس کے بعد ایک سرد آہ بھرتے ہوئے مولانا شرک پھوڑ صاحب نے دردناک لہجے میں کہا _____ اچھا یار سب کچھ جانے دو، صحابہ ایسا کرتے رہے، حضور بھی اِس دھندے کو تعظیم کے پردے میں چھپا کر خوش ہوتے رہے کہ میرا قیصر و کسریٰ سے بھی بڑھ کر احترام کیا جا رہا ہے کیونکہ یہ احترام دل کی گہرائیوں اور پورے خلوص کے ساتھ ہو رہا تھا، لیکن معلوم نہیں ایسے جملہ مواقع پر خُدا کو کیا ہو گا تھا کہ دوسرے ہزاروں احکام تو

نازل کرتا رہا لیکن ایک دفعہ بھی یہ وحی نازل نہیں فرمائی کہ تعظیم کے پردے میں جو پوجا پاٹ کا کاروبار کر رہے ہو، اسے بند کر دو۔ ساتھ ہی نہ اپنے نبی کو حکم دیا کہ اپنے ساتھیوں کو ایسا کرنے سے روک دو ________ مولانا بدعت توڑ صاحب ! مجھے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ خُدا خود ہی شرک پسند اور بریلویت کا بانی ہے اور غالباً اسی لیے فرشتوں کو حکم دیا تھا کہ آدم علیہ السلام کے لیے سجدہ کرو مولانا شرک پھوڑ صاحب ابھی یہ جملہ ختم کرنے ہی پائے تھے کہ کسی کے آنے کی آہٹ محسوس ہوئی۔آنے والے کی صورت تو نظر نہ آئی لیکن بلند آواز سے کوئی یہ کہہ رہا تھا۔

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
اُس بُرے مذہب پر لعنت کیجئے

(حاشیہ صحیح بخاری شریف جلد اول صفحہ 259)

ذرا سوچئے تو سہی کہ اگر میلاد شریف بقول معترض ایسی ہی بُری چیز ہے جو کہ منکرین میلاد پیش کرتے ہیں تو کیا یہ سب علماء کرام راہ حق بھٹکے ہوئے، گمراہ تھے (معاذاللہ) جنہوں نے عید میلاد جیسی بابرکت محافل کا انعقاد کیا، کتابیں تصنیف فرمائیں ؟۔اگر نہیں اور یقیناً نہیں۔تو جو لوگ بے جا عید میلاد النبی ﷺ کی مخالفت پر کمر باندھے ہوئے ہیں اُن کی گمراہی و بے دینی میں شک نہیں ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سلف صالحین کے نقشِ قدم پر چلائے۔وَاٰخِرُ دَعْوٰیھُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

آخری گزارش :۔

منکرین میلاد اکثر وبیشتر یا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کے ساتھ دورد شریف نہیں لکھتے ہیں اور لکھتے بھی ہیں جیسا کہ علما اہلسنت کی تحریروں سے ان کو غیرت آنی شروع ہو گئی مگر کہیں کہیں ڈنڈی مارتے ہوئے ''صلعم'' یا'' ؐ '' لکھتے ہیں۔ اور صحابہ کے لئے '' ؓ '' اور اولیائے کرام کے لئے '' ؒ '' لکھتے ہیں۔
امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ پہلا وہ شخص جس نے درود شریف کا ایسا اختصار کیا اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔ علامہ سید طحطاوی حاشیہ در مختار میں فرماتے ہیں۔ فتاویٰ تاتارخانیہ سے منقول ہے یعنی کسی نبی کے نام پاک کے ساتھ درود یا سلام کا ایسا اختصار لکھنے والا کافر ہو جاتا ہے کہ یہ ہلکا کرنا ہوا اور معاملہ شان انبیاء سے متعلق ہے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان کا ہلکا کرنا ضرور کفر ہے۔ (الخ)۔

(فتاویٰ افریقہ، صفحہ 57)

اللہ تعالیٰ عزوجل سے دعا ہے کہ ہمیں بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا باادب بنائے اور محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی زندگیوں کو منور کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔ آمین

یہ کام بروز ہفتہ مورخہ 24 ربیع الاخری، 1431ھ بمطابق 10 /اپریل 2010ء صبح تقریبا سات بجے شروع کیا تھا اور آج بحمدہ تعالیٰ بروز ہفتہ رجب المرجب، 1431ھ بمطابق 19/جون 2010ء دوپہر بارہ بجکر تیس منٹ پر اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ علی احسانہ۔

اے اللہ عزوجل! اس فقیر حقیر بندہ پر تقصیر سے اس کتاب کی کتابت میں سہواً یا خطاً کسی قسم کی کوئی غلطی یا کوتاہی ہو گئی ہو تو اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

صدقے میں معاف فرما۔اور بروز حشر آقائے علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لواء حمد کے سائے میں جگہ عطافرما۔آمین بجاہ النبی الکریم وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وذریۃ وعلماء امتہ اجمعین برحمتک یاارحم الراحمین۔

ظالمو! محبوب کا حق تھا یہی
عشق کے بدلے عداوت کیجیے

کتابیات

نمبر شمار	نام کتب
1	قرآن کریم
2	کنزالایمان، امام احمد رضا خان بریلوی
3	تفسیر خزائن العرفان، صدرالافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرآدآبادی، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور کراچی
4	تفسیر نعیمی، حکیم الامت مفتی احمد یار خان، نعیمی مکتبہ اسلامیہ، لاہور
5	تفسیر نورالعرفان، حکیم الامت مفتی احمد یار خان ن، نعیمی پیر بھائی کمپنی، اُردو بازار، لاہور
6	بخاری شریف امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، مترجم:۔ مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہاں پوری ،فرید بک سٹال لاہور
7	نزھۃالقاری شرح صحیح بخاری، فقیہہ الہند علامہ محمد شریف الحق امجدی، برکاتی پبلشرز، کراچی
8	مرآۃالمناجیح شرح مشکوٰۃ شریف، حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، نعیمی کتب خانہ، گجرات
9	سنن ابوداؤد، امام ابوداؤد سلیمان بن اشعتث سجستانی، مترجم:۔ مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہاں پوری، فرید بک سٹال لاہور
10	جامع ترمذی، امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، مترجم:۔ علامہ محمد صدیق ہزاروی، فرید بک سٹال لاہور
11	سیرۃ محمدیہ ترجمہ مواہب لدنیہ، علامہ امام حمد بن محمد بن ابی بکر، جدید ترتیب وتدوین:۔ محمد عبدالستار طاہر مسعودی، شبیر برادرز، لاہور
12	الخصائص الکبریٰ، علامہ امام جلال الدین سیوطی الشافعی، ترتیب وتدوین:۔ مولانا عبدالاحد قادری، ممتاز اکیڈمی، لاہور
13	جاءالحق، حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، نعیمی کتب خانہ، گجرات
14	شاہکار ربوبیت، مفتی محمد خان قادری، عالمی دعوت اسلامیہ، لاہور
15	شرح سلام رضا، مفتی محمد خان قادری، مرکز تحقیقات اسلامیہ، لاہور

نمبر شمار	نام کتب
16	ذکر میلاد رسول ﷺ، علامہ ابن جوزی محدث، ترجمہ مولد العروس مترجم:۔ پروفیسر دوست محمد شاکر، قادری کتب خانہ گجرات
17	شان حبیب الرحمٰن ﷺ، حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، ازھر بکڈپو، آرام باغ، کراچی
18	محبوب مدینہ المعروف خلاصۃ الوفاء، علامہ سمہودی، مترجم: علامہ محمد فیض احمد اویسی، مکتبہ اویسیہ رضویہ، بہاول پور
19	جذب القلوب المعروف تاریخ مدینہ، علامہ عبدالحق محدث دہلوی، مترجم:۔ علامہ مولانا محمد صادق، مکتبۃ الجدید، کراچی
20	سیرت رسول عربی ﷺ، پروفیسر علامہ نور بخش توکلی، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
21	مدارج النبوت، علامہ شاہ عبدالحق محدث، مترجم:۔ مولانا عبدالمصطفیٰ محمد اشرف نقشبندی، دہلوی مکتبہ اسلامیہ، لاہور
22	اخبار الاخیار، علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی، مترجم:۔ محمد منیر رضا قادری، شبیر برادرز، لاہور
23	سلطنت مصطفیٰ ﷺ، حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور
24	طیب الوردۃ شرح قصیدہ بردہ شریف، علامہ ابوالحسنات محمد احمد قادری، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
25	سرور القلوب، مولانا شاہ نقی علی خان بریلوی، شبیر برادرز، لاہور
26	سفید و سیاہ، علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
27	عقائدِ اہلسنت، علامہ مشتاق احمد نظامی، مکتبہ ضیائیہ، روالپنڈی
28	مقالات شارح بخاری، فقیہ العصر مفتی شریف الحق امجدی، مکتبہ برکات المدینہ، کراچی
29	کیا ہم محفل منعقد کریں، مترجم:۔ شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری، ادارۃ الافتاء والبحوث دبئی دائرۃ الاوقاف والشؤن الاسلامیہ دبئی
30	روح ایمان، علامہ سید محمود احمد رضوی، مکتبہ رضوان، لاہور
31	نورانی مواعظ، علامہ مولانا نور محمد قادری، مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد
32	مقیاس وہابیت، مولانا محمد عمر اچھروی، المقیاس پبلشرز، لاہور
33	تعظیم نبی ﷺ، مفتی جلال الدین احمد امجدی، شبیر برادرز، لاہور
34	خطیب، سلطان الواعظین مولانا ابوالنور محمد بشیر، فرید بک سٹال، لاہور

نمبر شمار	نام کتب
35	میلاد النبی ﷺ، علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی، مکتبہ ضیائیہ، راولپنڈی
36	تحفظ عقائد اہل سنت، علامہ ظہیر الدین قادری، فرید بک سٹال، لاہور
37	فیصلہ ہفت مسئلہ، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی مدنی، کتب خانہ، لاہور
38	اہل سنت و جماعت کون ہیں؟، مولانا ابو الحامد محمد ضیاء اللہ قادری اشرفی، قادری کتب خانہ، سیالکوٹ
39	عرس کیا ہے؟، مولانا ابو لکلام احسن القادری، ضیاء الدین پبلیکیشنز، کراچی
40	مالک و مختار نبی ﷺ، امام احمد رضا خان فاضل بریلوی، مکتبہ وقار العلوم، کراچی
41	العطایا الاحمدیہ فی فتاویٰ نعیمیہ، مفتی اقتدار احمد خان نعیمی، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
42	انوار الحدیث، مولانا محمد جلال الدین امجدی، شبیر برادرز، لاہور
43	تکمیل الایمان، شاہ عبد الحق محدث دہلوی، سبز واری پبلیشرز، کراچی
44	تجلی الیقین، امام احمد رضا خان فاضل بریلوی، پروگریسو بکس، لاہور
45	ضیاء النبی ﷺ، پیر محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
46	حجۃ اللہ البالغہ، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، مترجم:۔ مولانا عبد الحق حقانی، فرید بک سٹال، لاہور
47	ندائے یارسول اللہ، علامہ محمد فیض احمد اویسی، مکتبہ اویسیہ رضویہ، بہاولپور
48	تنویر البرہان، مولانا حکیم ابو الحسان محمد رمضان علی قادری، مجلس اتحا اسلامی، کراچی
49	مقیاس حنفیت، مولانا محمد عمر اچھروی، المقیاس پبلشرز، لاہور
50	حدائق بخشش، امام احمد رضا خان بریلوی، فرید بک سٹال، لاہور
51	آنا جانا نور کا، سلطان الواعظین مولانا ابو النور محمد بشیر، فرید بک سٹال، لاہور
52	نورانی حقائق، علامہ الحاج ابو داؤد محمد صادق قادری رضوی، انجمن انوار القادریہ، کراچی
53	سلام و قیام، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، ادارۂ مسعودیہ، کراچی
54	تلبیس ابلیس، علامہ ابن جوزی، مکتبہ اسلامیہ، لاہور
55	احیاء العلوم، حجۃ الاسلام محمد غزالی، مترجم: علامہ محمد فیض احمد اویسی شبیر برادرز، لاہور
56	مقیاس الخلافۃ، مولانا محمد عمر اچھروی، المقیاس پبلشرز، لاہور
57	الصواعق المحرقہ، شیخ الاسلام احمد بن حجر الشافعی المکی، مترجم: علامہ اختر فتح پوری، شبیر برادرز، لاہور
58	رُشد الایمان، علامہ ابو محمد محمد عبد الرشید قادری، مکتبہ رضویہ سمندری، فیصل آباد

نمبر شمار	نام کتب
59	صاعقۃ الرضا، علامہ مفتی عبدالوہاب خان قادری، بزم اعلحضرت امام احمد رضا، نارتھ کراچی
60	میلادالنبی ﷺ عید کیوں؟، علامہ محمد فیض احمد اویسی، مکتبہ اویسیہ رضویہ، بہاول پور
61	دین مصطفے ﷺ، علامہ سید محمود احمد رضوی، کتبہ رضوان، لاہور
62	منہج السلف ترجمہ مسلک سلف صالحین علامہ سید محمد بن علوی مالکی، مترجم: مولانا محمد اکرام اللہ زاہ، فرید بک سٹال، لاہور
63	محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ، مفتی محمد خان قادری، عالمی دعوت اسلامیہ، لاہور
64	قصص الانبیاء، علامہ ابن کثیر، مترجم: ظفر اقبال کلیار مکتبہ زاویہ، لاہور
65	کیمیائے سعادت، حجۃ اسلام حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ، مترجم: محمد شریف نقشبندی، شبیر برادرز، لاہور
66	انوار ساطعہ علامہ، مولانا عبدالسمیع انصاری، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
67	باادب بانصیب، مولانا غلام یار مکوی نقشبندی مجددی شرقپوری، ناظم اعلیٰ جامعہ رضائے مصطفےٰ، گوجرانوالہ
68	الوہابیت، مولانا ابوالحامد ضیاء اللہ قادری اشرفی، قادری کتب خانہ، سیالکوٹ
69	توضیحات و تشریحات فیصلہ ہفت مسئلہ، مفتی محمد خلیل خان قادری برکاتی، فرید بکسٹال، لاہور
70	انفاس العارفین، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، مترجم: علامہ حکیم محمد اصغر فاروقی نوری بکڈپو، لاہور
71	مقالات قادری، مبلغ اسلام سید سعادت علی قادری، مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ، حیدرآباد
72	مدلل تقریریں، مولانا ابوالحامد محمد ضیاء اللہ قادری اشرفی، قادری کتب خانہ، سیالکوٹ
73	کنزالخطیب، علامہ محمد دین چشتی، مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد
74	سہانی گھڑی، محمد نجم مصطفائی، صفہ اکیڈمی، کراچی
75	شواہد النبوت، حضرت العلام نورالدین عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمۃ، مترجم: بشیر حسین ناظم ایم اے مکتبہ نبویہ، لاہور
76	سیرۃ النبی ﷺ، سید سلیمان ندوی، مطبع نظامی پرنٹرز، لاہور
77	تعلیمات القرآن، حصہ اول، ڈاکٹر سید حسن الدین احمد، طباعت، جسارت پبلی کیشنز، کراچی
78	حیاۃ صحابہؓ، مولانا محمد یوسف کاندھلوی، ناشران قرآن لمٹیڈ، لاہور

نمبر شمار	نام کتب
79	سیرت ابن ہشام، محمد بن اسحاق بن یسار ابو محمد عبدالملک بن ہشام، مترجم: سید یسین علی حسنی نظامی دہلوی ادارہ اسلامیات، لاہور
80	نشر الطیب، مولوی اشرف علی تھانوی، تاج کمپنی لمٹیڈ، لاہور، کراچی
81	عید میلاد النبی کی شرعی حیثیت، عبدالعزیز بن باز و محمد بن صالح العثیمین، ترجمہ مشاق احمد کریمی، سوسائٹی کٹیہار، بہار مطبوعہ/ناشر الہلال ایجوکیشنل
82	جشنِ عید میلاد النبی ﷺ کی تاریخی و شرعی حیثیت، عطاء الرحمٰن ضیاء اللہ، مطبوعہ/ناشر دفتر تعاون برائے تاریخی دعوت و توعیۃ الجالیات ربوہ، ریاض مملکت، سعودی عرب
83	عید میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت، محمد اشفاق حسین، مراجعہ شفیق الرحمٰن ضیاء اللہ مدنی 1431ھ۔2010ء مطبوعہ/ناشر اسلام ہاؤس ڈاٹ کام
84	جشنِ میلاد النبی جیسی بدعات کو اچھا سمجھنے والے کارد، محمد صالح المنجد، مراجعہ شفیق الرحمٰن ضیاء اللہ مدنی 1431ھ۔2010ء، مطبوعہ/ناشر اسلام ہاؤس ڈاٹ کام
85	صحیح تاریخ ولادت مصطفی ﷺ، ابو عدنان محمد منیر قمر نواب الدین، مطبوعہ/ناشر توحید پبلیکیشنز بنگلور
86	عید محبت اور کافروں کی دیگر عیدوں سے متعلق اہل علم کے فتوے، ترتیب ابو کلیم مقصود الحسن فیضی، مراجعہ شفیق الرحمٰن ضیاء اللہ مدنی 1430ھ۔2009ء، مطبوعہ/ناشر المکتب التعاونی للدعوۃ وتوعیۃ الجالیات بالربوۃ الریاض سعودی عرب
87	مسئلہ عید میلاد اسلام کی نظر میں، ابی بکر جابر الجزائری، ترجمہ: محمد غیاث الدین مظاہری، مراجعہ شفیق الرحمٰن ضیاء اللہ مدنی، مطبوعہ/ناشر شعبہ مطبوعات و نشر وزارت کے زیر نگرانی طبع شدہ ریاض، سعودی عرب
88	سیرت النبی ﷺ کے جلسے اور جلوس، تقی عثمانی، مطبوعہ/ناشر ناظمِ ڈاٹ کام
89	میلاد النبی کی مٹھائی خریدنے کا حکم؟، محمد صالح المنجد، مراجعہ شفیق الرحمٰن ضیاء اللہ مدنی 1430ھ۔2009ء، مطبوعہ/ناشر اسلام ہاؤس ڈاٹ کام،
90	عید میلاد النبی کے موقع پر تقسیم کردہ کھانے کا حکم، محمد صالح المنجد، مراجعہ شفیق الرحمٰن ضیاء اللہ مدنی 1430ھ۔2009ء مطبوعہ/ناشر اسلام ہاؤس ڈاٹ کام
91	عید میلاد النبی ﷺ اور ہم، عادل سہیل ظفر، مطبوعہ ٹروا ونر ڈاٹ نیٹ

نمبر شمار	نام کتب
92	دین میں بدعت اور عید میلاد النبی ﷺ ، عبد العزیز بن سالم العمر، ترجمہ شفیق الرحمٰن ضیاء اللہ مدنی1430ھ۔2009ء، مطبوعہ/ناشر اسلام ہاؤس ڈاٹ کام
93	کیا صلوٰۃ وسلام اور محفل میلاد بدعت ہے؟، نعمان محمد امین، مطبوعہ/ناشر الامین، مسلم آباد نیو ایم اے جناح روڈ، کراچی
94	جشن ربیع الاول محبت کے آئینہ میں، مفتی رشید احمد، ناشر/مطبع قریشی آرٹ پریس، کراچی
95	فتاویٰ میلاد شریف مع طریقہ میلاد شریف، احمد علی سہارنپوری، رشید احمد گنگوہی، اشرف علی تھانوی ، ناشر ادارہ اسلامیات، لاہور
96	فتاویٰ رشیدیہ، رشید احمد گنگوہی، محمد علی کارخانہ اسلامی کتب، کراچی
97	الشہاب الثاقب، حسین احمد ٹانڈوی ثم مدنی، میر محمد کتب خانہ، کراچی
98	معارف رضا سالنامہ 2010، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، انٹرنیشنل، کراچی
99	فضل اِھل البیت وعلو مکانتھم عند اِھل السنہ والجماعت یعنی اہل سنت کے نزدیک اہل بیت کا مقام و مرتبہ، ڈاکٹر عبدالمحسن بن حمد العباد البدر، ترجمہ: حافظ محمد امین، وکالت برائے معبوعات وعلمی تحقیقات وزارت اسلامی اُمور واوقاف ودعوت وارشاد سعودی عرب

غیر مطبوعہ کتب

1) ایک حدیث تین باتیں
2) ایک حدیث ایک بات تین تاکید
3) درود شریف
4) حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
5) پیدائش مولیٰ کی دھوم
6) میلاد قرآن و حدیث کی روشنی میں
7) میلاد النبی ﷺ کا ثبوت
8) بے مثل ولازوال محبت
9) شان عظمت اہل بیت رضی اللہ عنہم
10) عقائد امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ
11) ایمان کی بنیاد
12) اصلی چہرے
13) انگریز کے ایجنٹ کون؟
14) ننگے سر نماز
15) پاکستان کے مخالف علماء
16) حکیم الامت کی فحش باتیں
17) زمین ساکن ہے
18) بے ادبیاں اور گستاخیاں
19) راہ ہدایت
20) کیا جہاد قسطنطیہ میں یزید شریک تھا؟
21) نماز کی باتیں
22) باطل اپنے آئینے میں
23) تحریک پاکستان اور معارف رضا

1) وہابی جہاد کی حقیقت
2) وسیلہ کا ثبوت
3) علماء دیوبند کا دوغلہ پن
4) دیوبندی کرتوت کے چند نمونے
5) حکیم الامت کے ڈھنگ نرالے
6) جہاد یا فساد
7) خوابوں کی کہانی
8) ایک چہرہ دوروپ
9) مشابہت
10) تقویۃ الایمان کا جائزہ
11) مودودیت کیا ہے؟
12) شب برات ایک عظیم رات